

U53196

Title - KAVAYATUL MANTHA O YANTRI LM MANTHA
KA MUFASSAL BAYAN.

Translator - T. J. Scott.

Publisher - American Machine Press (Lucknow)

Date - 1872.

Pages - 230.

Subject - N.A.

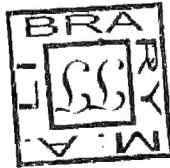
کوالیفکیشن لٹریچر

یعنی

علم منطق کا مفصل بیان

تصنیف

پادری ٹی جے اہکاٹ صاحب



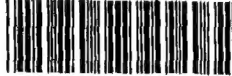
لکھنؤ

ایمریشن پبلیشنگ ہاؤس، پٹنہ، بھارت

۱۹۶۲ء

۱۶۰ ۲ ۵۵۷۱۹۴

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U57196

-7 DEC 1972

دیباجہ

علم منطق کا پڑھنا دہن کی آراستگی اور سنوارنیکے واسطے
 بہت مفید ہے لیکن اس علم کی کتابیں ہندوستانی زبانوں میں بہت کم ہیں
 ایک مختصر رسالہ علم منطق نامے مال میں زبان اردو چھپا ہے اگرچہ سب
 رسالہ اچھا ہے مگر بہتر یہی ایسے مختصر رسالہ سے علم منطق کا موازنہ
 نہیں کھاتا ہے فارسی میں ہی دریا ایک چھوٹے چھوٹے رسالے اشراقی
 اور کبریٰ ہیں + دو چار باتیں یا فصلیں منطق کے بیان میں دریا ہی لطافت
 اور مغزین العلوم میں ملکی ہیں مگر ان کتابوں سے مراد وہ نہیں لوگوں کو
 نااہل ہے جو فارسی جانتے ہیں لیکن جبکہ فارسی زبان میں اس علم کا
 سیکھنا مشکل ہو تو عربی زبان میں (جس کو فارسی میں ترجمہ ہوا ہے) جیسے

رسالہ شمسہ جسکی شرح قطبی ہے سیکھنا عوام الناس کو اسطرح بہت مشکل ہے
 سوائے اسکے ان کتابوں سے اس علم کا حال عربی طالب العلموں کی
 سمجھ میں بھی اچھی طرح نہیں آتا زبان سنسکرت میں چند کتابیں اس علم
 کی پائی جاتی ہیں مگر وہ صرف اونھیں لوگوں کے کام کی ہیں جو اس شکل
 زبان میں دخل رکھتے ہیں پس یہ کیفیت اس علم کی ملک ہند میں کچھ
 میرے ولین آیا کہ اون مشکلات کو جو اس علم کے حاصل کرنے میں اگر
 پڑتی ہیں آسان کر دوں چنانچہ اسی لحاظ سے ایک کتاب بزبان اردو
 جس میں علم منطق کا حال خوب طوالت کے ساتھ لکھا ہے اور جا بجا
 شکوک سے ثبوت دیا ہے اور مثالیں ایسی سہل سہل ہیں کہ اگر کوئی
 ایسا ویسا طالب العلم بھی دل لگا کے پڑھے تو اس علم کو حاصل کر لی
 اور روز مرہ کی واسطے نفع اٹھاوے تالیف کی ہے
 اردو نسخہ کے ساتھ انگریزی بھی ہے دراصل یہ کتاب زبان انگریز میں
 تالیف ہوئی اور پھر اس سے اردو زبان میں ترجمہ ہوا بعض نہایت سہل
 دوستوں نے جو انگریزی سے واقف ہیں یہ کہا کہ اگر یہ کتاب دونوں زبانوں
 ہو تو کیا کہنا میسر بھی یہ سوچا کہ انگریز طالب العلم کو منطق کے سیکھنے میں اس زبان

برہی مدوہونچگی اور دو مطلب حاصل ہونگے :

واضح ہو کہ یہ ترجمہ بالکل لفظی نہیں ہے جہاں جہاں اچھی طرح
معنی نکلتے ہیں وہاں ایسے ہی رہنے دیا ہے اور کہیں کہیں تیب
عبارت کی اس غرض سے کہ اصطلاحات منطق کے اردو میں بے
معاورہ اور بدزیب نہ معلوم ہوں بدل دی ہے مگر کچھ بھی یہ قاعدہ
رکھا ہے کہ اردو ترجمہ بالکل انگریزی سے مطابقت کھاتا ہے
یہاں تک کہ دو نوٹوں کو ایک جلد میں رکھنے سے فائدہ نکلتا ہے غرض
اس امید پر کہ طلباء علم منطق کو خوب مدوہونچو اور اچھی طرح اس مفید علم کو
سمجھیں یہ کتاب جاری کی جاتی ہے

فقط

ٹی جے اسکات

شہر بریلی - ماہ دسمبر ۱۹۴۷ء

علم منطق

مقدمہ

۱۔ منطق ایک ایسا علم و فن ہے کہ جس سے عقل دوڑنے اور دلیل کا قانون معلوم ہو جاوے اصطلاحاً منطق کو علم اوسما الثمین کہیں گے جب عقل دوڑانے یا دلیل کرنے کے خاص قانون کا بیان ہو اور فن اوسما الثمین بولیں گے جب طریقہ حجت کا بیان ہو اور غلطی اور خطا سے محفوظ رہنے کے طریقے متعین ہوں یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ فن قواعد منطق کے استعمال میں لائیکو کہتے ہیں :

۲۔ بعض آدمی گمان کرتے ہیں کہ عقل دوڑانے کی ایک قانون نہیں ہیں جنہیں ہی منطق ایک ہی دیکھتے ہیں کہ منطق ایک ایسا ذریعہ جس سے ^{سب} حقائق پرچیدہ باتوں کو جو بھی سمجھ کر لے سکتے ہیں چنانچہ وہ خیال کرتے ہیں کہ جتنا

میں خواہ سچ پر یا جھوٹ پر غالب رہیں اور اپنے علم اور ذہانت کے
ظاہر کرنے کے لئے خواہ غرور کے طور پر ہو یا تمسخر کے طور پر وہ کارآمد ہے
یہ انکی غلط فہمی ہے اور ایسے لوگوں کو منطق کی اصلیت اور غرض معلوم
نہیں ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ منطق کئی ایک طریقوں میں سے عقل دور کیا
ایک طریقہ ہے بلکہ حقیقت صرف یہی ایک طریقہ ہے یعنی کسی معاملہ کی
اصلیت اور حقیقت کو کامل دریافت کر نہیں دین صرف ایک ہی طور پر اور وقت
مقررہ کے بموجب جو خدا کے بنائے ہیں لڑتا ہو پس اگر ان قانون کے
بموجب ذہن نہ دوڑے تو غلطی میں پڑ جاتا ہے +

اصل غرض منطق کی یہ ہے کہ وہ قوانین مقررہ بخوبی ظاہر
ہو جاوے اور وہ قاعدے حاصل ہوں کہ جنہیں اگر لحاظ رکھتا جاوے
تو ان قوانین مذکورہ کے بموجب عقل دوڑے اور اگر کوئی ان
قوانین سے علم کی اختیار کرے تو ان قاعدوں کی رو سے اسکی
غلطی معلوم ہو جاوے + مثلاً حساب ایک علم ہے جسکا استعمال چند مختصر
قاعدوں کے بموجب کیا جاتا ہے اور ضرور ہے کہ یہ قاعدے ہمیشہ
ہر ملک اور ہر زبان میں ایک ہی ہوں مثلاً ضرور ہے

کہ قاعدے جمع تفریق ضرب تقسیم کے ہمیشہ ایک ہی رہیں علیٰ غرض
منطق عقل دوڑانے کا علم ہے اور اگر ہم ٹھیک ٹھیک عقل دوڑانا چاہیں
سو چنا چاہیں تو منطق ہی کے بموجب کرنا ہوگا :

ایسا بھی ہوتا ہے کہ اکثر لوگ درستی سے سوچتے مباحثہ
کرتے اور عقل دوڑاتے ہیں باوجود اس امر کے کہ ذرا بھی منطق
کو قواعد سے واقف نہیں ہوتے جیسا کہ اکثر کہتا ہے کہ بعض
آدمی درست بولنے والوں کی صحبت کر کے ٹھیک لگتے اور بولتے
ہیں اگرچہ صرف دُجو سے مطلق بھی واقف نہیں ہوتے اس کے برخلاف
بہتر ہے کہ قواعد درست لگنے اور بولنے کے نادانفون کی تعلیم
کیا اسطے اور اوں لوگوں کے سدا رہنے کیواسطے جو کہ صحیح نہیں لگتے
اور بولتے ہیں یقین ہوں اسی طرح پر قواعد منطق خطا اور غلطی سے محفوظ
رکنے کے لئے اور اوروں کی خراب و ناقص دلیلوں کا نقص معلوم
کرنے کے لئے کارآمد ہیں :

۳۔ بعض آدمی منطق کے مطلب و حقیقت سے واقف نہیں ہوتے
پس اسی جہت سے جانتے ہیں کہ منطق کے سیکھنے سے فائدہ دینا پر

اور خدا کے وجود پر قائم نہیں رہتا اور خیال کرتے ہیں کہ منطق
ایک طرح کا ہنر یا حکمت ہے جس کے ذریعہ سے منطقی اپنی مرضی کے
موافق ہر ایک بات کو جو بٹ یا سچ کر سکتا ہے یہاں تک کہ آخر انجام میں یہ ہمارے
منطقی کا اعتقاد و سچی بات پر قائم نہیں رہتا ہے۔ یہ غلط فہمی ہے
کیونکہ منطق سے قوت ذہنی بڑھتی اور عقل سچائی پر قائم ہوجاتی
ہے اور خطا اور غلطی سے محفوظ رہتی ہے۔

مہم۔ منطق بہت پرانا علم ہے اور قدیم زمانوں میں صرف دو
قوموں یعنی یونانیوں اور ہندوؤں کے درمیان پایا جاتا تھا اور سب
قوموں نے انہیں سے یہ علم لیا لیکن یہ ٹھیک نہیں معلوم ہے
کہ آیا یونانیوں نے ہندوؤں سے پایا یا ہندوؤں کو یونانیوں سے
ملایا۔ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ یونانیوں کو علم منطق ہندوؤں سے
ملایا اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں اغلب یہ کہ ان دونوں قوموں
نے علیحدہ علیحدہ اس علم کو ایجاد کیا اور اسکو ترقی دی یونانیوں سے
رومیوں نے اور رومیوں سے پھر اور یورپ والوں نے یہ علم پایا
یونانیوں سے اہل عرب نے بھی پایا پھر اونسے یہودیوں نے

حاصل کیا معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں میں سب سے پہلا مصنف اور
 معلم اس علم کا زینو تھا جو مسیح سے ۴۸۴ برس پیشتر یونان میں تھا اور
 کتاب میں چند باتیں اچھی پائی جاتی ہیں اور منطوق اور ناقص باتیں بھی ہیں
 اور سکے بعد سقراط اور اقلیدس گیارہواں اور اٹھیس تہنیز اور اکیٹاس
 اور افلاطون و ارسطاطالیس مشہور ہوئے زینو اور بعض اوروں کے
 زمین سے ایک طرح کی جھوٹی اور چیدا ر تقریر کی رسم نکالی معلوم ہوا
 کہ اونکے اور اونکے شاگردوں کے درمیان میں یہ کیفیت رہی
 کہ منطق صرف ایک طرح کا کیل اور تقریر طبع سمجھا جاتا تھا زمین
 گنتیوں تک اوقات صرف کرتے تھے اس امر کو واسطے کہ دیکھیں
 کون نیر ہے مگر سقراط جو ۴۲۹ برس پیشتر نہ عیسوی کے موجود
 رہتا اچھی طرح منطق کو استعمال میں لایا اور چاہتا تھا کہ ہر ایک بات
 کی اصلیت و حقیقت کے دریافت کرنے اور ترقی دین اور نہ
 اخلاق کے کام آوے اور اسکا ایک طریقہ یہ تھا کہ مباحثہ میں سوال
 اور جواب اسطور سے کرتا تھا کہ جو نتیجہ وہ چاہتا تھا وہی نکلا افلاطون
 شاگرد سقراط نے اس علم کو اور بھی درجہ ترقی پر پہنچایا اور افلاطون کے

ارسطا مالائیس نے جو کتاب پیشتر مسیح کے پیدا ہوا اس قدر منطق کو تکمیل دی
کہ اس وقت سے آج تک کوئی کچھ بڑا نہ سکا پس وہ منطق جو یورپ
میں پڑائی جاتی ہے وہ حقیقت ارسطا مالائیس ہی کی ہے۔

ارسطا مالائیس کی یہ تصنیفات دوسری صدی محمدیہ میں عربی میں ترجمہ
کی گئیں چنانچہ منطق جو مسلمانوں کے درس میں ہے وہ بھی ارسطا مالائیس
کی ہے مگر چونکہ یہ کتابیں اکثر عربی اور کچھ کچھ فارسی میں بھی ہیں اس
سبب سے عوام لوگوں کے کار آمد نہیں ہیں ان کتابوں میں نقص
یہ ہے کہ وہ ایسی صاف نہیں ہیں کہ ہر کوئی سمجھ لے اور ایسا پڑھ
ہو کہ یاد ہو پڑھنے کے علم منطق اچھی طرح کام میں نہیں آتا۔
مگر مجھ کو امید ہے کہ ناظرین کو اس کتاب کے دیکھنے سے حال منطق
گھٹیکا اور سیکھنے والے اچھی طرح اس سے فائدہ اٹھا دیں گے۔

پہلا حصہ

۱۔ علم منطق ذہن سے علاقہ رکھتا ہے علی الخصوص حالت
سوچنے اور مباحثہ کرنا ذہن وہ روحانی غیر مادی شے ہمارے
جسم میں ہے جو سوچتا ہے اور جس سے ہر ایک چیز اور بات

معلوم ہوتی ہے بدن جو ہے صرف اسکی جائی سکونت ہے
 ذہن محسوسات یعنی عالم حیوانی کو ایسے طور پر چوبعد العقل ہے
 بذریعہ حواس خمسہ کے معلوم کرتا ہے اور حواس خمسہ یہ ہیں بصر
 یعنی دیکھنے والی قوت سامعہ یعنی سُننے والی قوت لاسمعیہ یعنی چھونے
 والی قوت ذائقہ یعنی چکھنے والی قوت شامعہ یعنی سونگھنے والی قوت
 ذہن مثل آئینہ کے ہے جسپر عکس بنجاتا ہے اگر وہ عکس بذریعہ حواس
 خمسہ کے بنجاوے تو اسکو محسوس اور اگر علاوہ ان حواسوں کے
 کسی اور طرح پر عکس ذہن پر بنجاوے تو اسکو مستقول بولیں گے
 جاننا چاہئے کہ ذہن میں کئی طرح کی قوتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ بعض
 کا ذکر اس کتاب میں آوے گا :

۲۔ علم منطبق بنی مالتون یا مالتون سے متعلق ہے یعنی تصور
 اور تصدیق اور دلیل و برہان وغیرہ جب کسی شے کی شخصیت
 یا ماہیت کا خیال پہلے پہل ذہن میں بذریعہ حواس خمسہ کے یا کسی
 اور طرح سے گزرے اسکو تصور کہتے ہیں مثلاً کوئی درخت ملتا ہے
 ہو جسکے وجود کا خیال بذریعہ حواس باصرہ یعنی دیکھنے سے ذہن میں

آتا ہے پس اس ہی پتہ یا درخت کی خیال کو تصور کرتے ہیں +
 سم - دوسری بات تصدیق ہے اگر ذہن میں ایسے دو تصور
 ہوں جن کے بیچ میں نسبت اثبات یا نفی کی دیجاوے اور کو علم منطق
 میں تصدیق کہتے ہیں مثلاً مثلاً بذریعہ حواس باصرہ کے ایک تو
 یہ تصور ذہن میں آیا کہ یہ درخت موجود ہے دوسرے بذریعہ حواس
 کی اس کے رنگ کا تصور آیا پس دو تصور ہوئے اب وہ نسبت حکمی
 جو ان دو تصوروں میں ہے تصدیق کہلاتی ہے خواہ وہ اثبات
 کے ساتھ ہو یا نفی کے ساتھ ہو جیسا کہ یہ درخت سنبر ہے یا یہ سنبر
 نہیں ہے +

دوسری مثال یہ ہے بذریعہ حواس باصرہ کے ایک پتہ کا تصور
 آیا اور بذریعہ حواس لامسہ کے یعنی چھونے سے سردی یا گرمی کا
 تصور ذہن میں گذرا اب ان دونوں تصوروں کے درمیان میں نسبت
 حکمی جو ہے اور کو تصدیق کہتے ہیں خواہ وہ اثبات ہو یا نفی تصدیق
 بالاثبات کی مثال جیسا کہ یہ پتہ ٹھنڈا ہے یا گرم ہے + تصدیق بالانفی
 کی مثال جیسا کہ یہ پتہ ٹھنڈا نہیں ہے یا گرم نہیں ہے -

جب تصدیق لکھی جائے یا بولی جائے تب اسکو قضیہ کہتے ہیں
پس تصدیق اور قضیہ میں مرئیٰ کا فرق ہے کہ تصدیق صرف ذہن
میں تھی اور قضیہ جب زبان پر آیا

۴۔ تیسری حالت ذہنی حجت ہے اسکو دلیل اور بیان
بھی کہتے ہیں حجت اسکو کہتے ہیں کہ دو یا کئی تصدیقات معلومہ
مجمول کو نکالیں پس حجت تصدیقات سے بنتی ہے شلت مثلاً
دو تصدیقات ہیں

پہلی — کل گویا بھاری ہوتا ہے

دوسری — یہ ڈنڈا لوہے کا ہے

اب ان دو معلوم تصدیقوں سے تیسرا جمول نکلتا ہے کہ یہ ڈنڈا
بھاری ہے پس بذریعہ دو تصدیقوں معلومہ کے تیسری تصدیق
یعنی نتیجہ نکالا حجت اس ہی کو کہتے ہیں

دوسری مثال — کل انسان مرئیٰ ہے

زید عمر بکر انسان ہیں

پس — زید عمر بکر مرئیٰ ہیں

چنانچہ اس ترتیب سے عقل یا ذہن دوڑا نیکو حجت کہتے ہیں :-
 ۵۔ یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہے جنہیں تصور اور تصدیق
 اور حجت کا مفصل بیان ہو گا ماننا چاہیے کہ مقصود علم منطقی کا اس
 قدر فی قانون کا بیان ہے جو ان تین ذہنی حالتوں میں پایا جاتا ہے :-
 اب مناسب ہے کہ پیشتر ان تین ذہنی حالتوں کے مفصل
 بیان کرنے کے چند ذہنی قوانین کا بیان کیا جائے :-

۱۔ دھیان یا غور اسکو کہتے ہیں جب ذہن خوض و فکر کے
 ساتھ کسی چیز یا بات پر لگے مثلاً کسی چیز پر جو دیکھنے میں آوے
 یا آواز پر جو سنے میں آوے یا کسی کتابی معاملہ پر پڑھتے وقت ہم
 اپنا دھیان لگا دین یا غور کریں :-

۲۔ مقابلہ کرنا اس ذہنی قدرت کو کہتے ہیں جس سے ہم
 دو یا زیادہ چیزوں کو ایک دوسری سے مقابلہ کریں پس جب
 ہم دیکھتے ہیں کہ لوہا لکڑی سے بھاری ہے زید عمر سے کم
 ہے یا زید عمر سے زیادہ عالم ہے اسی کو مقابلہ کرنا کہتے ہیں
 یہاں پر غور کرنا چاہیے کہ مقابلہ کرنے سے تصدیقات نکلتی ہیں

ہر ایک تصدیق اور حجت کی سمیت اور غلطی معا بلے پر منحصر ہے
اور اگر مقابلہ کرنے میں کسی طرح غلطی پڑ جائے تو تصدیق اور
حجت میں بھی غلطی ہو جائیگی :

۴۔ ایک اور قوت ذہن میں ہے جسے قوت تفریقی کہنا
اچھا ہوگا یہ وہی قوت ہے جب ہم باہین تو کسی چیز کی اور سب
خاصیتوں کو چھوڑ کر اسکی ایک خاصیت پر لحاظ کریں مثلاً جب ہم چھوڑ
تو اسی قوت سے لوہی کی اور سب صفتیں یعنی رنگ اور سختی اور
وزن اور بوجھ وغیرہ کو چھوڑ کر صرف اسکی ایک صفت یعنی شکل
پر لحاظ رکھ سکتے ہیں یا علاوہ اور سب خاصیتوں کے صرف
اسکی سختی یا وزن پر لحاظ رکھیں اس قوت ذہنی کا بڑا فائدہ
آگے اسم کے بیان میں معلوم ہوگا :

۴۔ ایک اور قوت ذہن میں ہے جسے قوت جنسی کہنا
اچھا ہوگا یہ وہ قوت ہے جسکے ذریعہ سے ہم بلحاظ عام خاصیتوں
کے جو مختلف چیزوں میں پائی جاتی ہوں ایک نام اس کے وضع
مقرر کر سکتے ہیں مثلاً باوجودیکہ طرح طرح کے پھول ہیں مگر چھوڑ

بعض مین ایک خاصیت پائی جاتی ہے اس سبب سے اور متفرق
 ہوں کو گلاب کہتے ہیں اور اسی طرح باوجودیکہ آدمیوں میں مختلف
 بولی اور رنگ اور قد و قامت وغیرہ ہے مگر بلحاظ عام خاصیت
 سب کے واسطے ایک ہی نام یعنی انسان رکھتے ہیں پس یہ وہی
 قوت جنسی ہے غور کرنا چاہئے کہ قوت جنسی سے بہرہ و قوت فطری
 کے جنس اور نوع اور فصل بنا سکتے ہیں اس بات کو اچھی طرح
 سمجھنا علم مطبق میں نہایت پر ضرور ہے جیسا آگے معلوم
 ہوگا حاصل یہ ہے کہ ان سب باتوں مذکورہ بالا کے سمجھنے سے
 اس علم کے سیکھنے اور سمجھنے میں کچھ نہ کچھ مدد ضرور
 پہونچتی ہے ۔

۵۔ بولی یعنی قوت ناطقہ کے کچھ بیان کیواسطے یہاں پر
 اچھا موقع معلوم ہوتا ہے خالق نے انسان کو قوت نطقی
 عطا کی ہے جس سے بذریعہ آواز جس سے کلام بنتا ہے
 طرح طرح کے تصورات اور خیالات اور اپنی ذہنی حالتیں جو گذرتی رہتی
 ہیں ظاہر کر سکتا ہے صرف انسان ہی میں یہ قوت ہے حیوان بھی

اپنی تکلیفات اور خوف اور غصہ اور خوشی وغیرہ ایک طرح کی آواز سے
 ظاہر کر سکتے ہیں مگر انہیں وہ قوت نہیں جس سے کلام کریں لیکن
 ہزاروں الفاظ یا آوازیں انسان طرح طرح پر استعمال میں لاسکتا ہے تاکہ
 بیشمار خیالات کو جو دماغ میں گزرتے رہتے ہیں ظاہر کرے *
 الفاظ مفرد یا مرکب آوازیں ہیں جو ذہنی خیالات و حالات کے الفاظ
 کے لئے بولے جاتے ہیں *

فصل اول

تصور کے بیان میں

۱۔ اب تصور کا مفصل بیان ہوتا ہے *

کسی شے یا بات کے خیال کو تصور کہتے ہیں جیسا کہ کسی آدمی کا
 خیال جب دیکھتی ہیں آوے یا کسی چیز کی سختی یا ٹھنڈاپن کا جب چھونے
 میں آوے *

۲۔ تصور یا تو مفرد ہوگا یا مرکب تصور مفرد اس سے کہتے ہیں جبکہ ایک
 چیز یا کئی چیزوں کا خیال علیحدہ علیحدہ بلا علاقہ کے آوے *
 تصور مرکب اس کو کہتے ہیں جب دو یا زیادہ چیزوں کا خیال دل میں

گذرے شملت مثلاً تصور گھوڑے پر سوار کا غور کرنا چاہئے کہ اس
تصور میں گھوڑے اور سوار کے درمیان علاقہ ہے دوسری مثال
سیر کی کتاب اور دوات یہاں تین چیزوں کا تصور علاقہ کے ساتھ ہے
اور اسکو تصور مرکب کہتی ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب تصور بولا جائے یعنی
جب اس کے واسطے کوئی لفظ مقرر ہو تو اسکو جزو یا اسم کہیں گے ؟

دوسری فصل

اسم کے مفصل بیان میں

جبکہ تصور بذریعہ لفظ کے ظاہر ہو اس لفظ کو اسم کہتی ہیں شملت مثلاً دیکھو
کسی کسی درخت کی ہیئت کا تصور وہیں میں آئے لفظ درخت کو جس سے
اوس تصور کو ظاہر کیا اسم کہتے ہیں دوسری مثال فرض کرو کہ اگر وہاں
میں تصور ٹھاس کا آوے تو لفظ ٹھاس اسم ہے واضح ہو کہ اسم
کئی تقسیم پر منقسم ہے جسکا بیان آگے آوے گا ؟

۱۔ اسم مفرد ہوتا ہے یا مرکب جب کسی تصور کے ظاہر کر نیکیا
ہی لفظ کافی ہو یعنی ایک ہی لفظ اوس تصور پر دلالت کرے تو اس لفظ
کو اسم مفرد کہتی ہیں اسم مرکب لفظ یا فقرہ کو کہتی ہیں جس سے ایک تصور مرکب

ظاہر ہوتا ہے جیسے اونچا درخت نازنگی کی مٹھاس وغیرہ یا سپرد تصور
مرکب سے ظاہر ہونے یعنی اونچا اور درخت ان دونوں تصوروں کو ظاہر
کر نیکو اسم مرکب اونچا درخت بولا گیا دوسری مثال مٹھاس اور نازنگی
ان دونوں تصوروں کو ظاہر کر نیکو اسم مرکب یعنی میٹھی نازنگی بولا گیا۔
غور کرنا چاہئے کہ لفظ ہی دوطرفہ ہوتا ہے یعنی تمام اور ناقص لفظ تمام وہ ہے
جو بلا مدد دوسری کو اپنے معنی بتاوی جیسے انسان زید درخت وغیرہ لفظ تمام
وہ ہے جو بلا مدد کسی اور لفظ کے اپنے معنی بتاوے مثلاً لفظ اونچا مٹھاس
۲۔ اسم یا خبری یا کلمی ہوگا۔ اسم خبری اوسکو کہتے ہیں جو کسی خاص
یا شے کو بتلاوے جیسا زید کلمۃ اسکا اصطلاح نحو یونین اہم مفرع یا علم و یونین
اسم کلمی اوسکو کہتے ہیں جو بہت سی چیزوں یا اشخاص پر بولا
جیسا انسان سب آدمیوں کو واسطے صادق آتا ہے یا لفظ شہر کہ سب
شہروں پر بولا جاتا ہے یا لفظ دریا کہ سب دریاؤں کی واسطے مستعمل ہے
نحو یونین اسکو اسم نکرہ یا اسم عام بولتے ہیں جتنی شے یا اشخاص
اسم کلمی میں داخل ہیں ان کو اوسکے افراد کہتے ہیں
۳۔ اسم یا تو بالنسبت یا بلا النسبت ہوتا ہے۔ اسم بالنسبت وہ ہے

جسکا اور کسی اسم کے ساتھ علاقہ پایا جائے مثلاً باب بٹیا خاوند
بادشاہ چنانچہ باب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بٹیا ہے بٹی سے
باب کا علاقہ پایا جاتا ہے بادشاہ سے نسبت ملک اور رعیت کی
طرف ہے علیٰ ہذا القیاس *

اسم بلا نسبت وہ ہے جو بغیر نسبت دوسرے کو ایک شخص
یا شے یا خاصیت کو بتلاوے مثلاً انسان دریا دانائی وغیرہ *
۴۔ پہر اسم تین طرح پر ہے یعنی اسم مشترک اور غیر مشترک
جسکو بعضی مفرد بھی کہتے ہیں اور اسم مضاف اسم مفرد اسکو
کہتے ہیں جس سے صرف ایک ہی معنی سمجھو جادین مثلاً انسان بجلی
دانائی وغیرہ *

اسم مشترک اسکو کہتے ہیں جو کئی معنی پر شامل ہو مثلاً انجاء
کنارا وغیرہ بتار سے دو معنی پائے جاتے ہیں ایک تو بیماری کا
نام اور ایک وہ جو پانی سے اٹھتا ہے علیٰ ہذا القیاس کنارا
دو جاہ معنی پر آتا ہے یا لفظ بلی کا لٹو ایک جانور پر اور کوڑا زمین
جو ہوتی ہے اس پر بولا جاتا ہے *

اسم مترادف اوسکو کہتے ہیں جہاں کہ کئی ایک اسم یا لفظ
ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں مثلاً گھر خانہ مسکن ایک ہی معنی پر
ہیں اور رہنا بسنا سکونت کرنا ان سب سے ایک ہی معنی ظاہر ہوتا ہے
۵۔ اسم متناقضہ وہ ہیں جو بالکل ایک دوسرے کے مخالف
رہتے ہیں اور متضاد چیزیں خلقت میں موجود ہیں ان دونوں میں سے
ایک میں ضرور ہونگی اگر ایک میں ہیں تو دوسری میں نہیں اور اگر دوسری
میں ہیں تو پہلی میں نہیں یعنی کوئی چیز ان دونوں سے خالی نہیں
مثلاً جسمانی اور غیر جسمانی فانی اور غیر فانی مرئی والا اور نہ مرئی والا
غور کرنا چاہئے کہ ان اسموں کی درمیان صرف نفی اور اثبات کا
فرق ہے پس متضاد چیزیں خلقت میں ہیں اسطورہ سے دو تقسیم ہے
ہو سکتی ہیں ایسی تقسیم اکثر کسی امر کی جستجو یا مباحثہ کے لئے ہوتی
کام کی ہے مثلاً یہ بیماری تبہ کی ہے یا اور بیماریوں میں سے
کوئی ہے مگر فانی فانی وجہ سے تبہ کی نہیں ہے تو اور جو
بیماریاں رہیں ان کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے کہ ان
بیماریوں میں سے فانی بیماری ہے یا نہیں مگر کسی سبب سے

غلانی بیماری نہیں پس رہیں باقی بیماریاں غرض یوں تقسیم اور دریافت
کرتے کرتے اس حد تک پہنچیں گے کہ اصل بیماری ملجاسے گی
اسکو بالعمدہ اٹھا بھی لو گتے ہیں :

۶۔ اسم متضادہ دو ہیں جو آپس میں مخالفت رکھتے ہیں لیکن متناقضہ
کی طرح نہیں کیونکہ اگرچہ دونوں ایک ہی چیز میں شامل نہیں ہو سکتے ہیں
تو بھی بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان دونوں سے خالی ہوتی ہیں
پس مثال اہم متناقضہ کی ہر شے میں شامل نہیں ہوتی ہے مثلاً عقل مند اور
بیوقوف عالم اور کم علم اسم متضادہ ہیں کیونکہ ایک شخص دونوں صداق
نہیں آسکتے ہیں مگر ایسی چیزیں ہوں کہ دونوں سے خالی ہوں مثلاً پتھر
نہ عقل مند نہ بیوقوف بعض آدمی ایسے ہیں کہ نہ عالم نہ کم علم لیکن
درجہ اوسط میں ہوں :

یہی اصطلاحات اسموں کی واسطے علم متعلق میں اگر مستعمل ہیں
واضح ہو کہ ایک ہی اسم بلا نسبت اور مفرد اور شقائقہ وغیرہ ہوتا ہے
جس اعتبار سے کہ اس وقت خیال ہو یا درگنا چاہئے کہ دلیل یا مبحثہ
میں اول ہر ایک اسم کے معنی خوب سمجھنا اور پھر انہیں چاہئے کیونکہ ایسا

کرنے سے بہت سی تفریز اور غلطیوں میں پڑنے سے بچیں گے :

اسم کا مجمل بیان

مُقَرَّر یا مُرَكَّب

مُجَزَّئ یا مُکَلِّ

بِاِیْتِسَاب یا بِاِلْتِمَاس

مُشْتَرِك یا غَیْرِ مُشْتَرِك یا مُتَعَرِّض

مُتَنَاقِض

مُتَضَادَّہ

اسم

تیسری فصل

بیان اجناس اور انواع اور عرض

۱۔ واضح ہو کہ جنس اور نوع اور عرض کا بیان اسم یعنی جُزْئ سے

کے متعلق ہے اور منطق کے سمجھنے کی واسطے پُر ضرور ہے :

اسم مُکَلِّ سے جنس اور نوع وغیرہ بنا کئے جاتے ہیں مثلاً جب

کئی ایک چیزوں کی واسطے بلحاظ ایک یا زیادہ صفات کے ایک

نام مقرر کیا جائے اور اس کو جنس نوع وغیرہ کہتے ہیں :

نوع کی نسبت جنس کے افراد زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ ایک جنس میں
 کئی ایک نوع ہوتے ہیں مثلاً حیوان ایک جنس ہے جس میں جینی خیرین
 جاندار و متحرک بالارادہ ہیں شامل ہیں اور اس جنس میں کئی ایک نوع
 شامل ہیں جیسے انسان اور چوپائے اور پرند وغیرہ :

جاننا چاہئے کہ نوع بھی کئی ایک فصلوں پر تقسیم ہو سکتی ہے پھر
 اس حال میں بلحاظ اون فصلوں کے وہ ایک جنس ہے مثلاً چوپایہ
 ایک نوع ہے جس میں چار ٹانگ والے جانور داخل ہیں اور انھیں کو
 فصل فصل پر بانٹ سکتے ہیں مثلاً گھوڑے بھیریں کتے وغیرہ پس
 یہ سب فصلیں نوع ہو جاتی ہیں اور انکی نسبت وہ لفظ چوپایہ جو کہ نوع
 تھا اب جنس ہوا پھر اگر گھوڑے کی طرف خیال کرو یہ بھی کئی طرح پر
 ہو سکتا ہے جیسا عربی کالمی ترکی وغیرہ پس اب اس صورت میں گھوڑا
 بھی باعتبار ان قسموں کے جنس ہوا اور علیٰ ہذا القیاس :

خیال کرنا چاہئے کہ جنس ہمیشہ نوع سے بڑی اور نوع اس
 سے چھوٹی ہے اور کوئی جنس ہو اگر اوپر والی جنس کی طرف
 خیال کیا جاوے تو یہ باعتبار اس کے نوع ہے چنانچہ

گھوڑا اگر چہ بلحاظ اپنے اصناف یعنی قسم قسم کے گھوڑوں کے جنس ہے
 تاہم بلحاظ چوپاؤں کے ایک نوع ہے اور یہ بھی بلحاظ حیوان کے
 ایک نوع ہے :

مثال اقسام کی

جنس	انواع
	چوپائے
	پرندہ
	کڑے کڑے
حیوان	مچھلیاں

یا اگر چوپائے ایک جنس قرار دی جائیں تو یوں ہوگا

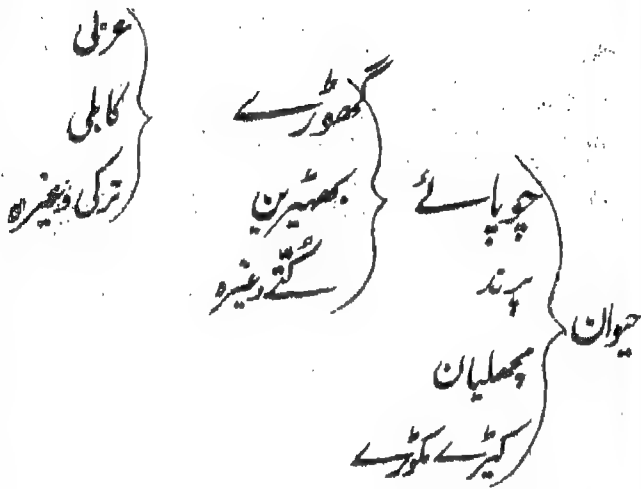
جنس	نوع
	گھوڑے
	بھینس
	گھوڑے
	شتر
جنس	نوع
	رکشی
آدم	والدین

۱۔ وضع ہو کہ جو جنس کسی جنس کو اوپر ہو اسکو جنس اعلیٰ کہتے ہیں اور جو کسی کے نیچے ہو
جنس اذنی کہتے ہیں اور جو سب کے اوپر ہو اسکو جنس تفضیل اعلیٰ اور جو سب کے
نیچے ہو اسکو جنس بالذیخ سافل کہتے ہیں جتنی جنسین یا نوعین جنس تفضیل
اور جنس سافل کو چھین ہیں اور انکو جنس اوسط کہتے ہیں جو جنس کہ ایک جنس کے
عین اوپر ہو جنس قریب کہتے ہیں اور جو جنس کہ جنس قریب کو عین اوپر ہو
اسکو پہلی جنس کی نسبت جنس بعید کہتے ہیں جتنی انواع کہ ماتحت ایک جنس کے
داخل ہیں انکو برابر کی کہتے ہیں +

پس جنس کی تقسیم اس طرح ہے

جنس {
اعلیٰ
اذنی
تفضیل اعلیٰ
سافل
اوسط
قریب
بعید
برابر کی نوعین

انکا مطلب پنجویں ذہن نشین کرنا چاہئے :-
ایک مثال سے زیادہ صاف ہوگا :-



اب اس میں گھوڑے کی نسبت چوپائے جنس اعلیٰ اور عربی
ادنیٰ ہے اور تقسیم مذکورہ میں حیوان جنس تفضیل اعلیٰ اور عربی
کابلی وغیرہ نوع سافل ہیں چوپائے اور گھوڑے چونکہ جنس
تفضیل اعلیٰ اور نوع سافل کے درمیان ہیں جنس اوسط ہیں
چوپائے گھوڑے کی جنس قریب ہے اور حیوان اور کھوڑے جنس

اور گھوڑے بھیرین کہتے جنس برابر ہیں ویسے ہی چوہا لے پرند
بچھلیاں کیڑے مکوڑے ہیں +

تقسیم اجناس اور انواع کی درستی کے ساتھ خاص کر کے
ایک ہی بات پر منحصر ہے یعنی فصل پر +

۴۔ فصل وہ ہے جو ایک جنس کو اس کے مشارکت یعنی اور
جنس یا نوع وغیرہ سے جدا کر دے مثلاً حیوان اگر ایک جنس قرار
دیا جائے جس میں کئی ایک قسم کے جاندار شامل ہیں جن میں ایک
انسان سمجھو تو اس صورت میں تو وہ ناطقہ اس کی ایک فصل ہے جس کی
سبب سے حیوانوں میں انسان کو حیوان ناطق کہتے ہیں علیٰ ہذا
حیوانوں کی پرند بھی ایک جنس ہے جس کے پر اور بازو ہیں اور
ان پر وں اور بازوؤں کی جہت سے پرندوں کو اور حیوانوں سے تمیز
ہوئی پس اسی نظر سے ان کو فصل کہتے ہیں اور ان جانداروں کو جن میں یہ
بات ہی پرندہ جیسے ہیں اگر خیال کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ نوع جنس
اور فصل سے بنتی ہے مثلاً حیوان ایک جنس ہے بخیاں
حاجن کے اور اس کے نیچے پرند ایک نوع ہے اس خیال سے

کہ اسکے پرہیز پس حراف معلوم ہے کہ نوع پرند و خیال
جنس اور فصل سے بنی ہے یعنی اوس نوع میں جان ہے
اور پرہیز

۴۔ عرض کے بیان میں۔ عرض اوسکو کہتے ہیں جو ذاتی خارج ہے
جب کوئی صفت یا خاصیت کسی نوع میں پائی جائے لیکن
اوسکی ذات سے خارج ہے پس اگر اوسکے سب افراد میں پائی
جائی تو اوسکو کلی کہتے ہیں اور اگر ایک نوع کے افراد میں خواہ کل افراد
میں یا بعض میں تو اوسکو خاصہ کہتے ہیں اور اگر ایک نوع سے
زیادہ میں پائی جائے تو اوسکو عرض عام کہتے ہیں مثلاً دم لینا
اور بولنا انسان کی ذات سے خارج ہے یعنی انسانیت اس پر
موقوف نہیں ہے پس وہ عرضی ہوا

جانتا چاہئے کہ دم لینا کلی ہے کسواسطے کہ نوع انسان کے
کل افراد میں پایا جاتا ہے اور عرض عام بھی ہے اس نظر سے
کہ اور نوعوں میں ہے کیونکہ طرح طرح کے جانور دم لیتے ہیں
لیکن بولنا خاصہ ہے کسواسطے کہ صرف نوع انسان میں

پایا جاتا ہے۔ اگر وہ صفت یا خاصیت نوع کی افراد سے جدا نہ ہو سکے
 اور اسکو عرض لازم اور اگر جدا ہو سکے اور اسکو عرض مفارق کہتے ہیں
 مثال پہلے کی زید کلکتہ میں پیدا ہوا پیدا ہونا کلکتہ میں زید سے جدا
 نہیں ہو سکتا۔ مثال دوسری عرض مفارق کی جیسے زید چلتا ہے
 یہ کچھ ضرور نہیں کہ زید ہمیشہ چلتا رہے کیونکہ کبھی لیٹا ہو یا بیٹھا ہو؟

مکملی
 خاصہ
 عرض عام
 لازم
 مفارق
 عرض

چوتھی فصل
 معرفت کے بیان میں

۱۔ معرفت کا بیان چونکہ متعلق اسم کے ہے اس سبب سے
 اور اسکا جاننا علم منطق میں بہت ضرور ہے۔ معرفت کسی لفظ کو
 حد باندھنے کو کہتے ہیں اور علم منطق میں حسب اسکا استعمال

اسمون کیواسطے کیا جائے تو یہ صراحت ہوتی ہے کہ بیان یا لفظ
 ہو نا اور اسموں کا اسطور سے کہ اونکو اردوں سے تمیز ہو جائے
 یہ بہت ضرور ہے کہ مباحثہ میں اسم اور لفظوں کے ٹھیک ٹھیک
 معنی مقرر کئے جائیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک لفظ کے کوئی
 کچھ معنی لینا ہے اور کوئی کچھ اس باعث سے تفرقہ اور غلطی پڑتی
 ۲۔ اکثر منطقین کے نزدیک مُعَرَّف میں دو باتیں ہائی جاتی ہیں
 یعنی جنس اور فصل جنس اور فصل کہلانے سے مُعَرَّف بنتا ہے
 مثلث مثلاً انسان کا مُعَرَّف حیوان ناطق ہے اب یہاں پر حیوان
 جنس ہے جو فصل ناطق سے ملکر مُعَرَّف انسان کا ہی پس معلوم ہوا
 کہ حیوان ناطق جو مُعَرَّف ہے انسان کی جنس اور فصل سے بنا
 دوسری مثال یہی کا آم ایک آم ہے جو کہ دراصل یہی کی طرف
 سے آیا تھا پس اسجگہ لفظ آم جنس ہے اور لفظ یہی اسکا فصل
 ہے جو اس آم کو اردوں سے تمیز دیتا ہے ۴

۳۔ جانتا جائے کہ مُعَرَّف خاص کر دو طور پر ہوتا ہے یا موصوف
 کسی شے کا نام بتلا دے گا یا اسکی حقیقت کو ظاہر کرے گا مثلث مثلاً گوئی

کہے کہ یہ دور بین ہے تو معرفت اور سکنا نام معلوم ہوا اور اگر کوئی کہے
کہ یہ شے اسطور پر فلانی فلانی چیز سے بنی ہے تو اسکی حقیقت
معلوم ہوئی :

قواعد معرفت

معرفت کے بنائین چند قاعدے ہیں چنانچہ اوہنیں سے دو قاعدے نکلا
جو نہایت ضرور بین بیان پر بیان کیا جاتا ہے :

پہلا — ضرور چاہئے کہ معرفت تمام ہو جسکو بعضے منطقیین جزا نام
ہوتے ہیں یعنی اپنے کل افراد کو جامع ہو اور غیر کے داخل ہونے کو
منع کرے مثلاً اگر کوئی نقد کے معنی یوں بتلاوے کہ وہ ایک دہات
کی چیز ہے تو یہ تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ نقد میں کوڑیاں بھی
داخل ہیں حالانکہ وہ دہات کی نہیں ہیں یا اگر کوئی یوں بولے کہ نقد ایک چیزی
جس سے جنس خریدی جاتی ہے تو یہ غیر کو داخل ہونی منع نہیں کرتا کیونکہ
راج وغیرہ سے بھی اور جنس خریدی جاتی ہے پس اب اسصورت میں
غیر افراد بھی اس تعریف میں داخل ہوئے جاتے ہیں اسکی معرفت نام نہ نکلا
دوسرا — چاہئے کہ معرفت اس چیز سے جسکے معنی بتلاتا ہے صاف ہو

ورنہ اس چیز کی شرح بخوبی ظاہر نہ کر لگا اس واسطے اگر ممکن ہو معرفت
مجازی یا پیچیدہ نہ ہو اگر ان دونوں قاعدوں پر بخوبی لحاظ
رہے تو ہر لفظ کے معنی ایسے صاف رہیں گے کہ غلطی و خطائے پر لگی نہ
اب ہم متوجہ ہوتے ہیں طرف بیان تصدیقات کے جو کہ قصور
سے بنتے ہیں :

دوسرا حصہ

پہلی فصل

بیان قضیوں کا

۱- جب تصدیق زبان سے صادر ہو تو اس کو قضیہ کہتے ہیں :
بعض لوگ قضیہ کی تعریف یوں لکھتے ہیں کہ کئی لفظوں سے مرکب
ہو اور احتمال جو ہٹہ اور سچ کا پایا جائے : علم منطق میں قضیہ ایک
جملہ بیانیہ ہے یعنی وہ جملہ کہ نہ واسطے سوال نہ حکم نہ التجا کے
بلکہ صرف واسطے بیان کے ہووے :

۲- قضیہ کئی لفظوں سے مرکب ہوتا ہے اور جو ہٹہ اور سچ
کا احتمال او میں پایا جاتا ہے مثلاً یہ درخت سنبر ہے یہ قضیہ

مرکب درخت اور سبز سے جسمین لفظ ہے کا واسطے نسبت کے
 آیا ہے یہ قضیہ میں تین باتیں ہوتی ہیں یعنی موضوع اور محمول اور
 نسبت حکمیہ یہ موضوع اور سبز کہتے ہیں جسکی نسبت کچھ کہا جاوے
 خواہ اثبات کے ساتھ ہو یا نفی کے ساتھ مثال یہ درخت سبز ہے
 یہاں پر درخت موضوع ہے جسکی نسبت کچھ بیان ہے یعنی کہ وہ
 سبز ہے اور محمول وہ ہے جو موضوع کی نسبت کہا گیا ہو اور پر کے
 قضیہ میں لفظ سبز کا جو آیا ہے محمول ہے یہ نسبت حکمی وہ ہے
 جس کے ذریعہ سے موضوع اور محمول کے درمیان میں موافقت یا
 نا موافقت پائی جاتی ہو مثلاً درخت سبز ہے یہاں پر لفظ ہے کا نسبت حکمی ہے
 واضح ہو کہ نسبت حکمیہ مصدر ہونا سے ہمیشہ ہوتی ہے مگر یہ نہیں
 کہ سب جگہ ظاہر ہو کیونکہ بعضی جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ حکماً ہوتا ہے
 مثلاً یہ پرند اور جاگیا اسمین ہونا حکماً پایا جاتا ہے کیونکہ در حقیقت
 اسکا مطلب یوں ہے کہ پرند کا اور نام ہو گا غور کرنا چاہئے کہ بعضی
 جگہ محمول اور نسبت حکمیہ ایک ہی ہوتی ہیں جیسا کوئی کہو کہ زو طائی
 یہاں پر جاتا ہے محمول اور نسبت حکمیہ دونوں سے غرض کہ قضیہ میں

تین باتیں ہوتی ہیں یعنی موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ مثلاً
 زید عالم ہے یہاں پر زید موضوع اور عالم محمول اور ہے نسبت حکمیہ
 مخلوق نے ہندستان میں حکومت کی تھی یہاں پر لفظ مخلوق کا
 موضوع اور حکومت محمول اور کی تھی نسبت حکمیہ ہے

اقسام قضیہ

قضیہ کئی طرح سے ہے جنکا سمجھنا علم منطق میں پر ضرور ہے
 ۱۔ قضیہ یا مفرد ہوتا ہے یا مرکب۔ قضیہ مفرد وہ ہے جسکا موضوع
 اور محمول مفرد ہو مثلاً لوہا سخت ہے یہاں پر لوہا جو موضوع اور سخت
 سخت کا جو محمول ہے دونوں مفرد ہیں +

قضیہ مرکب وہ ہے کہ جس میں کم سے کم دو موضوع یا دو محمول ہوں
 یا موضوع اور محمول دونوں کم سے کم دو دو ہوں + اس قضیہ کو جدا
 جدا کر کے کئی ایک قضیہ بنا سکتے ہیں مثلاً چوپائے اور پرند اور
 گیسے کھڑے جا بزار ہیں + غور کرنا چاہئے کہ دراصل اس قضیہ میں
 تین موضوع ہیں یعنی چوپائے اور پرند اور گیسے کھڑے اور تین
 قضیہ بن سکتے ہیں مثلاً

چوپائے جاندار ہیں

پرند جاندار ہیں

کیرے مکورے جاندار ہیں

مثال دوسری۔ انسان اور فرشتے ذی عقل اور عابد ہیں یہاں پر
موضوع اور محمول دونوں دور ہیں؛ اس قفیہ مرکبہ کو جدا کر کے
دو قفیہ مفردہ بنا سکتے ہیں مثلاً

انسان ذی عقل اور عابد ہیں

فرشتے ذی عقل اور عابد ہیں

جاننا چاہئے کہ بعض قفیئے ایسے ہیں کہ صورت میں مرکب ہیں

لیکن درحقیقت مرکب نہیں مفرد ہیں مثلاً غم اور خوشی آپس میں مخالف ہیں

یہ کوئی کہ نہیں سکتا کہ غم مخالف ہے یا خوشی مخالف جو اگرچہ ہیں

کہ اس قفیئے کے دو قفیئے مفردہ بنا دیں تو نہیں ہو سکتا کیونکہ اصل مفرد

۲۔ قفیہ یا موجب ہوگا یا سالب ہوگا قفیہ موجبہ اور سکو کہتے ہیں جب

موضوع اور محمول کے درمیان موافقت ہو یعنی اونکے چھپن اثبات

پائی جائے مثلاً برف ٹہنڈا ہے ۱۔ ب۔ ہے۔

تقصیہ سالبہ وہ ہے جسکے موضوع اور محمول میں ناواقفیت نفی
اور نکتہ چینی نفی پائی جائے مثلاً آگ ٹھنڈی نہیں ہے
۱۔ ب۔ نہیں ہے ۛ

تقصیہ موجب اپنے نسبت حکمیہ کے موجب یا سالبہ ہوتا ہے
یعنی جیسا کہ اقرار یا انکار محمول کا موضوع کیواسطے ہو مثلاً خدا کے
حکم کو نہ ماننا گناہ ہے یہ قصیہ و حقیقت موجب ہے کیونکہ لفظ گناہ
کا جو محمول ہے موضوع کے اقرار میں آیا ہے انکار میں نہیں ۛ
بعض سالبون میں علامت نفی کی ایسے موقع پر ہوتی ہے
کہ اوسکا سالبہ ہونا بخوبی معلوم نہیں ہونا مثلاً نہ تمام انسان زفر
کسی گناہ سے پاک کر سکتے ہیں ۛ

یہاں علامت نفی کی سب سے پہلے آئی اور فعل سے دور ہے
اگر یہ قصیہ موجب عام محاورہ کے بولا جائے تو یوں ہوگا تمام انسان
اور فرشتے کسی کو پاک نہیں کر سکتے ہیں ایسے قضیوں بے ترتیب
اور پیچیدہ کے مطلب کو سمجھ لینا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر
تقصیہ دو حال سے خالی نہیں یا تو موجب ہوگا یا سالبہ ہوگا ۛ

۴۔ قضیہ کلیہ ہو گا یا جزویہ ہو گا ؟

قضیہ کلیہ وہ ہے جس کا محمول تمام فردوں کے اقرار یا انکار میں
 آوے یعنی محمول موافقت یا نا موافقت رکھے تمام موضوع ہو یا اسطرح
 اس کا بیان سمجھو کہ قضیہ کلی میں محمول کل موضوع پر کہا جائے مثلاً کل انسان
 مرئیو اے میں یہ قضیہ کلی ہے اس لئے کہ لفظ مرئیو اسے کا جو محمول ہے
 کل موضوع کی واسطے جو انسان ہے کہا گیا ہے یعنی لفظ مرئیو اسے کا
 صرف ایک آدمی کی واسطے نہیں بلکہ تمام انسان کی واسطے آیا ہے ؟
 کل ا۔ ب۔ ہے یہ قضیہ بھی کلی ہے ؟ ایک اور مثال دیجائی ہر
 انسان درخت نہیں ہے یہ بھی قضیہ کلی ہے کیونکہ یہاں نہ لفظ درخت
 کا تمام موضوع یعنی انسان کے انکار میں آیا۔ کوئی ا۔ ب۔ نہیں ہر
 یہ بھی قضیہ کلی ہے سب تمام ہر ایک کوئی نہیں غیر جو لفظ ہیں
 اسے قضیہ کی کلیت ثابت ہوتی ہے ؟

جس قضیہ کلی میں علامت کلیت کی لفظیں موجود ہوں اس کو کلی کہیں مثلاً
 بشیرین چوپائین اس میں نہ لفظ کلیت کی موجود نہیں چوپائین معلوم ہوتا ہے
 کہ مطلب ب بہیرون سے ہے ؟

جو بڑھنے والے گنہگار ہیں

جالور ذی عقل نہیں ہیں

یہاں یہی کلیت سمجھی جاتی ہے اگرچہ ظاہر میں کوئی لفظ نہیں ہے غرض یہ کہ جہاں کلیت کا کوئی لفظ نہ پایا جائے تو وہاں نہ صرف مطلب سے سمجھیں گے ؟
تفسیر جزیرہ وہ ہے جسکے موضوع کے بعض افراد لئے جائیں یعنی
محمول موضوع کے کل افراد کے واسطے نہ آیا ہو بلکہ بعض افراد کی واسطے

مثلاً بعض عیسائی مسیح کے سچے پیرو نہیں ہیں ؟

اس مثال میں چونکہ فقرہ سچے پیرو کا جو محمول ہے بعض عیسائیوں
کے انکار میں جو موضوع واقع ہوا ہے آیا ہے اس سبب سے اس تفسیر کو
جزیرہ کہتے ہیں غرض کہ اس جگہ پر محمول موضوع کے بعض افراد کی انکار
میں آیا ہے یعنی سب عیسائیوں کی واسطے نہیں ؟

دوسری مثال - بہت آدمی بہادر ہیں بعض اب نہیں
یہ بھی تفسیر یہ ہے کیونکہ لفظ بہادر کا جو محمول ہے کل انسانوں کو اس صفت
نہیں آیا ہے اور اس طرح محمول ب کل موضوع آپرولالت نہیں کرتا غرض
ہم دیکھتے ہیں کہ تفسیر جزیرہ میں موضوع کو بعض افراد پر ولالت ہوتی ہے

خواہ بالا ثبات ہو خواہ بالنفی :

بعض قضیہ مجزیہ بھی ممکنہ ہوتے ہیں یعنی لفظ جزیت کی بعض
گچہ وغیرہ اوغین نہیں پائے جاتے ہیں مثلاً آدمی شاعر ہو تو وہ ہندو
جیت پرست ہیں بے دونوں قضیہ ممکنہ ہیں کیونکہ یہ مطلب نہیں ہو
سکتا ہے کہ تمام انسان شاعر ہیں کیونکہ ہر آدمی ایسے ہیں جنکو شعر
لکھنا نہیں آتا اور ہندو نہیں بھی ایسے ہیں کہ بت پرست نہیں ہیں :
ایسے قضیوں کی کلیت یا جزیت صرف مطلب سے معلوم ہوتی ہے
قضیہ ممکنہ کی کلیت اور جزیت کا مقرر کرنا علم منطق کی غرض نہیں اسکی
غرض صرف اتنی ہے کہ جب ہم قضیوں کی کلیت اور جزیت قرار دیکر
باہر گریز بن دین اور پھر ب دین سے جو نتیجہ نکلے اسکی صحت یا عدم صحت کا بیان
اس موقع پر خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہر قضیہ موجب ہوگا یا سالبہ
ہوگا اور ہر واحد ان دونوں میں سے یا کلیہ یا جزیہ پس ایک ہی موضوع
اور محمول سے ہم چار قضیہ بنا سکتے ہیں :

موجبہ کلیہ

سالبہ کلیہ

موجبہ جزئیہ

سالبہ جزئیہ

اب ان چاروں صورتوں کی سطح پر حروف مقرر کئے جاتی ہیں یعنی

م ک جس سے مراد موجبہ کلیہ

س ک جس سے مراد سالبہ کلیہ

م ج جس سے مراد موجبہ جزئیہ

س ج جس سے مراد سالبہ جزئیہ

۴۔ تفسیر یا حکمیہ ہوتا ہے یا شرطیہ

تفسیر حلیہ بن شرط نہیں ہے یعنی اثبات یا نفی بلا شرط پائی

جاتی ہے مثلاً انسان مرثیہ والا ہے روح فانی نہیں ا۔ ب۔ نہیں

تفسیر شرطیہ وہ ہے جس میں شرط ہو اس کی دو قسمیں ہیں متصلہ و منفصلہ

تفسیر شرطیہ متصلہ وہ ہے جس میں پایا جانا دوسرے جز تفسیر کا

اول جز پر اتصال کے ساتھ موقوف ہو مثلاً اگر زید دوا کھاے تو اچھا

ہو جائیگا اگر ا۔ ب۔ ہے تو وہ ج۔ ہے

تفسیر شرطیہ منفصلہ وہ ہے جس میں حکم بالا انفصال پایا جائے

یعنی نہ تو دونوں جزوؤں قضیہ کا سچا ہونا ممکن ہو نہ جھوٹا ہونا دونوں کا
 حروف انفصال کا آیا ہے مثلاً زید یا سچا ہے یا جھوٹا ا۔ یا ب۔ ہے
 بیان ہے

قضیہ معلولہ وہ ہے جس میں دوسرا جزو اول کا سبب پڑا ہو جیسا
 کہ زید عالم ہے کیونکہ کتابین اپنے مطالعہ میں رکھتا ہے اور
 حرف سبب کے لیے ہیں کیونکہ اس جہت سے اس واسطے غیر

قضیہ	} حلیہ شرطیہ	متصلہ
		منفصلہ
		معدولہ

قضیہ شرطیہ کا بیان آگے چلکر مفصل ہو گا میان پر قضیہ حلیہ
 کی مثالیں دی جاتی ہیں

بیان مادے کا

یہ موقع اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قضیوں کے مادے کا بیان
 کیا جائے ؟ مادہ اس نسبت کی حقیقت کہ جو قضیہ کے جزوئے
 درمیان میں ہے کہتے ہیں یعنی مادہ سے یہ مراد ہے کہ آیا اس

تضییع بین احوال صدق گاہے یا لذب کا ۴

اگر ہم غور کر کے دیکھیں کہ جزو ن کے درمیان نسبت کے طرح پر
تو معلوم ہوتا ہے کہ صورت تین طرح پر ہے یعنی ضروری بالاجاب جو
تضییع موجود نہیں ہوتی ہے نسبت ضروری بالسلب جو تضییع سالکون
میں ہوتی ہے نسبت مساوات جو کہ تضییع جزو یوں میں پائی جاتی ہے
مثلاً دو لفظ ہوں تو یا اور بہاری اب اگر ہم ان دو لفظوں کی صلیت
پر غور لکھا کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دو لفظوں کی درمیان نسبت اجاب
بالضرور ہے اور تضییع یوں ہوگا تو یا بہاری ہے ۴

اور اگر یہ دو لفظ ہوں یعنی شکر اور کھانا اور اس کے درمیان نسبت ایجاب
دیجائے تضییع کا سچا ہونا غیر ممکن ہوگا پس اس سبب سے نسبت سلب
کی دیکر یوں کہیں گے کہ شکر کھٹی نہیں ہے ۴

اور اگر یہ دو لفظ ہوں یعنی آدمی اور عالم ہم دیکھیں کہ ان دونوں
کی درمیان نسبت ایجاب یا سلب کی ملکیت کے ساتھ صادق نہیں
آسکتی ہے یعنی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سب آدمی عالم ہیں یا کوئی آدمی
عالم نہیں بلکہ ان کے درمیان نسبت غیر معینہ ہے یعنی یہ مقرر نہیں کہ نسبت

بالا ایجاب ہوگا سلب جسکے سبب سے یوں کہنا چاہئے کہ بعض آدمی

عالم ہیں یا بعض آدمی عالم نہیں ؟

پس بہ لحاظ مادے قضیوں کے تین قاعدے نکلتے ہیں جنکا اہل

شور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان یونہی صادق آتے ہیں ؟

۱۔ نسبت ضروری بالا ایجاب میں قضیہ موجبہ صحیح اور سلب

سب غلط ہوتے ہیں ؟

۲۔ نسبت ضروری بالسلب میں اوپر کے برعکس یعنی سالبہ

کے سب صحیح اور موجبہ غلط ہوتے ہیں ؟

۳۔ نسبت مساوات میں قضیہ سبب صحیح اور کلیہ غلط ہوتے ہیں

مادے کے سمجھنے کا فائدہ قضیوں کی تقیض کے بیان میں چیکر معلوم ہوگا ؟

ناظرین کو بیان مجمل سندر جہ ذیل تجویزی درہن نشین کر لیتا جا رہے ؟

یا مفرد ہوگا یا مرکب

یا موجبہ ہوگا یا سالبہ

یا کلیہ ہوگا یا جزویہ

یا حکیمیہ ہوگا یا شرطیہ

قضیہ

متصلہ

منقطعہ

معلومہ

ضروری بالاجاب
 ضروری بالسلب
 مساوات

ماوہ نسبت

دوسری فصل

بیان کام یعنی کلیت اور جزیت موضوع اور محمول کا

۱۔ بیان کام یعنی کلیت اور جزیت موضوع اور محمول کا قضیہ کے
 ساتھ پر ضرور ہے جب قضیہ کے موضوع اور محمول اپنے تمام افراد
 کو شامل کرتے ہیں تو انکو کلی کہتے ہیں اور جب صرف بعض افراد کو
 شامل کرتے ہیں تو انکو جزئی کہتے ہیں مثلاً قضیہ کل انسان
 فانی ہیں جو ہے اس میں موضوع کل انسان کلی ہے زیر اگر اسی تمام
 افراد کو فانی ہونے میں شامل کرتا ہے مگر فانی جو محمول ہے اس قضیہ
 میں جزئی ہے کسواسطے کہ صاف ظاہر ہے کہ یہ لفظ اس جگہ پر کل
 افراد پر دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ بعض یعنی انسان پر اس ہیئت ہی
 کہ لفظ فانی میں بہت اور مخلوق شامل ہیں انسان تو مخلوق کا مرکز اور پیر ہے

۲۔ تا وقتیکہ یہی کام یعنی کلیت اور جزیت بخوبی سمجھ میں نہ آئے
عام منطق کو اچھی طرح استعمال میں نہیں لاسکتے ہیں؛ چونکہ استعمال عام منطق کا
اس ہی پر منحصر ہے لہذا اس بات کا جبہ کلیت اور جزیت موقوف ہے
سات مفصل بیان کیا جاتا ہے؛

ہر قضیہ کا موضوع اور محمول دو حال سے خالی نہیں ہوگا یعنی یا تو
کلی ہوگا یا جزئی؛

۳۔ راجح ہو کہ موضوع کی کلیت اور جزیت قضیہ کی کلیت اور
اور جزیت پر موقوف ہے مگر محمول کی کلیت اور جزیت قضیہ کی اجاب
و سلب پر موقوف ہی؛ کیفیت اسکی مثال ذیل سے بخوبی معلوم ہوگی؛

قضیہ کلیہ کی صورت چار صورتیں ہیں یعنی

موجبہ کلیہ (ام ک) کل ا-ب- ہے

سالہ کلیہ (اس ک) کوئی ا-ب نہیں ہے

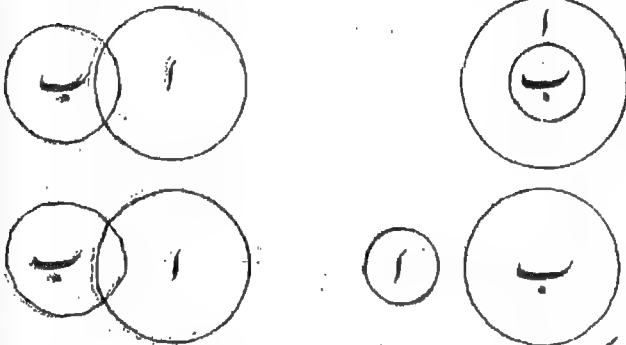
موجبہ جزیہ (ام ج) بعض ا-ب- ہے

سالہ جزیہ (اس ج) بعض ا-ب نہیں ہے

ان چاروں قضیوں کو اقلیدس کے بموجب یہی بیان کر سکتے ہیں؛

ہر دایرہ گول ایک قضیہ سمجھو

مکمل گل ا-ب ہے م-ج ا-ب ہے



سک کوئی ا-ب نہیں ہے س ج بعض ا-ب نہیں ہے
اگر موضوع کی نسبت ان قضیوں پر لحاظ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قضیہ کلیہ کا
موضوع ہمیشہ کلی ہوتا ہے یعنی اپنے کل افراد پر دلالت کرتا ہے اور یہ
دلالت لفظ کل اور کوئی نہیں بھی معلوم ہوتی ہے اور دائروں کے
دیکھنے سے اس بات کی حقیقت آنکھوں پر عیاں ہے پس قانون یہ ہے کہ

۱۔ قضیہ کلیہ کا موضوع ہمیشہ کلی ہوتا ہے

اگر موضوع کی نسبت قضیہ جزویں پر لحاظ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے
کہ موضوع بھی جزئی ہوتا ہے یعنی نقطہ اپنے بعض افراد کو بتلاتا ہے اور یہ
جزیت لفظ بعض ہی معلوم ہوتی ہے اور دایرہ مرقومہ بالا سے سناری

کیفیت اسکی روشن ہے کہ فقط ایک حصہ دایرہ ا- کا۔ ب بین
داخل ہے۔ پس قانون یہ ٹھہرا کہ —

۲۔ تفسیہ جزیرہ کا موضوع ہمیشہ جزئی ہوتا ہے

پس معلوم ہوا کہ کلیت اور جزیت موضوع کی تفسیہ کی کلیت اور جزیت
پر موقوف ہے +

اور اگر محمول کی نسبت ان چار تفسیہ جمعیوں پر لحاظ کیا جائے
تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ محمول کی کلیت و جزیت موضوع
ہی کی مانند ہو کیونکہ محمول کی کلیت و جزیت تفسیہ کی اکائی بطلب موقوف ہے
اگر کوئی تفسیہ موجبہ کلیہ ہو جیسے کل انسان فانی ہیں یا کل

ا۔ ب۔ ہے تو اس سے یہ دعویٰ نہیں نکلا کہ او مخلوقات ہوا انسان
کے فانی نہیں یا سوا۔ ا۔ کے اور کوئی چیز ب نہیں ہے بہت اور

مخلوق ہیں ہوا انسان کے جو فانی ہیں اور بہت اور تکلیف دین سوا۔ ا۔ کے

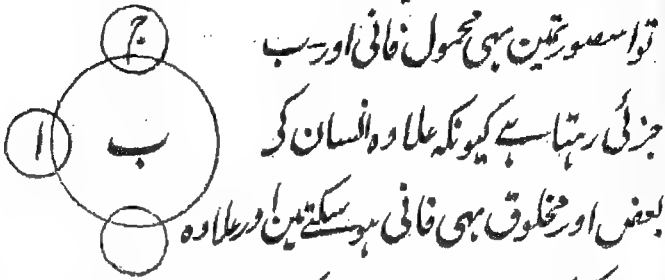


جو۔ ب۔ بین جیسا کہ شکل ذیل سے ظاہر ہے

پس صاف ظاہر ہے کہ کل محمول فانی

اور ب۔ کام میں اس کے نہیں آیا یعنی محمول کی کل افراد پر دلالت نہیں ہے

اور اگر ہم ان قضیہ کو جزئیہ بنائیں مثلاً بعض انسان فانی ہیں یا بعض اے ب۔



۱۔ کے بعض اور دایرے ہیں کہ دایرہ ب۔ میں شامل ہوں پس قضیہ کلیہ ہو یا جزئیہ قانون یہ رہا کہ۔

۴۔ قضیہ موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ محمول اور کا ہمیشہ جزئی ہوگی

اب اگر ہم قضیہ سالبہ کی طرف خیال کریں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی

محمول اور کا ہمیشہ کلی ہوگا مثلاً سالبہ کلی کوئی آدمی چڑیا نہیں یا

کوئی۔ ا۔ ب۔ نہیں ۱) ب)

یہاں نہ غور کرنا چاہئے کہ کل محمول چڑیا چرب لحاظ ہو تو ہم کہہ

سکتے ہیں کہ کوئی انسان چڑیا نہیں ہے پس اس قضیہ میں محمول

چڑیا کلی ہوا علیٰ ہذا القیاس جب کل محمول ب۔ پر لحاظ ہو تو ہم کہہ سکتے

ہیں کہ کچھ حصہ ا۔ ب۔ میں نہیں ہے ۱) ب) پس یہ قضیہ

سالبہ کا محمول کلی ہوگا اس طرح یہ قضیہ سالبہ جزئیہ کا بھی مثلاً سالبہ جزئیہ

بعض ا- ب- نہیں ہے یہاں پر صاف ظاہر ہے کہ جب تک کل ب
 نزدیکہ لین ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ کچھ ب- ا- کے
 اوس حصہ میں نہیں ہے جس کا ذکر ہے پس سب قضیہ سالہ بالہ کے نزدیکہ قانون کا ہے



۳- ہر قضیہ سالہ بالہ کا محمول کلی ہے

اب معلوم ہو کہ کلیت محمول کی قضیوں کے ايجاب و سلب پر

موقوف ہے ان باتوں کو خوب ذہن نشین کرنا چاہئے

مجموعہ قوانین کلیت و جزیت کا ذیل میں ہے

۱- ہر قضیہ کلیہ کا موضوع کلی ہوتا ہے

۲- ہر قضیہ جزئیہ کا موضوع جزئی ہوتا ہے

۳- ہر قضیہ موجبہ کا محمول خبری ہوتا ہے

۴- ہر قضیہ سالہ بالہ کا محمول کلی ہوتا ہے

اس کتاب کے تیسرے حصہ میں چلکر معلوم ہوگا کہ اس بات

کا جاننا کیسا ضروری ہے

تیسری فصل عکس کے بیان میں

۱۔ عکس اوسکو کہتے ہیں کہ کسی قضیہ کے موضوع کو محمول کر دین اور محمول کو موضوع مثلاً یہ قضیہ کہ کوئی انسان فرشتہ نہیں ہے اگر اس کے موضوع کو محمول کر دیا جائے تو قضیہ یوں ہوگا کہ کوئی فرشتہ انسان نہیں ہے دوسری مثال بعض آدمی نیک ہیں اس کا عکس بعض نیک (مخلوق) آدمی ہیں جب کسی قضیہ کا عکس کیا جائے تو اوسکو معکوسہ کہتے ہیں اور قبل عکس کے قضیہ کو غیر معکوسہ کہتے ہیں

عکس اوسوقت درست ہوگا جب قضیہ معکوسہ اور غیر معکوسہ کی حقیقت میں کسی طرح کا فرق نہ واقع ہو پس ایسے عکس کو عکس صحیح کہتے ہیں اور اگر کسی اور طرح کیا جاوے تو وہ عکس صرف بظاہر ہوگا نہ یہ کہ حقیقت میں

۲۔ عکس تین طور پر ہوتا ہے اور ہر قضیہ کا عکس ان تینوں میں سے کسی نہ کسی کے بموجب ہو سکتا ہے

۰۔ اول۔ موضوع کو محمول کرنا اور محمول کو موضوع کرنا اور کسی طرح کا

تبدل اور تغیر نہ کرنا

مثلاً کوئی اچھا آدمی باغی نہیں ہے

اسکا عکس کوئی باغی اچھا آدمی نہیں ہے

بعض خراب آدمی عالم ہیں

اسکا عکس بعض عالم خراب آدمی ہیں

کوئی ا-ب-نہیں ہے (۱) (ب)

کوئی ب-ا-نہیں ہے (ب) (۱)

اسکو عکس مستوی کہتے ہیں

دویم اگر ہم قضیہ حملیہ کی چاروں صورتوں کا عکس اسطرح

بنانا چاہیں تو نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ موجبہ کلیہ

سب گھوڑے چوپائے ہیں

اگر اسکا عکس اوسی طریق پر بنانا چاہیں تو صحیح نہوگا مثلاً اگر کوئی

کہے کہ سب چوپائے گھوڑے ہیں تو صحیح نہیں ہے



کیونکہ بہت چوپائے گھوڑے نہیں ہیں دوسری مثال

سب ا-ب-ہے اسکا عکس یوں نہیں ہو سکتا کہ

سبب ب-ا- ہے کیونکہ ا- کے سوا ب میں بہت اور ہیں
پس اس واسطے کہ موجبہ کلیہ کے اصلی معنوں میں فرق نہ آوے اسکا
عکس موجبہ جزئیہ ہوگا مثلاً۔

بعض چوپائے گھوڑے ہیں

بعض ب-ا- ہے

پس عام قاعدہ یہ ٹھہرا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا

ہے یعنی صرف کلیت اور خربیت میں فرق آجاتا ہے

اسکو بھی عکس مستوی کہتے ہیں

معلوم۔ اگر ہم چاہیں کہ سالبہ جزئیہ کا عکس ان دونوں میں

کیسے ہو جب بناوین تو صحیح نہ ہوگا یہاں پر ایک وقت ہو اگر ہم بناوین تو لیر کہ

بعض چوپائے گھوڑے نہیں ہیں

تو اسکا عکس یوں نہیں ہو سکتا ہے کہ۔

بعض گھوڑے چوپائے نہیں ہیں

کیونکہ یہ صحیح نہیں ہے اور اگر سالبہ کلیہ بناوین تو بھی درست نہ ہوگا

سب گھوڑے چوپائے نہیں ہیں

تاہم اسکا ایک طرحا عکس ہو سکتا ہے اگر ہم حرف نفی کو نسبت
حکیہ سے الگ کر کے اسکو معمول کا ایک جز کر دیں تو اسسورنہین
قضیہ موجبہ جز یہ ہو جائیگا اور اسکا عکس ہو جائیگا مثلاً

بعض چوپائے گھوڑے نہیں ہیں
اب حرف نفی کو نسبت حکیہ سے الگ کر کے معمول کا جز بنایا جائیگی
بعض چوپائے نہ گھوڑے یعنی غیر گھوڑے ہیں
اسکا عکس یوں ہو گا کہ

بعض غیر گھوڑے چوپائے ہیں
یعنی بعض جانور جو گھوڑے نہیں ہیں چوپائے ہیں ۴ دوسری مثال ایسی
بعض آدمی شاعر نہیں۔ اسکا عکس یوں ہو گا کہ بعض شاعر آدمی نہیں ہیں
لیکن اگر حرف نفی معمول کا ایک جز ہو جائے پھر اوسی صورت
میں اسکا عکس ہو جائیگا جیسا کہ

بعض غیر شاعر آدمی ہیں
اسکو عکس لفظیں کہتے ہیں
غرض کہ عکس تین طور پر ہوتا ہے جنکو ذیل سے قضیہ کا عکس ہو سکتا ہے

قضیہ کے عکس کے نیکی طریقے جو بین اوپر اگر غور کیا جائے تو
 معلوم ہوتا ہے کہ موضوع و محمول جزئی بعد عکس کو بھی جزئی رہتا ہے
 مثلاً سب گھوڑے چوپائے میں
 اسکا محمول چوپائے جو ہے جزئی ہے اسکا واسطے کہ کسی قضیہ جو
 محمول ٹکڑیہ ہوتا ہی نہیں جزئیہ ہوتا ہے۔ پس اگر عکس کیا جائے تو یوں ہرگز
 بعض چوپائے گھوڑے ہیں

اور عام قاعدہ یہ ٹھہرا کہ

جو موضوع یا محمول کہ جزئی ہے بعد عکس کے بھی جزئی رہے

عکس } ۱ عکس مستوی
 ۲ عکس نقیض

چوتھی فصل

نقیض کے بیان میں

۱۔ نقیض اسکو کہتے ہیں کہ دو قضیوں کا موضوع و محمول

ایک ہی رہے مگر کلیت و جزیت یا ایجاب و سلب یا دونوں میں
اختلاف ہو مثلاً

۱۔ اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ ہو تو دوسرا اسکی نقیض سالبہ
کلیہ ہو یا جزئیہ جیسا سب ا-ب - ہے

نقیض } سب ا-ب - نہیں ہے
 { بعض ا-ب - نہیں ہے

۲۔ اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ یا جزئیہ ہو اسکی نقیض سالبہ کلیہ ہو مثلاً

سب ا-ب - ہے { نقیض کوئی ا-ب - نہیں ہے
بعض ا-ب - ہے {

۳۔ اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ ہو تو اسکی نقیض موجبہ جزئیہ ہو مثلاً

سب ا-ب - ہے نقیض بعض ا-ب - ہے

۴۔ اگر اول قضیہ سالبہ کلیہ ہو تو اسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہو کوئی ا-ب

نہیں ہے نقیض بعض ا-ب - نہیں ہے

قضیہ کلیہ کی چار صورتیں ہیں یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ

اور سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ پس چونکہ ان چاروں میں سے کوئی

دو مقابلے میں ہو سکتے ہیں اس سے یہ ظاہر ہے کہ ایک ہی موضوع
و محمول کی نفیض چار طرح ہوتی ہے

پہلے دو کلیئے فقط ایجاب و سلب میں تناقض ہوں مثال سب ا-ب ہے
نفیض کوئی ا-ب نہیں ہے

دوسرے دو جزئی صرف ایجاب و سلب میں تناقض ہوں
مثال بعض ا-ب ہے
نفیض بعض ا-ب نہیں ہے

تیسرے دو قضیے ایجاب و سلب میں موافق ہوں مگر کلیت و جزیت
میں تناقض ہوں مگر ایسی نفیض حالانکہ حقیقی نہیں ہے بہرہی ایک
طرح کا تناقض اس میں پایا جاتا ہے

مثال سب ا-ب ہے | مثال کوئی ا-ب نہیں ہے
نفیض بعض ا-ب ہے | نفیض بعض ا-ب نہیں ہے

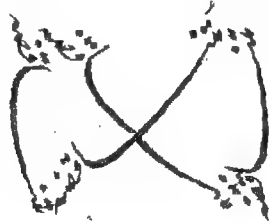
چوتھے دو قضیے ایجاب و سلب اور کلیت و جزیت دونوں میں تناقض ہوں
مثلاً سب ا-ب ہے

نفیض بعض ا-ب نہیں ہے

یا کوئی اسب نہیں ہے
نقیض بعض اسب ہے

غرضکہ مختصر بیان یوں ہے کہ
مک اور س ک متناقض
م ج اور س ج متناقض
مک اور م ج متناقض
س ک اور س ج متناقض

ان چاروں قسم کی نقیض کی شکل ذیل میں مسطور ہے
سب انسان فانی ہیں مک متناقضہ س ک کوئی انسان فانی نہیں ہے



بعض انسان فانی ہیں م ج متناقضہ س ج بعض انسان فانی نہیں ہیں
۲ بحث مادے میں صدق و کذب قضیوں کا جو بیان مذکور
ہو چکا ہے اگر یاد ہو اور شکل مذکورہ بالا پر یہی لحاظ رہے تو معلوم ہو گا کہ

اگر ایک کلمہ صادق ہو دوسرا ضرور کاذب ہے
 اگر ایک کلمہ کاذب ہے تو ممکن ہے کہ دوسرا بھی کاذب ہو
 اگر ایک جزئیہ کاذب ہے تو دوسرا ضرور صادق ہے
 اگر ایک جزئیہ صادق ہے تو ممکن ہے کہ دوسرا بھی صادق ہو
 اگر دو وجوہ یا سالبوں کے چھین کلمی صادق ہو تو جزئی بھی ضرور صادق ہے
 اگر دو وجوہ یا دوسالوں کے چھین جزئی صادق ہو تو کچھ ضرور نہیں
 کہ کلمی بھی صادق ہو

اگر دو وجوہ یا سالبوں کے بیچ میں جزئی کاذب ہو تو کلمی
 بھی ضرور کاذب ہوگا

اگر دو قضیہ کلیت و جزیت ايجاب و سلب میں متناقض ہوں تو
 اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا خلاف اوسکے ہوگا
 تین قاعدہ ذیل کل بیان مذکورہ کو جامع ہیں
 پہلے دو کلیوں کا کاذب ہونا ممکن لیکن دونوں کا صادق ہونا غیر ممکن ہے
 دوسرے دو جزئیوں کا صادق ہونا ممکن لیکن کاذب ہونا غیر ممکن ہے
 تیسرے ان دو قضیوں میں جو مختلف ہوں ايجاب و سلب اور

کلیت و جزیت میں اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا اسکی خلاف ہوگا
تقیض کی بحث میں جو تا حد معلوم ہوئے اوکو خوب ذہن نشین
کرنا چاہئے کیونکہ ان ہی کو ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قضیہ کا صادق
یا کاذب آنا دوسرے پر کس طرح موقوف ہے

قضیہ کا مجمل بیان

۳۔ منطق کا دوسرا حصہ تمام ہوا اب بت رہے کہ یہ قضیوں
کا بیان یا دواشت کیواسطے مجمل لکھا جاوے
۱۔ جب تصدیق بذریعہ لفظ کے ظاہر ہو اسکو قضیہ کہتی ہیں
۲۔ قضیہ نہیں تبین باتیں ہوتی ہیں یعنی موضوع اور محمول

اور نسبت تکمیلہ
۳۔ قسم قضیہ
مفرد ہو یا مرکب
موجبہ ہو یا سالبہ
تکلیف ہو یا جہت نہیہ
تکلیف ہو یا شرطیہ
متصلہ
منفصلہ
معدولہ

۴۔ قضیہ نہیں
نسبت نہیں ہو کر
نسبت ضروری بالاجاب موجبوں میں
ضروری بالسلب سالبوں میں
پر ہے یعنی مساوات جزئیوں میں

۵ قواعد نسبت

پہلے۔ نسبت ضروری بالاجاب میں قضیہ موجبہ سبب صحیح اور
سالبہ سبب غلط ہوتے ہیں
دوسرے۔ نسبت ضروری بالسلب میں قضیہ سالبہ سبب صحیح
اور موجبہ غلط

تیسرے۔ نسبت مساوات میں قضیہ جزئی سبب صحیح اور کلی غلط
۱۔ موضوع و محمول اگر اپنے تمام افراد پر دلالت کریں کلی ہیں
اور اگر بعض افراد پر تو جزئی ہیں

۶ قواعد کلیت و جزیت کے

پہلا قضیہ کلیہ کا موضوع کلی ہوتا ہے
دوسرا ہر قضیہ جزئیہ کا موضوع جزئی ہوتا ہے
تیسرا ہر قضیہ موجبہ کا محمول جزئی ہوتا ہے
چوتھا ہر قضیہ سالبہ کا محمول کلی ہوتا ہے
۷۔ عکس اسکو کہتے ہیں کہ قضیہ کے موضوع کو محمول و محمول
کو موضوع کرنا

- ۹ عکس صحیح وہ ہے جس میں اصل نقیضہ کو معنی سے اختلاف نہ ہو
 ۱۰ عکس دو طرح پر ہوتا ہے
 عکس { مستوی
 نقیض

۱۱ قاعدہ عکس کا

جو موضوع یا محمول کہ جزئی ہے بعد عکس کو بھی جزئی رہے
 ۱۲ نقیض اس کو کہتی ہیں کہ دو قضیوں کا موضوع و محمول ایک ہی
 رہے مگر کلیت و جزیت یا ایجاب و سلب یا دونوں میں اختلاف ہو

۱۳ نقیض خارج پر ہوتا ہے
 مگر نقیض
 مگر مگر
 مگر مگر
 مگر مگر

نقیض کے قواعد

پہلے دو کلیوں کا کاذب ہونا ممکن لیکن صادق ہونا غیر ممکن
 دوسرے دو جزئیوں کا صادق ہونا ممکن لیکن کاذب ہونا غیر ممکن

تیسرے اور دو فیضوں میں مختلف ہیں ایک بے سلب کلیت
و جزیت میں اگر ایک مادی یا کاذب ہو تو دوسرا اسکی خلاف ہوگا
اب علم منطق کا تیسرا حصہ ہمیں بحث کی حجت سے شروع ہوگا

تیسرا حصہ پہلی فصل

دلیل یا حجت کے بیان میں

۱۔ تیسری حالت ذہنی جس سے علم منطق متعلق ہے دلیل یا حجت ہی ہے
دلیل یا حجت اس سوچ کو کہتے ہیں جو ایسی یقینی مقدمات سے مرکب ہو جسے
نتیجہ یقینی نکلے مثلاً

جس چیز میں کسی طرح کی کاریگری پائی جاتی ہے اسکا بنانا لازماً ہے
دنیا میں کاریگری پائی جاتی ہے
پس دنیا کا کوئی بنانا لازماً ہے

دلیل میں دو باتیں ہوتی ہیں یعنی دال اور مدلول

دال وہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے نتیجہ حاصل ہوتا ہو اور اس نتیجہ کو
مدلول کہتے ہیں مثلاً مذکورہ بالا میں پہلو درہد مذکور دال کینگی اور نمبر ۱
جو اول و دونوں سے حاصل ہوا مدلول ہے

دال اور مدلول جیسا کہ اس مثال سے معلوم ہوتا ہے قضاے ہیں
قضیہ دال قضاے ہوتے ہیں اور اسے ایک یا ایک سے زیادہ قضیہ یعنی حاصل
ہوتے ہیں اور سب قضیہ یا قضاے جو حاصل ہوتے ہیں ان کو مدلول ماننے کی کہتے ہیں
علم منطق سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ نتیجہ یعنی نتائج مقدمات یعنی
اسطر صبر نکالنا چاہئے

۲۔ جو حجت بہ ترتیب کامل موجب علم منطق کی بیان کی جاویں اس کو
قیاس کہتے ہیں

قیاس میں قضاے اس ترتیب پر ہوتے ہیں کہ نتیجہ خود درجہ حاصل
ہوتا ہے بغیر سمجھ موضوع اور محمول کے مثلاً

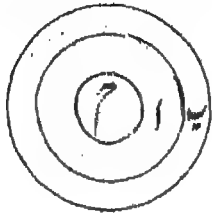
ا۔ ب ہے

ج۔ ا۔ ب ہے

پس ج۔ ب ہے

یہ صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ ان حرفوں سے کوئی مطلب نہیں معلوم ہوتا ہے

مگر تا ہم نتیجہ دینہیں نکلتا ہے چنانچہ اسکی کیفیت شکل ذیل سے بخوبی ظاہر ہے



۱- ب میں شامل ہے

ج- ۱- میں شامل ہے

پس ج- ب میں شامل ہے

مثال دوسری- سب انسان فانی ہیں

زید عمر بکر انسان ہیں

پس زید عمر بکر فانی ہیں

قیاس مرکب ہوتا ہے کل تین قضیوں سے جس میں

پہلے کو کبریٰ اور دوسرے کو صغریٰ اور تیسرے کو نتیجہ کہتے ہیں +

پہلے دو مقدمات کہلاتے ہیں +

۳- بیان ہوا کہ ہر قضیہ میں دو جز یعنی موضوع و محمول ہوتا ہے

ہیں + یاد کرنا چاہئے کہ ہر قیاس میں تین جز ہوتے ہیں اکبر اور

اصغر اور حد اوسط + اکبر اس سبب سے کہتے ہیں کہ وہ کبریٰ

میں ہوتا ہے اور اصغر اس سبب سے کہتے ہیں کہ صغریٰ میں

ہوتا ہے + حد اوسط کو جو کبریٰ اور صغریٰ دونوں میں باقی رہا ہو

حد اوسط اس سبب سے جتنے ہیں کہ گویا وہ اکبر اور اصغر کے
 درمیان میں اونکی نسبت تباہی کے گایک واسطہ سے ہو پس
 اسطرح پر حد اوسط سے نتیجہ میں ان کو معلوم ہوتا ہے کہ اکبر
 اور اصغر کے درمیان موافقت ہے یا نا موافقت
 فضیلت و قیاس ہوتے ہیں دو قصور دن (اکبر و اصغر) کو تیسری
 (حد اوسط) ساتھ مقابلہ کر نیکو تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان دونوں
 قصور دن میں موافقت ہے یا نہیں

مثلاً کوئی سوال ہو کہ فلانی چیز زہر ہے کہ نہیں؟ اب
 یہاں تیسری چیز سے جیسی سنگیا جسکو ہم جانتے ہیں کہ زہر ہے
 اس شے کا جسکا ذکر ہے مقابلہ کرینگے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ
 شے بھی زہر ہے کہ نہیں؟ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ شے
 سنگیا ہی موافقت کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ زہر ہے پس قیاس میں ہوگا
 سنگیا زہر ہے
 یہ شے سنگیا ہے
 پس یہ شے زہر ہے

واضح ہو کہ نتیجہ کا موضوع اصغر ہوتا ہے اور محمول اگر ہوتا ہے
۴۔ چند مثالیں قیاس کی بالتفصیل ذیل میں اس مقصد
کیواسطے مندرج کیجاتی ہیں کہ مشق پڑھے

قیاس

اپنے نفع کیواسطے غیر کا نقصان تکنا گناہ ہے
جوے میں ایسا نفع ہے جسکی مروت غیر کا نقصان تکنا گناہ ہے
پس جو گناہ ہے

یہاں تین قضیے ہیں اول گیری دوسرا صغریٰ تیسرا نتیجہ
اور ہر قضیہ میں موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ جو ان دونوں
کے درمیان ایک واسطہ ہے ہوتا ہے پہلے قضیے یعنی
گہری میں اپنے نفع کیواسطے غیروں کا نقصان تکنا موضوع ہے
اور گناہ محمول دوسرے قضیہ یعنی صغریٰ میں جو موضوع ہے
اور اپنے نفع کیواسطے غیروں کا نقصان تکنا محمول ہے۔

پہلے قضیہ یعنی نتیجہ میں جو موضوع اور گناہ محمول ہے
دیکھنی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قیاس میں صرف تین جز ہیں پہلے

اپنے نفع کی واسطے غیر وکالت قصان تکنا دوسرا گناہ قیسہ اور
 اپنے نفع کی واسطے غیر وکالت قصان تکنا حد واسطے جس سے
 دو اور جز جو بین مقابلہ کئے جاسکتے ہیں بگبری میں گناہ اکبر
 اور صغریٰ میں جو اصغر ہے اور نتیجہ میں جو اصغر موضوع
 ہے اور نتیجہ میں گناہ جو اکبر ہے محمول ہے جیسا کہ نتیجہ میں
 ہونا چاہئے :

قیاس

سب خونی واجب القتل ہیں

نانا راو خونی تھا

پس نانا راو واجب القتل تھا

دیکھو یہاں تین قضیے ہیں جن میں پہلا اکبری دوسرا صغریٰ
 اور تیسرا اپنی اخیر کا نتیجہ ہے ہر قضیہ کا موضوع اور محمول
 جدا ہے مگر حقیقتاً قیاس میں تین جز ہوتے ہیں جیسا کہ
 اس مثال سے ظاہر ہے کہ پہلا حد واسطے خونی دوسرا اکبر واجب القتل
 اور تیسرا اصغر نانا راو کا نتیجہ کا موضوع آخر ہے اور محمول اکبر ہے

مثال تعمیری

طمع گناہ ہے

گناہ کا انجام دوزخ ہے

پس طمع کا انجام دوزخ ہے

اس مثال میں گناہِ حدِ اوسط اور طمعِ اصغر اور انجام

دوزخِ اکبر ہے

مثال چوتھی

حدِ اوسط

(جس مثلاً میں خدا کی بے تعظیمی پائی جاتی ہے)

اکبر

(رو کرنا چاہئے)

اصغر

(قسمت کو مثلاً میں)

حدِ اوسط

(خدا کی بے تعظیمی پائی جاتی ہے)

یہیں (قسمت کے مثلے کو) (رو کو کرنا چاہئے)

۵۔ جاننا چاہئے کہ ہر دلیل یا حجت بصورت قیاس

ہو سکتی ہے مگر کچھ ضرور نہیں کہ جو دلیل بعینہ اسی صورت پر

کیجاے تو صحیح ہو ورنہ نہیں لیکن یہ ہے کہ دلیل اگر صحیح ہو

تو اس صورت پر بیان ہو سکتی ہے مثلاً کوئی انکار کرے

کہ دنیا کا خالق کوئی نہیں ہے اور ایک کہے کہ ہے اور دوسری

کہ نہی الا خدا کے وجود کی چند مثالیں محنت میں اس امر کے

پیش کرے کہ دنیا میں کوئی چیز خالی از حکمت نہیں ہے پس

یہ ثبوت کامل اور دلیل صحیح ہے حالانکہ بصورت قیاس نہیں

کیونکہ ایک بات رہ گئی یعنی جس چیز میں حکمت پائی جاتی ہوگا

حکیم ضرور ہوگا :

اب اگر یہ دلیل پوری بیان کیجاوے اور بہ ترتیب

قیاس لکھی جاے تو یوں ہوگی :

جس چیز میں کچھ حکمت پائی جاتی ہے اسکا حکیم ضرور ہوگا

دنیا میں طرح طرح کی حکمت پائی جاتی ہے

پس دنیا کا حکیم ضرور ہو گا
 معلوم ہوتا ہے کہ قیاس و دلیل کے صدق و کذب کے
 پرکھنے کی کسوٹی ہے ۛ

۴۔ بنا قیاس کی ارسطاطالیس کے قول پر ہے اور وہ

قول یہ ہے کہ۔ جو کچھ کسی کھلی یا جنس کی نسبت کہا جا

اوسکے سب افراد پر بھی صادق آئے گا ۛ اسکا مفصل

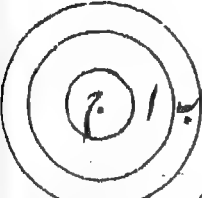
بیان یوں ہے کہ اگر کسی کھلی یا جنس کی نسبت کچھ کہا جا

خواہ اسباب کے ساتھ یا سلب کے ساتھ اور یہ دیکھا جا

کہ اس کھلی یا جنس میں ظانی ظانی فرد داخل ہے تو اس صورت میں جو کچھ

اس کھلی یا جنس کی نسبت کہا گیا ہے وہ اوس چیز یا فرد کی نسبت

جو اس میں داخل ہو کہا جاوے مثلاً اگر کوئی کہے کہ۔



سب ا۔ ب میں داخل ہو

اور معلوم کرے کہ۔

سب ج۔ ا میں داخل ہے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ سب

ج۔ ب میں شامل ہے ۛ

غرض یہ کہ جو کچھ کسی گٹلی کی نسبت کہا جائے اس کے کل افراد کی نسبت کہا جائے؛ ہر صحیح دلیل اسی اصل پر قائم ہے کیونکہ اسی اصل کے بموجب عقل دروڑتی ہے؛ یہ قانون بہت مہات و سہل ہے؛ اگر ہم کچھ بولیں کسی گٹلی یا فانس کی نسبت پہلے اس کے ثابت کریں کہ فلانی چیز اس میں داخل ہے تو البتہ اس چیز کی نسبت بھی اسی طرح کہنا واجب ہوگا

خیال رکھنا چاہئے کہ یہی گٹلی یا فانس قیاس میں حد اوسط ہوتی ہے۔ ہر قیاس صحیح موافق چند قواعد مقرر کیے ہوئے ہے؛ یہ بیان ہو چکا ہے کہ ہر قیاس میں تین جز ہیں یعنی اکبر اصغر اور حد اوسط جس سے اکبر اور اصغر کا مقابلہ ہوتا ہے

قیاس کے قانون بدیہی ۱

۱۔ اگر دو جز کسی تیسرے جز کو مطابق ہوں تو اس میں مطالبہ ہیں

۲۔ اگر ایک جز مطابق اور دوسرا جز غیر مطابق ہو کسی تیسرے

جز کے تو یہ دونوں آپس میں غیر مطابق ہیں؛

تیسرے جز سے قراودا وسط ہے
 ان دو قانون بدیہی سے چند ایسے قواعد نکلتے ہیں جن سے
 قیاس کی صحت بخوبی معلوم ہو جاتی ہے
 پہلا قاعدہ — جس قیاس میں کبریٰ اور صغریٰ موجبہ ہیں
 نتیجہ ہی موجبہ ہوگا

یہ قاعدہ پہلے قانون سے نکلتا ہے کیونکہ اگر کبریٰ موجبہ
 ہو یعنی اکبر حد اوسط سے مطابق ہو اور صغریٰ بھی موجبہ ہو یعنی
 اصغر مطابق ہو حد اوسط تو صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ بھی جیسے دونوں
 جز ایک دوسرے کے مقابل ہیں ضرور موجبہ ہوگا یعنی دونوں جز
 موافق ہونگے نیز یہ کہ یہ دونوں مطابق ہو چکی ہیں تیسرے جز یعنی حد اوسط کو
 مثلث مثلاً اگر ہم کہیں کہ

سب ذی عقل خدا کی اطاعت کرنی چاہیے (کبریٰ)
 فرشتے ذی عقل ہیں (صغریٰ)

پس نتیجہ میں یہی کناٹا پڑے گا کہ

فرشتے خدا کی اطاعت کرنی چاہیے (نتیجہ)

اب یہاں پر خدا کی اطاعت کرنیکو اور فرشتے یہ دو چیز
مطابق تیسرے جزو عقل کے ہیں اس سبب سے نتیجہ میں مطابق ہیں
دوسرا قاعدہ - اگر کبریٰ و صغریٰ میں ایک موجبہ ہو اور

ایک سالبہ ہو تو نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا

یہ قاعدہ دوسرے قانون بدیہی سے نکلتا ہے یہ
ظاہر ہے کہ کبریٰ اور صغریٰ میں سے کسیکا ایک جز اگر حد اوسط
سے موافقت رکھے یعنی منسوب بالا یا حجاب ہو اور دوسرے
کا ایک جز حد اوسط کے غیر مطابق ہو یعنی منسوب بالاسلب ہو
تو اس صورت میں یعنی جبکہ ایک مطابق اور دوسرا غیر مطابق
حد اوسط کے ہے آپس میں بھی کسی طرح مطابقت نہ ہوگی
پس نتیجہ سالبہ نکلیگا جیسا مثال سے ظاہر ہے

نیک لوگ بہشت کو جاتے ہیں
جوٹے لوگ نیک نہیں ہوتے ہیں
پس جوٹے بہشت کو نہیں جاتے ہیں

اس مثال میں کبریٰ موجبہ ہے یعنی جز اکبر بہشت کو جاتے ہیں

مطابقت کرتا ہے نیک لوگ سے جو حد اوسط پڑا
 صغریٰ سالیہ ہے یعنی جو لے کا لفظ جو چڑا صغریٰ ہے غیر طالب
 ہے حد اوسط کے پس دونو باہم دیگر غیر مطابق رہتے ہیں اور
 نتیجہ سالیہ نکلتا ہے یعنی جو لے بہشت کو نہیں جاؤ ہیں
 تیسرا قاعدہ۔ اگر کبریٰ اور صغریٰ دونو سالیہ ہوں کچھ
 نتیجہ نہ نکلا گا مثلاً

زید مخفی طالب علم نہیں ہے
 عمر مخفی طالب علم نہیں
 اس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا
 دوسری مثال۔

۱۔ ب نہیں
 ج۔ ب نہیں

ان دونوں کے درمیان یعنی ا۔ اور ج کے کچھ نسبت نہیں
 معلوم ہوتی ہے کہ نتیجہ نکلا
 پہلی مثال میں یہ کہنے کا موقع نہیں کہ زید امیر نہیں

کیونکہ اگرچہ فی الواقع یہ سچ ہے مگر میان کبریٰ اور صغریٰ سے
 نہیں نکلتا اس سبب سے کہ قیاس ایک ایسی عبارت ہے
 جس میں دو جز بذریعہ حد اوسط باہم دیگر مقابلہ کئے جاتے ہیں اور
 کم از کم ایک جز ضرور حد اوسط سے مطابق ہونا چاہئے ورنہ
 کسی طرح مقابلہ ان دونوں جزوں کا نہ ہوگا ہمیں یہ دریافت کرنا
 چاہئے کہ ان دونوں جزوں یعنی اکبر اور اصغر کے درمیان کیا نسبت
 ہے لیکن اکبر اور اصغر کے درمیان کچھ نسبت معلوم نہیں
 ہو سکتی ہے تا وقتیکہ ان دونوں میں سے کم سے کم ایک جز مطابق
 حد اوسط جو انکو باہم دیگر مقابلہ نایا اپنے کے لئے ایک پیمانہ
 سے نہ ہو مثلاً اگر دو تہرہ ہوں اور ہم دریافت کرنا چاہیں کہ یہ دونوں
 یہ اعتبار وزن کے کیا نسبت آپس میں رکھتے ہیں اور اوست
 میں کوئی باٹ ایسا موجود نہ ہو جس سے دونوں کو تول سکین تو
 ان دونوں کے درمیان کیا نسبت معلوم ہوگی

پس اگر ہم کہیں کہ —

زید مختی طالب علم نہیں ہے
 مختی طالب علم نہیں ہے

تو اس صورت میں زید اور عمر کے درمیان کچھ نسبت معلوم
نہیں یعنی یہ نہیں معلوم کہ زید عمر سے بڑا ہے یا نہیں یا اعتدال ہے یا نہیں
یا چھٹا ہے یا بڑا ہے مگر ایک قضیہ اگر موجب ہو مثلاً

زید محنتی طالب علم نہیں ہے

اچھے لڑکے محنتی ہوتے ہیں



میان پر چونکہ زید کا اچھے لڑکے کے ساتھ مقابلہ ہو سکتا ہے
اس جہت سے نتیجہ یوں نکلتا ہے —

زید اچھا لڑکا نہیں ہے

غرضکہ نتیجہ اس نسبت کو ظاہر کرتا ہے جو اگر اور صغریٰ
کے درمیان ہوتی ہے اور یہ نسبت حد اوسط کے وسیلے سے
معلوم ہوتی ہے

۵۷۱۹۶

چوتھا قاعدہ — حد اوسط ضرور مفروض ہونا چاہیے یعنی کمبری

اور صغریٰ میں اس کے صرف ایک ہی معنی ہوں

ایں کا سبب یہ ہے کہ بوسیلہ حد اوسط کے اگر اور صغریٰ کا
مقابلہ کیا جاتا ہے پس ضرور ہے کہ ہر قیاس میں صرف تین ہی

جز ہون لیکن اگر کسی قیاس میں حد اوسط مشترک ہو یعنی کبریٰ
میں اور معنی لئے جاوین اور صغریٰ میں اور تو اس صورت
میں درحقیقت دو حد اوسط یعنی چار جز ایک قیاس میں ہو جائیگی
حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ صرف تین جز ہون

ایسے مقدمات سے جنہیں دو حد اوسط ہوں نتیجہ نکالنا
ایسا ہے جیسے دو ڈنڈوں میں سے ایک کو پورے گز سے
اور دوسرے کو ایسے گز سے جو پورا نہو ناپ کر دونوں کے
طول کا مقابلہ کرنا یعنی یہ دریافت کرنا کہ یہ دونوں باعتبار طول کے
کیا نسبت آپس میں رکھتے ہیں یا جیسے دو پتھروں میں سے
ایک کو پورے باٹ سے دوسرے کو کتر باٹ سے تولنا اور
پہر مقابلہ کرنا دونوں کا اسطر جہ کہ آیا ایک دوسرے کی نسبت برابر یا چوٹی یا پیر

مثال اول حد اوسط مشترکہ

تل ایک قسم کا اناج ہے

اکثر آدمیوں کی منہ پر تل ہوتا

پس اکثر آدمیوں کی منہ پر اناج ہوتا

اس مثال میں لفظ تل کا وہ معنوں پر متعلق ہے

مثال دوسری

بیمار ایک بیماری ہے

تالابوں سے بیمار اور ٹہتا ہے

پس تالابوں سے بیماری اٹھتی ہے

ان مثالوں میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ حد واسط

مشترک ہے تو کوئی ایسی صریحی غلطیوں میں نہ پڑے گا

لیکن بہت جگہ ایسا ہوتا ہے جہاں صاف نہیں معلوم ہوتا ہے

کہ حد واسط مشترک ہے یا نہیں مثلاً عیسائی اور مسلمان

بروقت مباحثہ تثلیث کے مختلف معنی تثلیث کے ہیں

مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسائی جماعت خدا کے قایل

ہیں اس سبب سے کافر ہیں پس باعتبار اس معنی تثلیث

کے جو مسلمان قرار دیتے ہیں اگر دلیل بہ صورت قیاس

مقتضیٰ ایجابے تو یوں ہوگا

تثلیث سے جماعت خدا کی ثابت ہوتی ہے

عیسائی تثلیث کے قایل ہیں
 پس عیسائی جماعتِ خدا کے قایل ہیں
 یہاں پر خدا اوسط یعنی تثلیثِ مشترک ہے جو معنی تثلیث
 کے گہری مین مسلمان قرار دیتے ہیں اور ہیں اور جو معنی
 تثلیثِ عیسائی صغریٰ مین قرار دیتے ہیں وہ اور ہیں
 اسی طرح لفظِ ایمان میں کبھی کبھی شرکتِ معنوں کی ہوتی
 ہے مثلاً عیسائیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان
 لاتا ہے خدا اوس سے راضی ہوتا ہے اور نجات دیتا ہے
 ہندو کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان خدا پر ہے اس سبب سے ہماری
 نجات ہوگی پس اگر ہندوؤں کا دعویٰ بصورتِ قیاس بیان
 کیا جاوے تو یوں ہوگا

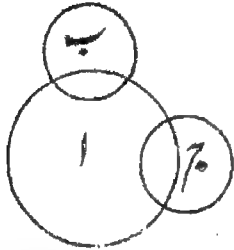
خدا پر ایمان لانا نیکو نجات حاصل ہوتی ہے
 ہندو خدا پر ایمان رکھتے ہیں
 پس ہندو نیکو نجات حاصل ہوگی
 یہاں پر خدا اوسط خدا پر ایمان لانا مشترک ہے کیونکہ

عیسائیوں کے یہاں ایمان ہے یہ مراد ہے کہ خدا کی ذات
وصفات کو پہچاننا اور اوس پر ہر وسار کھنا اور اوس کی اطاعت
کرنی اور بندوں کے یہاں ایمان لانے سے مراد یہ ہے
کہ صرف خدا کے وجود کو ماننا اور بس بے غرض قیاس میں یہ
ضرور ہے کہ خدا وسط کے ایک ہی معنی رہیں۔

پانچواں قاعدہ کبریٰ اور صغریٰ میں سے ایک میں
تو خدا وسط ضرور ملتی ہونا چاہئے

اسکا اثبات یہ ہے کہ اگر خدا وسط نہ کبریٰ میں ملتی ہو
اور نہ صغریٰ میں تو اکبر اور اصغر کے مقابلہ کرنے کے واسطے
کافی نہیں ہو گا کیونکہ اگر خدا وسط ایک میں ہی ملتی نہ تو یعنی اکبر اور
اصغر میں سے اگر کوئی بھی اوس کے کل افراد سے مقابلہ نہ کیا
جائے تو شاید اکبر خدا وسط کے بعض یا ایک افراد سے
جو بالکل پہلے سے جدا ہیں مقابلہ کیا جائے تو اس صورت
میں خدا وسط ہوئے جائے ہیں یعنی اکبر اور اصغر ایک
ہی چیز سے مقابلہ نہیں کئے جائے اور اس قیاس میں

چار جز ہوئے جاتے ہیں چنانچہ شکل مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے



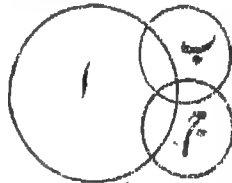
بعض ا-ب ہے

بعض ا-ج ہے

پس بعض ج-ب ہے

اس مثال میں حد اوسط ا-کلی نہیں چنانچہ لفظ بعض سے ظاہر ہے اور شکل سے ظاہر ہے کہ کچھ ضرور نہیں کہ نتیجہ یونین نکلے اگرچہ اتفاقاً یہی صادق آوی یعنی یہ کہ

بعض ج-ب ہے



ذیل میں ایک مثال اسطر حکے قیاس کی مندرج ہے

بعض جانور بھیڑیں ہیں

بعض جانور گھوڑے ہیں

پس بعض گھوڑے بھیڑیں ہیں

دوسری مثال

سپیدی ایک رنگ ہے

سیاہی ایک رنگ ہے

پس سیاہی پمیدی ہے

ظاہر ہے کہ اس مثال میں حد اوسط رنگ ہو ہے کبری
صغریٰ دونوں میں جزی ہے اس جہت سے نتیجہ غلط نکلتا ہے
پس ضرور ہے کہ حد اوسط کم سے کم ایک میں گلی ہو چنانچہ
بموجب قول ارسطاطالیس بھی قیاس میں یونین ہونا چاہی
کہ کل افراد حد اوسط کا محمول بیان پڑا ہو

چہتوان قاعدہ اگر مقدمات میں اکبر یا اصغر جزی

ہوں تو نتیجہ میں بھی جزی ہونا چاہیے

سبب اس کا یہ ہے کہ اگر اکبر یا اصغر نتیجہ میں گلی ہو

جب کبریٰ اور صغریٰ میں جزی ہو تو ایسا ہوگا کہ بعض افراد جو

کبریٰ اور صغریٰ میں مقابلہ کرنے کو رہ گئے تھے نتیجہ

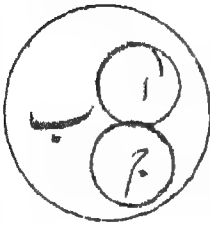
میں اگر مقابلہ کئے جاتے ہیں پس اس صورت میں چار جزی

قیاس میں ہوئے جاتے ہیں حالانکہ تین ہونا چاہیے

نتیجہ میں ایک جزی کے صرف اونیون افراد کا دوسرا

جز سے مقابلہ ہو سکتا ہے جو کبریٰ و صغریٰ میں حد اوسط سے
مقابلہ کئے گئے تھے لیکن اگر کبریٰ و صغریٰ میں اسی جز کے
صورت بعض افراد کا مقابلہ کیا گیا ہو اور نتیجہ میں اگر کل افراد اس کے
مقابلہ کئے جائیں تو بعض افراد جو بیشتر مقابل نہیں تو اب آگے ہیں۔

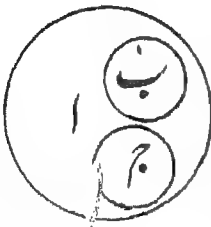
شکل ذیل سے یہ غلطی صاف ظاہر ہے



سب ا-ب ہے
کوئی ج-ا نہیں ہے
پس کوئی ج-ب نہیں ہے

حالانکہ حقیقت میں ج-ب ہے

دوسری مثال



سب ا-ب ہے
سب ا-ج ہے
پس سب ج-ب ہے

یہ بھی غلط ہے کیونکہ ج-ب مطلق-ب-میں نہیں ہے
پہلی مثال میں ب-جو اکبر ہے جزی ہے اس سبب سے

کہ محمول پڑا ہے قضیہ موجبہ کا یعنی جتنا حصہ ب۔ کا امین
داخل ہے اتنا ہی لے لیا ہے نہ یہ کہ کل۔ ب۔ لیکن نتیجے
میں ب۔ کٹی ہے اس سبب سے کہ محمول ہے قضیہ
سالہ کا یعنی کل ب لیا جاتا ہے پس یہ کہنا غلط ٹھہرتا ہے
کہ جہ کل ب میں نہیں

دوسری مثال میں اصغر ج۔ جڑی ہے یعنی تمام اپر
نہیں آتا ہے) اس سبب سے کہ محمول پڑا ہے قضیہ موجبہ
کا مگر نتیجے میں باعث موضوع ہونے قضیہ کلیہ کے کٹی ہے
اور یہی باعث غلطی کا ہے

پہلی مثال میں ایسی غلطی ہے گویا کوئی کہے کہ

سب چوپائے حیوان ہیں

کوئی پرند چوپایہ نہیں ہے

پس کوئی پرند حیوان نہیں ہے

پھر دوسری مثال میں اسطر حکمی غلطی ہے جیسے کوئی کہے

سب انسان گناہگار ہیں

سب انسان حیوان ہیں

پس سب حیوان گنہگار ہیں

جو اکبر کہ کبریٰ میں یا اصغر کہ صغریٰ میں جُزئی ہو اور نتیجہ
میں اگر گلی ہو جائے اسکو گلیت ناجائز کہتے ہیں پس
اگر اکبر نتیجہ میں گلی ہو جائے جس حال میں کہ کبریٰ میں جُزئی
تھا اسکو گلیت ناجائز اکبر کی کہتے ہیں اور جو اصغر کہ صغریٰ
میں جُزئی تھا اور نتیجہ میں گلی ہو جائے اسکو گلیت ناجائز
اصغر کی کہتے ہیں ۛ

ساتواں قاعدہ اگر کبریٰ اور صغریٰ دونو جُزئی

ہیں تو نتیجہ کچھ نہیں نکلا گا

یہ قاعدہ پانچویں اور چھٹی قاعدہ سے نکلتا ہے

یہ ظاہر ہے کہ جب دونو جُزئی ہوں تو کوئی واسطہ کاملہ
اکبر اور اصغر کے مقابلہ کرنے کا نہ ہوگا

دو قضیہ جُزیوں سے نتیجہ نکالنا دو غلطیوں سے ہے

خالی نہ ہوگا یا حد اوسط جُزئی ہوگی یا گلیت ناجائز اکبر یا اصغر کی

پائی جائیگی مثلاً کوئی کہے .

بعض آدمی عقلمند ہیں

بعض آدمی بیوقوف ہیں

اس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا ہے اس سبب سے
کہ حد اوسط تجربی ہے اور بالفرض اگر نکالابی جائے تو یوں
ہوگا کہ بعض بیوقوف آدمی عقلمند ہیں اور یہ کہنا صحیح نہیں
بلکہ ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ

بعض ا-ب ہے

بعض ا-ج ہے

بعض ج-ب ہے



پس

اور اگر کبریٰ اور صغریٰ میں سے ایک سالبہ ہو تو مثال یوں ہوگی

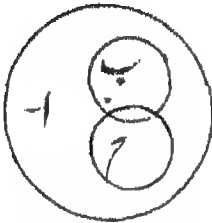
بعض حیوان ہوشیار ہیں .

بعض چوپائے ہوشیار نہیں ہیں

پس یہ نتیجہ نکالنا انہیں سے اس طرح پر کہ

بعض چوپائے حیوان نہیں . کلیتہً ناجائز اکبر کی ہے

یہی کہنا ایسا ہی ہے کہ



بعض ا-ب ہے

بعض ج-ب نہیں ہے

پس بعض ج-ا نہیں ہے

یہ ساتوں قواعد واسطے دریافت کرنے صحت قیاس کے ہیں اگر کوئی قیاس ان قواعد کے بموجب نہ ہو تو بیشک غلط ہوگا اگرچہ صریحی نہ معلوم ہو کہ فلاں غلطی ہے مگر تاہم غلط سمجھنا چاہئے اگر ثبوت ان قواعد کا ہر وقت یا دوسرا توجیر لیکن قواعد کا بخوبی ذہن نشین کرنا چاہئے :

مبطل بیان

۱- ہر قیاس میں صرف تین ہی قضیے ہوتے ہیں

یعنی کبریٰ صغریٰ اور نتیجہ

۲- ہر قیاس میں تین ہی جز ہوتے ہیں یعنی الکبراء اور صغراء

قیاس کے قانون بدیہی

پہلے - اگر دو جز کسی تیسرے جز کے مطابق ہوں تو انیسیم

بھی مطابق ہونگے

دوسرے اگر ایک جز مطابق ہو اور دوسرا غیر مطابق ہو
کسی تیسرے جز کے قویہ و ذویا کس میں غیر مطابق ہونگے
قیاس کے قواعد

پہلا قاعدہ جس قیاس میں کبریٰ اور صغریٰ موجبہ
ہوں تو نتیجہ بھی موجبہ ہوگا

دوسرا اگر کبریٰ اور صغریٰ میں ایک موجبہ اور ایک
سالبہ ہو تو نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا

تیسرا اگر کبریٰ اور صغریٰ دونوں سالبہ ہوں تو کچھ نتیجہ
نہ نکلے گا۔

چوتھا حد اوسط ضرور مفروض ہونا چاہئے یعنی کبریٰ اور
صغریٰ میں اس کے صرف ایک ہی معنی ہوں

پانچواں کبریٰ اور صغریٰ میں سے ایک میں تو ضرور
حد اوسط ملے ہونا چاہئے

چھٹا ان اگر کبریٰ یا صغریٰ میں اکبر یا اصغر جز ہی ہوں

تو نتیجہ میں بھی جُزی ہونا چاہئے
 سا تو ان اگر کبریٰ اور صغریٰ دونوں جُزی ہوں تو کچھ نتیجہ
 نہ نکلا گا۔

دوسری فصل

شکل

۱۔ ابھی تک اس بات کا کچھ لحاظ نہ تھا کہ بموجب موقع اور
 محل حد اوسط کے قیاس کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض موقع
 ایسا ہے کہ حد اوسط کو موضوع گرداننا کبریٰ میں اور معمول
 صغریٰ میں سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے اور بعض موقع ایسا
 آگے پڑتا ہے کہ جہاں حد اوسط کبریٰ اور صغریٰ دونوں میں
 معمول ہوتا ہے کوئی جگہ خاص حد اوسط کے ہونے کی
 متعین نہیں ہے بلکہ جس جا پر اوسکا لانا دلیل کرنا
 کے دل کو پسند آوے وہیں پر لاویگا مثلاً ایک قیاس ہے کہ

جو ٹھے دوزخ کو جائیں گے
 نیک لوگ دوزخ کو نہ جائیں گے
 پس نیک لوگ چٹو نہیں ہوتے ہیں
 اور اس طرح پر بھی اسکو بیان کر سکتے ہیں کہ
 نیک لوگ دوزخ کو نہیں جائیں گے
 جو ٹھے دوزخ کو جائیں گے
 پس جو ٹھے نیک لوگ نہیں ہوتے ہیں
 اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ
 جو لوگ دوزخ کو جاتے نیک لوگ نہیں ہیں
 جو ٹھے دوزخ کو جاتے ہیں
 پس جو ٹھے نیک لوگ نہیں ہیں
 پہلے دو قیاس میں حد اوسط دوزخ کو جانا کبھی اور
 صغریٰ دونوں میں محمول پڑا ہے تیسرے قیاس میں
 کبھی میں موضوع اور صغریٰ میں محمول پڑا ہے
 . شکل سے مراد موقع اور محل واقع ہونے حد اوسط کا ہے

اگرچہ اول بندی کو بیان شکل کا ذرا مشکل معلوم ہوگا مگر تھوڑی
ہی مشق میں بخوبی صاف ہو جائیگا۔ اس کیفیت سے آگاہ ہونا
منہایت پر ضرور ہے تاکہ مختلف صورتیں قیاس کی آبسانی تمام المیزان
۲- یہ ظاہر ہے کہ حد اوسط چار موقع پر آسکتا ہے

پہلے اگر حد اوسط موضوع ہو کبریٰ میں اور محمول ہو صغریٰ
میں تو شکل اول ہوگی

دوسرے اگر حد اوسط کبریٰ اور صغریٰ دونوں میں محمول
واقع ہو تو شکل دوم ہوگی

تیسرے اگر حد اوسط دونوں میں موضوع ہو تو شکل سوم کیلئے
چوتھے اگر حد اوسط کبریٰ میں محمول ہو اور صغریٰ میں
موضوع ہو تو شکل چہارم ہوگی

اب فرض کرو کہ حد اوسط اور آ- اکبر اور س- اصغر ہو
تو چار شکلیں اس طرح پر ہونگی

شکل-۱	شکل-۲	شکل-۳	شکل-۴
ح-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱	ح-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱	ح-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱	ح-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱ س-۱-۱

ہر شکل میں ایک مثال دی جاتی ہے تاکہ کیفیت کلی ہو سکے
کہ لکھاوے مہدا وسط دو لکیروں کے بیچ میں ہے

شکل اول

اوروں کے نقصان سے اپنا نفع کماتا گناہ ہے
جوئے میں اپنے نفع کی واسطے غیر و کا نقصان تاکا جاتا ہے
پس جو گناہ ہے

شکل دوم

سب عقلمند آدمی علم کو عزیز جانتے ہیں
بعض دولت مند علم کو عزیز نہیں جانتے ہیں
پس بعض دولت مند آدمی عقلمند نہیں ہیں

شکل سوم

بعض نیک آدمی عالم نہیں ہوتے ہیں
بعض نیک آدمی قابل تحسین ہوتے ہیں
پس بعض آدمی قابل تحسین عالم نہیں ہوتے ہیں

شکل چہارم

کوئی کام ظلم کا کسی عملداری میں نفع خلائق نہیں
بعض کام نفع خلائق کے نہیں چلتے ہیں

پس بعض کام جو نہیں چلتے ہیں ظلم نہیں ہیں
۴۔ اب ان چار شکلوں پر یہ ترتیب غور کرنی چاہئے
بیان شکل اول

ظاہر ہے کہ پہلی شکل کی ایسی صورت ہے کہ اسطالیس
کے قول سے فوراً پرکھی جائے مثلاً پہلی شکل کی ایسی
صورت ہے کہ اوسمین۔

گلی کی نسبت کچھ کہا جاتا ہے
بعض چیزیں اوس گلی میں شامل کیجاتی ہیں
پس ان بعض چیزوں کی نسبت بھی وہ بات کہی جاتی ہے
اور یہی صورت اسطالیس کے قول کی ہے
قضیہ حملیہ کی چاروں صورتوں کو گلیت و جزیت اور
ایجاب و صلب کے بموجب بنانے سے معلوم ہوتا ہے
کہ شکل اول میں قیاس کی صرف چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔

سبب ح-۱ ہے	سبب ح-۲ ہے	کوئی ح-۱ نہیں
سبب ح-۱ ہے	سبب ح-۲ ہے	کوئی ح-۱ نہیں
سبب ح-۱ ہے	سبب ح-۲ ہے	کوئی ح-۱ نہیں

اس واسطے کہ شکل اول بموجب قول ارسطاطالیس کے ہے
 تو موضوع کے کل افراد پر محمول کا دعویٰ ہوگا نہ پس ظاہر ہے
 کہ شکل اول میں کبری ہمیشہ کلیہ ہوتا ہے اسی سبب سے
 اگر شکل اول میں کوئی ایسا قیاس ہو کہ جس میں کبری جزئیہ ہو
 تو قیاس باطل ہوگا

چونکہ بموجب قول ارسطاطالیس کے صغریٰ میں دعویٰ اس
 بات کا ہوتا ہے کہ موضوع اوس کا کبریٰ کے موضوع میں شامل
 ہے اس سبب سے ظاہر ہے کہ شکل اول میں صغریٰ موجب ہوتا ہو
 پس اس شکل میں کوئی قیاس کیون نہ ہو اگر اوس کا صغریٰ سالبہ ہو تو وہ غلط ہوگا
 چنانچہ اس بیان کے بموجب پہلی شکل کی واسطے دو قیاس ہیں۔
 ۱۔ کبری کا کلیہ ہونا ضرور چاہئے
 ۲۔ صغریٰ کا موجب ہونا ضرور چاہئے

عرض کیا اس شکل میں قیاس کی صورت پارہ دو تین ہیں جنکی صحت
 ارسطاطالیس کے قول سے معلوم ہوتی ہے مگر اول شکل میں چونکہ
 بصورت قول ارسطاطالیس نہیں ہیں اس جهت سے ضرور
 ہے کہ جو قوانین بدیہی اور قواعد واسطے صحت اقسام قیاس
 کے مقرر ہیں اول سے اولکی صحت دریافت کی جائے :

بیان شکل دوم

معلوم ہوتا ہے کہ شکل دوم میں نتیجہ قیاسوں کا ضرور سالبہ
 ہونا چاہئے اس سبب سے کہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں حد واسط
 معمول واقع ہوتا ہے اور اگر کبریٰ و صغریٰ دونوں موجب
 ہوں دونوں میں حد واسط جزی ہو گا حالانکہ چاہئے یہ تھا
 کہ ایک میں کلی ہو اس واسطے ضرور ہے کہ ایک قضیہ سالبہ
 ہو کیونکہ سالبون کا معمول کلی ہے پس اگر کبریٰ اور صغریٰ
 میں سے ایک سالبہ ہو تو نتیجہ بھی بموجب قاعدہ مذکورہ کے
 ضرور سالبہ ہو گا (صفحہ ۸۷ - ق ۲)

اور علاوہ اسکے اگر نتیجہ سالبہ ہو تو اسکا معمول جو اس شکل

میں کبریٰ کا موضوع واقع ہوا تاکلی ہوگا پس کبریٰ کلیہ ہوگا
پس بموجب بیان مذکورہ بالا کے دوسری شکل کے
لئے تین قاعدے نکلتے ہیں یعنی —

پہلا کبریٰ ضرور کلیہ ہونا چاہئے
دوسرا کبریٰ صغریٰ میں سے ایک ضرور سالبہ ہونا چاہئے
تیسرا نتیجہ ضرور سالبہ ہونا چاہئے
جو کوئی قیاس اس شکل کا قواعد مذکورہ بالا کے خلاف ہوگا غلط ہوگا

بیان شکل سوم

۱۰۶۔ س
مثال اس شکل کی م س ہے
س ا ہے

اوروں کی یہ نسبت اس شکل کی کئی صورتیں ہیں اسکے
لئے دو قاعدے ہیں اول نتیجہ جزئیہ ہوگا جیسا کہ اس شکل
کی صورتوں سے ظاہر ہو جائیگا مثلاً اگر کبریٰ اور صغریٰ دونوں
موجبہ ہوں اور نتیجہ کلیہ نکالا جائے تو صغریٰ اور سکا موضوع ہے

گئی ہوگا لیکن چونکہ یہی اصغر باعث واقع ہونے محمول صغریٰ
 موجبہ کے کلی نہیں ہے اس جہت سے اگر نتیجہ بین آکر
 کلی ہو جائے تو یہ کلیت ناجائز اصغر کی ہوگی اور اگر یوں فرض
 کیا جائے کہ کبریٰ اور صغریٰ بین سے ایک سالہ ہو کیونکہ دونوں
 کا سالہ ہونا حسب قاعدہ مذکورہ کے کیس طرح جائز ہی نہیں
 ہے (صفحہ ۷۸ ق ۲) اول فرض کرو کہ کبریٰ سالہ ہو تو اس
 صورت میں صغریٰ چونکہ موجبہ ہوگا اس باعث سے محمول
 اسکا اصغر جزئی ہوگا۔ پس نتیجہ جسکا موضوع واقع ہووی
 محمول اصغر جو جزئی تھا صغریٰ میں کیونکہ کلیہ ہو سکتا ہے
 دوم فرض کرو کہ صغریٰ سالہ ہو تو اس صورت میں کبریٰ ضرور
 موجبہ اور نتیجہ سالہ ہوگا بموجب قاعدوں مذکورہ کے پس
 اگر سالہ کلیہ نکالا جائے تو اکبر جزا باعث واقع ہونے محمول قضیہ
 موجبہ کے جزئی ہوگا اور یہی اکبر جو جزئی ہوگا قضیہ موجبہ بین
 نتیجہ سالہ کا بھی محمول واقع ہوگا۔ پس اگر میان کلی قرار
 دیا جائے تو کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ کلیت ناجائز اکبر کی ہے

غرضکہ بہر صورت نتیجہ اس شکل کا جز یہ ٹھہرتا ہے ۴
 قاعدہ دوم صغریٰ کا موجب ہونا ہمیشہ ضرور ہے زیرا کہ
 ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ نتیجہ اس شکل کا ہمیشہ جز یہ ہوتا ہے
 لیکن اگر صغریٰ سالبہ ہو تو محمول اوسکا اصغر کلی واقع ہوگا اور
 اس صورت میں تاکہ محفوظ رہیں کلیت نامائز سے نتیجہ کلیہ نکالنا
 پڑے گا حالانکہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نتیجہ اس شکل کا کلیہ کیسے
 نہیں آتا ہے پس بیان مذکورہ سے دو قاعدے نکلتے ہیں
 ۱ نتیجہ ضرور جز یہ ہونا چاہئے
 ۲ صغریٰ ضرور موجب ہونا چاہئے

بیان شکل چہارم

چوتھی شکل کی صورت یہ ہے
 اس ح ہے
 ح س ہے
 س ا ہے

یہ شکل پہلی شکل کا اُلٹا ہے یعنی اوس شکل میں حد اوسط
 اکبر کا موضوع اور اس میں محمول پہلے میں حد اوسط اصغر کا محمول تھا

اور اس میں موضوع - ارسطاطالیس نے اس شکل کا استعمال
 نہیں کیا لیکن اور منطقین متاخرین نے اس کو اختیار کیا بعض
 اس شکل کو نہیں مانتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شکل خلاف
 اصل کے ہے لیکن چونکہ احتمال ہے کہ کہین پر باعث بے
 ترتیبی کے کسی دلیل یا قیاس میں یہ صورت واقع ہو اس
 باعث سے اس کا اور ان قاعدوں کا جنکی رو سے یہ شکل
 چارم احتمال میں آتی ہے سمجھنا بہتر ہے -

ہیو اموجہ ٹکٹے کے اور سب قضاے حملیہ نتیجہ اس
 شکل کا ہوا کرتے ہیں موجبہ کلیہ صرف شکل اول کا نتیجہ واقع
 ہوتا ہے اس شکل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
 کبری موجبہ ہو تو صغریٰ ضرور کلیہ ہو گا وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر کبری
 اور صغریٰ خلاف اس قانون کے ہوتے تو حد اوسط
 جو اس شکل میں محمول واقع ہوا ہے کبری کا اور موضوع صغریٰ
 کا مطلق کلی نہوتا حالانکہ یہ چاہئے ہے کہ دونوں میں سے ایک
 میں تو کلی ہو (صفحہ ۷۷ ق ۵) غرض اگر کبری موجبہ ہو تو کبری کا

جو حد اوسط ہے جزئی ہوگا سلسلے کبریٰ جبکہ وہی حد اوسط ہوگا
 پڑا ہے ضرور کلی ہونا چاہئے تاکہ ادنیٰ کلیت ایک مین تو ضرور
 ہو جائے :

اگر صغریٰ موجب ہو تو نتیجہ ضرور جزئی ہوگا
 اگر ایسا نہ ہو تو کلیت ناجائز صغریٰ ٹھہرے گی کیونکہ اگر صغریٰ
 موجب ہو تو واسطہ محمول صغریٰ جزئی ہوگا اور وہی صغریٰ باعث
 واقع ہونے موضوع نتیجے کے ضرور جزئی ہونا چاہئے تاکہ
 کلیت ناجائز نہ ہو

اگر کبریٰ اور صغریٰ مین سے ایک سالبہ ہو تو ضرور ہے
 کہ کبریٰ کلیہ ہو ورنہ کلیت ناجائز اکبر کی ٹھہرے گی مثلاً ان
 دونوں مین سے اگر ایک سالبہ ہو تو نتیجہ ہی ضرور سالبہ ہوگا
 (صفحہ ۸۰ ق ۲) اور واسطہ محمول جو اکبر ہے کلی ہوگا (صفحہ ۸۱ ق ۴)
 اور یہی محمول نتیجے کا کبریٰ مین موضوع ہے پس ضرور ہے
 کہ وہاں یہی کلی ہو ورنہ یہ اکبر نتیجے مین کلی ہوگا اور کبریٰ
 مین نہیں۔ اور یہ خلاف قاعدہ ہے۔ پس تین قاعدہ مین

چنگے بموجب اس شکل کے قیاس ہوا کرتے ہیں

۱۔ اگر کبری موجب ہو تو صغری ضرور کلید ہوگا

۲۔ اگر صغری موجب ہو تو نتیجہ ضرور جزئیہ ہوگا

۳۔ اگر کبری اور صغری میں سے ایک سالیعہ ہو تو ضرور ہے

کہ کبری کلید ہو۔

ان چاروں شکلوں کے قاعدوں کو خوب ذہن نشین

کر لینا چاہئے تاکہ جبوقت موقع پڑے کام میں لاوین

۴۔ غور کرنا چاہئے کہ ہر شکل چارم کے جو اتفاقیہ دلیل

بے ترتیبی کی صورت میں آ پڑتی ہے باقی تینوں شکلوں اپنے

اپنے موقع پر استعمال میں آتی ہیں۔ مثلاً شکل اول بعینہ

مطابق قول ارسطاطالیس کے ہے اس جہت سے اس

لائق ہے کہ جہاں کہیں کلیت مسلمہ یعنی تسلیم کی ہوئی ہے

یا عام باتوں سے نتیجہ نکالنا چاہیں سو نکالیں۔ مثلاً اگر کوئی اس

عام بات کو مانے کہ اوروں کے نقصان سے اپنا فتنہ کنا

گناہ ہے تو اگر ہم ثابت کریں کہ جو اکیلنا ایسا فعل ہے جس میں

اور وہ کہ نقصان سے نفع تاکنا ہے پس یہی نتیجہ نکلے گا
کہ جو اکسینا کیسہ ہی کیون نہ گناہ ہے۔

دوسری شکل بنا دوی یا تاکو قائم کر کے لٹی اتنی کار آمد نہیں ہے جتنی
کہ دوسری کی بات کو کاٹنے کے لئے۔ مثل شکل اول
کے اس شکل کا کبریٰ قضیہ کلیہ ہوتا ہے جبکہ فرقی ثانی جس
جسٹ کیجھا تو تسلیم کر لیں۔ پہرہ ثابت کیا جائے کہ دوی فرقی ثانی کا نتیجہ
ہو سکتا ہے اس سبب سے کہ پانچاؤسکی دوی میں ایک بات نہیں پائی جاتی ہے
جو قضیہ کلیہ میں ہی پایہ کہ اس میں پائی جاتی ہے مگر قضیہ مسلمہ میں نہیں
ہے پس اس کا دوی قابل تسلیم نہیں ہے :

مثلاً کوئی کہے کہ خداوند عیسیٰ مسیح دعا باز تھا اس واسطے
کہ اپنے لئے ایک گروہ کو طبع کرنا چاہتا تھا اور انکی بہتری
سے کہہ سہرو کار نہ تھا تو ہم اسکے رو میں یہ قضیہ کلیہ لاوین کہ
جو دعا باز اپنے مطلب کیواسطے ایک گروہ کو طبع کرتا ہے
اس امر کی اطلاع اس گروہ کو نہ دیتا کہ تمہارے اوپر میرے
طبع ہونے کے سبب سے بڑی بڑی مصیبتیں آونگی جب

ہم دونوں کو تسلیم کریں تو ثابت کرنا چاہئے کہ خدا اور جیسی
سچ نے اپنے شاگردوں کو اس طرح کی اطلاع دی پس
نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ دغا باز نہ تھا۔

دوسری مثال - فرض کرو کوئی کہے کہ بتیل انسان
کی بنائی ہوئی ہے کیونکہ بہت باتیں اوسمین انسان کی معلوم
ہوتی ہیں بلکہ بہت باتیں اوسمین ایسی ہیں جنہیں انسان کی غلطی
معلوم ہوتی ہے تو اس صورت میں شاید ہر کوئی اس قضیہ
کلیہ کو تسلیم کر لے گا کہ

کوئی کتاب جسکی تعلیم اور خاصیت ایسی ہو کہ انسان
کی طاقت سے باہر ہو گو کہ بعض مقامات میں کیسی ہی شکل
باتیں ہوں ضرور الہامی ہوگی

بتیل و حقیقت ایسی کتاب معلوم ہوتی ہے

پس بتیل ضرور الہامی ہے

شکل سوم خاص کر کے دو موقع پر دلیل کرنیکے واسطے
استعمال کیجاتی ہے اول جہاں کہ حد او متوسط خاص یعنی

اسم معرفہ ہوتا ہے کیونکہ حقیقت اسم معرفہ محمول نہیں ہوتا ہے
اور چونکہ اس شکل میں حد اوسط محمول نہیں واقع ہوتا ہے
بلکہ گہری صغریٰ و دونوں میں موضوع واقع ہوتا ہے اس
جہت سے اگر اسم معرفہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً

قیصر ظالم تھا

قیصر بڑا نامور تھا

پس بعض ظالم نامور ہوتے ہیں

پس اس طرح پر کبھی کبھی ایک دلیل یا قیاس شکل سوم کی

صورت میں بنانا پڑتا ہے

دوم یہ شکل اس موقع پر استعمال کی جاتی ہے جہاں

کہ فریق ثانی کے دعویٰ پر اعتراض پیش کرنا چاہیں کہ

چاہیں جبکہ وہ فریق قضیہ جزئیہ سے بحث کرے جس حالت

میں قضیہ کلیہ سے بحث کرنا چاہیں تو ایسی جگہ پر ہم ثبوت کریں

کہ اگر یہ دلیل بصحت لکھی جائے تو فریق ثانی کے مطلب

سے بھی بڑھ کر ثابت ہوتا ہے یعنی خود او سکے اور پھر

وارو ہوتا ہے فرض کرو کوئی شخص کہے کہ فلانی بات
 نہیں مانتی چاہئے کیونکہ سمجھ میں نہیں آتی اور کوئی اور سے
 سمجھا نہیں سکتا ہے اگر یہ دعویٰ بہ ترتیب قیاس کے
 لکھا جائے تو یوں ہوگا کہ

بعض باتیں جو سمجھ میں نہیں آتیں انکو نہ ماننا چاہئے
 فلانی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

پس اسکو نہ ماننا چاہئے
 اور یہی مثال بذراستحروف کو یوں ہوگی کہ

بعض ا- ب ہے

ج ا- ہے

پس ج ب ہے

اس مثال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس

قیاس کا حد اوسط جبرمی ہے اس سبب سے یہ دلیل

صحیح نہیں ہے۔ اگر صحیح طور پر لکھی جائے تو یوں ہوگی

ہر ایک بات جو سمجھ میں نہیں آتی اسکو نہیں ماننا چاہئے

فلانی بات سمجھ میں نہیں آتی

پس اوسکو منہین ماننا چاہئے
یہاں پر کبریٰ کلیہ سے جو دلیل نکلتی ہے اوس دلیل سے
بھی بڑھ کر ثابت ہوتا ہے جنکا کہ فریق ثانی کو منظور تھا
یعنی خود اوسکے اوپر اعتراض وارد ہوتا ہے تیسری شکل
کی رو سے مثلاً

روح اور جسم کے درمیان علاقہ جو ہے سمجھ میں نہیں
آتا ہے اور کوئی اوسکو سمجھا نہیں سکتا

روح اور جسم کے درمیان علاقہ جو ہے ہم اوسکو منہین مانتے ہیں
پس بعض باتیں جو سمجھ میں نہیں آتی ہیں ہم مانتے ہیں
اس قیاس سے علائقہ ثابت ہے کہ اگر دعویٰ فریق
ثانی کا بصحت لکھا جائے تو کبریٰ غلط ٹھہرتا ہے

بیان شکوک اور اوسکے قواعد کا بخوبی ہو چکا اب ہم
ایک اور بیان متعلق قیاس یعنی ضرب کا بیان شروع کرتے ہیں۔

تیسری فصل

بیان ضرب کا

- ۱۔ ضرب سے مراد ہے تینوں قضیوں قیاس کی کلیت و جزیت اور ایجاب و سلب یعنی کم و کیف یاد رکھنا چاہئے کہ چار علامتیں سب قضیوں کی کلیت و جزیت اور ایجاب و سلب کے معلوم کرنے کے واسطے مقرر کی گئیں ہیں یعنی م ک واسطے موجبہ کلیت کیس ک واسطے سالبہ کلیت کے م ج واسطے موجبہ جز یہ کے س ج واسطے سالبہ جز یہ کے۔ ہر قیاس کی ضرب ان چاروں علامتوں سے لکھتے ہیں۔ مثلاً ایک قیاس ہے کہ
- م ک } جس فعل میں کہ اور ون کے نقصان سے اپنا نفع ہو
 گناہ ہے
- م ک } جو اذیسا فعل ہے جس میں اور ون کے نقصان سے
 اپنا نفع ہوتا ہے
- م ک } ایسے جو اذیسا گناہ ہے

تینوں قضیے اس قیاس کے موجب لکے ہیں پس
 ضرب اس قیاس کی جس سے مراد ہے بتلانا کم و کثرت کا
 بذریعہ علامتوں متعینہ کے یہ ہے م ک م ک م ک م ک —
 واضح ہو جان کہین ایسی علامتین واقع ہوں اول علامت
 سے مراد کبری دوم سے صغری سوم سے نتیجہ ہوگی۔ ظاہر
 ہے کہ چاروں قضیہ حملیہ یعنی م ک س ک م ج س ج م کی
 عوض معاوضہ کے قاعدہ سے چونٹ سہہ ضربین ہو سکتی ہیں مثلاً
 یہ معلوم ہے کہ قیاس کے تین قضیے ہوتے ہیں اور ہر قضیے
 کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں یعنی م ک یا س ک م ج یا
 س ج اب غور کرنا چاہئے کہ کبری ان چاروں میں آسکتی
 اور ہر ایک کبری کے ساتھ صغری کی چار صورتیں آسکتی
 ہیں یعنی م ک س ک م ج س ج پس کبری اور صغری
 کے سولہ جوڑ ہوئے اور ہر جوڑ کا نتیجہ بھی انہیں چار
 صورتوں پر آسکتا ہے تو اس طرح چونٹ سہہ ضربین
 نکلا دیں گی —

۳۴ گبری م ک س ک م ج س ج

۱۴ صغری م ک س ک م ج س ج ایضا ایضا ایضا

۴۴ ۴۴ م ک س ک م ج س ج

ان چونسٹھ ضربوں میں بہت تا درست ہیں اس
سبب سے کہ خلاف ہیں اور ان قاعدہ کو جو مذکور ہو چکے ہیں اسطرح
قیاس اور شکلون کے مثلاً جو ضرب کہ جس کا گبری اور صغری
موجوبہ ہو اور نتیجہ سالیہ ہو جیسے م ک م ک س ک اور م ک
م ج س ج صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ خلاف پہلے قانون
کے ہونگے (صفحہ ۷۴ ق ۱) کل ضربیں جن کا گبری اور صغری سالیہ
ہوں مثلاً س ک س ک اور س ج س ج اور س ک س ج
قانون کے خلاف (صفحہ ۷۴ ق ۳) جن ضربوں کے گبری
و صغری جزیہ ہوتے ہیں وہ ضربیں بھی یہ باعث خلاف قاعدہ
ہونیکے گرجاتی ہیں (صفحہ ۷۴ ق ۷) چند ضربیں جیسے م ج
س ک س ج بسبب کلیت ناجائز ہونے کے گرجاتی ہیں

(صفحہ ۱۵۴ ق ۶) چونکہ مین اسٹائیس ضربین تو صرف پستیب
سالبہ اور تجربہ ہونے کی بری و صغریٰ کے گر جاتی ہیں غرض
یہ کہ صرف گیارہ صحیح رہتی ہیں یعنی -

چار موہجے	سات سالبہ
م م م م	س ک م ک
م م م م	م ک س ک
م م م م	س ک م ک
م م م م	م ک س ک
م م م م	س ک م ک
م م م م	م ک س ک
م م م م	س ک م ک
م م م م	م ک س ک

۲ اگر چاروں شکلوں میں گیارہ گیارہ ضربین استعمال کی جائیں
تو کل چوالیس ضربین ہوں گی لیکن یہ بات نہیں ہے بلکہ بعض ضربین
جو ایک شکل میں صحیح ہیں دوسرے میں غلطیہ باعث مخالفت ہوتے
اور قواعد کے جو درباب نہ ہونے جزیت مداویہ اور کلیت پانچ

لٹایاں ہو چکے ہیں۔ پس یہی ضرب م م ج م م ج م م ج ہے
 شکل سوم میں صحیح ہے مگر اول میں نہیں کیونکہ وہاں حاد و وسط
 جزی ہو جاگی اسی طرح م م ک م ک م ک کی ضرب
 شکل سوم میں صحیح ہے لیکن اول میں نہیں کیونکہ اگر وہاں شمال
 میں اتنی توکلیمت ناجائز اکبر کی ہوتی غرضکہ اسی طرح پران گیا و
 ضربوں کو چاروں شکلوں میں جانچو تو معلوم ہو گا کہ ہر شکل میں جہ
 ضربین یعنی کل چوبیس صحیح رہتی ہیں مگر ان چوبیس میں سے
 ہی پانچ اگرچہ صحیح ہیں لیکن بہ باعث دسینے نتیجہ جزیہ کے جس
 حال میں کہ نتیجہ کلیہ نکل سکتا ہے بیکار ہیں مثلاً ضرب م م ک
 م م ک م م ک کی شکل بیکار ہے زیرا کہ ضرب م م ک م م ک
 م م ک کی بھی نکل سکتی ہے جس میں نتیجہ ضرب اول کا داخل ہو
 مثلاً کل انسان فانی ہیں

کل ہندو انسان ہیں

پس بعض ہندو فانی ہیں

یہ ضرب بالکل صحیح ہے لیکن جس حال میں کہ نتیجہ کلیہ نکلے

گلیہ صرف شکل اول ہی کا نتیجہ واقع ہوتا ہے اور باقی اور
 قفٹے بھی اس کا نتیجہ ہوتا ہے شکل دوم کا نتیجہ صرف سائبہ
 آتا ہے اور سوم کا صرف تجزیہ

ہم بعض منطقین شکل اول کی ضروریوں کو ضرب بیانہ اور
 کاملہ کہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ قول ارسطاطالیس یعنی
 وہ قانون جس پر بنایا گیا ہے اس کی شکل کے جتنے
 قیاس ہیں ان سب پر بالہ مطابقت صحیح آتا ہے تین اور
 چوٹھکھن رہیں اونکی ضربیں بموجب قانون خلف کے شکل اول
 میں لاتے یہاں تک کہ وہی نتیجہ اس شکل میں بھی نکل آتا ہی
 خلف کسی ضرب کی ترتیب کے پرنے اور پہلی شکل میں
 لانے کو کہتے ہیں اور یہ دو طرح ہے —

ایک تو یہ کہ لانا کسی قیاس کا بموجب قاعدہ عکس کے
 (یا اس طرح پر کہ گہری کو صغریٰ اور صغریٰ کو گہری) شکل اول
 کی کسی ضرب کی صورت میں کرنا تاکہ وہی نتیجہ نکل آوے
 جو اس قیاس میں نکلا تھا یا ایسا نتیجہ نکالے کہ عکس

کرنے سے وہی ہو جائے جو اس قیاس میں تھا۔
 دوسرے یہ کہ شکل دوم یا سوم یا چارم کا کوئی قیاس
 ہو اور اسکے نتیجہ کی صحت شکل اول میں جا کر اس طرح پر ثابت
 کرنا کہ نقیض اس نتیجہ کی غلط ہے پس اگر شکل سے ثابت
 ہو جائے کہ نقیض اس نتیجہ کی غلط ہے تو البتہ وہ نتیجہ صحیح ہوگا
 پس معلوم ہوتا ہے کہ تین اور شکلوں کی ضربیں جو تیز
 اور نکتہ نتیجوں کی صحت شکل اول سے بھی دریافت ہو جاتی
 ہے اور بعض متطقیں اس غرض سے بہت طول طویل بن
 کرتے ہیں لیکن یہ محنت فضول ہے جس حال میں کہ قیاس
 کی صحت دریافت کرنے کے واسطے قواعد کافی موجود ہیں ۔

چوتھی فصل

بیان قیاس استثنائی کا

یہاں تک پہنچے اوں قیاسوں کا جو مرکب ہیں حملیہ و

بیان کیا اور چنانکہ قیاس افتراقی کہتے ہیں اس ہم بیان
 کرتے ہیں اور قیاسوں کا جو مرکب ہیں شرطیات ہی
 واضح ہو کہ جس قیاس میں قضیہ شرطیہ پایا جاتا ہے
 اسے استثنائی کہتے ہیں اور جیسا قضیہ جس قیاس میں
 پایا جاتا ہے ویسا ہی اس کا نام ہوتا ہے اگر قضیہ متعلقہ پایا جا
 تو قیاس اتصالی اور اگر قضیہ متفصلہ پایا جائے تو انفصالی
 کہیں گے۔ قیاس استثنائی میں کبھی قضیہ شرطیہ اور
 کبھی حملیہ ہوتا ہے اور نتیجہ بھی حملیہ نکلتا ہے قضیہ شرطیہ
 کے جز اول کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں اور بعض
 جگہ مقدم پیچھے آ جاتا ہے اور تالی اول مثال قضیہ
 اگر زید کو بخار ہے تو وہ بیمار ہے

یہاں پر اگر زید کو بخار ہے مقدم اور تو وہ بیمار ہے تالی ہی
 اور مقدم اگر تالی کی جگہ آ جائے تو یوں ہو گا کہ
 زید بیمار ہے اگر اس کو بخار ہے

اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ قیاس استثنائی یا اتصالی

ہوتا ہے یا انفصالی

اول ہم بیان کرتے ہیں انفصالی کا جس کا گہری شرطیہ متصلہ
ہوتا ہے اور مختصری منفصلہ مثال اسکی —

اگر زید کو بخار ہے تو بیمار ہے

لیکن زید کو بخار ہے

پس وہ بیمار ہے

وہی مثال بذریعہ حروف —

اگر ا-ب- ہے تو ج- د- ہے

لیکن ا-ب- ہے

پس ج- د- ہے

اس مثال سے بخوبی روشن ہے کہ اگر مقدم تسلیم

کیا جائے تو تالی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا پس پہلا قاعدہ نکلا کہ —

۱- اگر مقدم تسلیم کیا جائے تو تالی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا

لیکن اگر مقدم کا انکار کیا جائے تو کچھ ضرور نہیں کہ تالی

کا یہی انکار کیا جائے مثلاً

زید کو بخار نہیں ہے

پس وہ بیمار نہیں ہے

یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ اگر بخار نہ ہو تو بیمار بھی نہ ہوگا

کسی اور سبب سے بیمار ہو

اگر تالی کا انکار کیا جائے تو مقدم کا بھی انکار کرنا پڑے گا مثلاً

زید بیمار نہیں ہے

پس اس کو بخار نہیں ہے

صاف ظاہر ہے کہ اگر زید بیمار نہیں ہے تو اس کو بخار بھی

نہیں ہے پس دوسرا قاعدہ یہ نکلا کہ۔

۲ اگر تالی کا انکار کیا جائے تو مقدم کا انکار بھی کرنا پڑے گا

لیکن غور کرنا چاہئے کہ اگر تالی تسلیم کیا جائے تو کچھ ضرور

نہیں کہ مقدم بھی تسلیم کیا جائے مثلاً یوں نہ کہنا چاہئے

زید بیمار ہے

پس اس کو بخار ہے

کیونکہ شاید کسی اور سبب سے بیمار ہو

دونو قاعدون مذکورہ بالا سے قیاس قاعدہ نکلتا ہے۔
 م۔ اگر تالی تسلیم کی جائے یا مقدم کا انکار کیا جائے
 تو کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا

جب مقدم کو صادق قرار دیکر تالی کو صادق ٹھہراوین
 تو دعویٰ قائم ہوتا ہے اور جبکہ تالی کو قرار دیکر مقدم کو کاذب
 ٹھہراوین تو اس وقت بین دعویٰ باطل ہو جاتا ہے اول صورت کو
 مثبتہ اور دوسرے کو منفیہ کہنا چاہئے اول صورت کے
 قیاس میں واسطے قائم کرنے دعویٰ کے کل قضیہ متصلہ کو
 گبری گردانتہ ہیں اور اس کے عین مقدم کو صغریٰ پس
 عین تالی اس کا نتیجہ نکلیگا چنانچہ مثال اسکی ذیل میں لکھی ہے
 اگر یہ شخص گناہگار ہے تو خدا اس سے ناخوش ہے
 لیکن یہ شخص گناہگار ہے

پس خدا اس سے ناخوش ہے

واسطے باطل کرنے دعویٰ کے کل قضیہ متصلہ کو
 جیسا پہلی صورت میں تھا گبری کرتے ہیں اور قضیہ تالی کی صغریٰ

پس نقیض مقدم کی نتیجہ نکلتا ہے مثلاً
 اگر یہ شخص گناہگار ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہے
 لیکن خدا اوس سے ناخوش نہیں ہے
 پس وہ گناہگار نہیں ہے
 دوسری مثال

اگر انصاف کا قانون جاری ہو تو غریب غریب کا
 حق ٹھکانے رہتا ہے

لیکن غریب غریب کا حق ٹھکانے نہیں رہتا ہے
 پس انصاف کا قانون جاری نہیں ہے

جاننا چاہئے کہ قضیہ متصالیہ درحقیقت کلیہ ہوتا ہے
 خواہ اوس کا مقدم اور تالی کلی ہو یا جزئی موجب ہو یا سالبہ مثلاً
 اگر کوئی شخص گناہ کرے خدا اوس سے ناخوش ہوگا
 دیکھو اگرچہ یہاں پر مقدم موجبہ کلیہ اور تالی سالبہ کلیہ ہے
 تاہم کل قضیہ موجبہ کلیہ ہے صدق اور کذب قضیہ متصلی کا
 اوسکی تالی پر موقوف ہے یعنی اگر تالی مقدم کو لازم ہے

تو قضیہ سچا اور نہ جھوٹا مثلاً ۔

اگر زید کو نجار ہے تو وہ بیمار ہے

یہ قضیہ متصلہ سچا ہے کس واسطے کہ تالی مقدم کو لازم ہے
لیکن اگر کوئی کہے کہ۔

اگر یہ آدمی چور ہے تو سہندو ہے قضیہ جھوٹا ہے کیونکہ
اسکی تالی مقدم کو مطلق لازم نہیں ہے زیر کہ تالی اور مقدم
کے درمیان کچھ علاقہ ضروری نہیں ہے اور ایسا ہی
ہوتا ہے کہ کل قضیہ متصلہ صادق ہوتا ہے لیکن مقدم
اور تالی دونو کاذب ہوتے ہیں مثلاً

اگر علم بڑی چیز ہے تو چوڑ دینا چاہئے

اس قضیہ کے صادق ہونے میں کچھ کلام نہیں مگر دونو
جزا اسکے کاذب ہیں یعنی نہ تو علم بڑی چیز ہے نہ یہ کہ او سکوں
چوڑ دینا چاہئے

قیاس اتصالی کو اقترانی کی طرف پسیرتے ہیں یعنی
اقترانی بناتے ہیں اس طرح کہ کبریٰ کی علامت اتصال اگر کو

دور کر کے اوسکی جگہ لفظ چیس موقع پر یا جس حالت میں
اور اس موقع پر یا اس حالت میں پڑھائے ہیں مثلاً

جس حالت میں زید کو سنا ہے وہ بچار ہے

اس حال میں زید کو حالت بچار کی ہے

پس اس حال میں وہ بیمار ہے

قیاس الفصالی کی صحت دریافت کرنے کی واسطے

یہی قواعد مستعمل ہیں جو اقترانی کی واسطے متہ ۴

دوسرا بیان قیاس الفصالی

قیاس الفصالی وہ ہے جسکا کبری قضیہ منفصلہ اور مفری

حکایہ ہو صورت اوسکی یہ ہے

یا۔ یا۔ ب۔ ب۔ یا۔ ج۔

یا۔ ا۔ ب۔

پس یہ ا۔ ج۔ نہیں ہے

دوسری مثال

یہ دیات یا سونا ہے یا چاندی

لیکن یہ چاندی نہیں ہے

پس یہ سونا ہے

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کبریٰ مین و وزیر انفصالی ہوتے
ہیں اور ضغری مین و نو مین سے ایک موجبہ ہوتا ہے
اور نتیجہ مین و دوسرا سالبہ یا برعکس اُسکے جیسے دوسری
مثال سے ظاہر ہے۔

اور جاننا چاہئے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ دو ہی جز انفصالی
ہوں بلکہ تین ہوں یا زیادہ مثلاً

یہ ا- یا ب ہے یا ج ہے یا د- ہے

یہ ا- نہ ب ہے نہ ج ہے

پس یہ ا- د- ہے

دوسری مثال

عالم قدیم ہے یا از خود بنگیا ہے یا کسی دانا اور مینا

کا بنا یا ہے

لیکن عالم نہ تو قدیم ہے نہ از خود بنگیا

پس کسی دانا و بینا کا بنایا ہے

تیسری مثال

زاویہ ۱- یا برابر ہوگا یا بڑا ہوگا یا کم ہوگا زاویہ ۲ سے

لیکن زاویہ ۱- نہ برابر ہے نہ کم ہے زاویہ ۲ سے

پس زاویہ ۱- ضرور بڑا ہوگا زاویہ ۲ سے

ایک سہل سا قاعدہ واسطے قیاس انفصالی کے

یہ ہے کہ اگر ایک جز کا ذب قرار دیا جائے تو دوسرا

صادق قرار دیا جائیگا

جانتا چاہئے کہ کبھی اس قاعدہ عام کے خلاف

بھی واقع ہوا کرتا ہے مثلاً

بہ سبب نیکی کے ہم یا انسان کی نظر میں پسند

آتے یا خدا کی نظر میں

بیان پر ممکن ہے کہ دو نوجز صادق ہوں جس

بیان میں ایسا قضیہ واقع ہو تو وہاں پر طرز بیان سے

معلوم ہو جائیگا کہ دو نوجز صادق ہیں یا صرف ایک

پانچویں فصل قیاس مرکب استثنائی

قیاس مرکب استثنائی اوسکو کہتے ہیں جسکا کبریٰ قضیہ
متصلہ مرکبہ ہوتا ہے اور صغریٰ قضیہ منفصلہ

اس قیاس میں درحقیقت دو یا اس سے
زیادہ قیاس ہوتے ہیں جن سبکو اختصار کے لئے
بلا کر ایک کر دیتے ہیں

قیاس مرکب استثنائی کی کئی صورتیں ہیں مثلاً
اول صورت وہ جس میں کئی ایک مقدم ہوتے ہیں
اور ثانی ایک ہوتی ہے یا تالی کئی ایک اور مقدم سب کا ایک
مثال ۱۔ اگر ا۔ ب ہے یا ج۔ د۔ ہے تو ر۔ س ہے
لیکن یا تو ا۔ ب ہے یا ج۔ د ہے

پس ر۔ س ہے

مثال ۲۔ اگر ا۔ ب ہے تو ج۔ د ہے یا ر۔ س ہے
لیکن نہ تو ج۔ د ہے نہ ر۔ س ہے

پس ا-ب نہیں ہے

دوسری صورت وہ ہے جس میں کئی کئی مقدم ہوتی ہیں

اور ہر مقدم کی تالی جدا ہوتی ہے مثلاً

اگر ا-ب ہے تو ج-د ہے اور اگر ر-س ہے

تو ت-ک ہے اور اگر ل-م ہے تو ن-و ہے

لیکن یا ا-ب ہے یا ر-س ہے یا ت-ک ہے

پس ج-د ہے یا ف-ک ہے یا ن-و ہے

یہ سب مثالیں مذکورہ ثبوت ہیں اگر ہم چاہیں یہ نیا سکتی ہیں

اول صورت کی مثال یہ ہے کہ

اگر پاک لوگوں کو بہشت میں کسی بات کی خواہش نہیں

ہوتی ہے یا ہوتی ہے اور پوری ہو جاتی ہے تو او کو کامل

راحت ہے۔

لیکن او کو تا خواہش نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو پوری ہو جاتی ہے

پس پاک لوگوں کو بہشت میں کامل راحت ہوتی ہے

اور مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس مرکب متسامی در حقیقت

دو یا اس سے زیادہ قیاس ہوتے ہیں جبکو ملا کر ایک کر دیتے
ہیں اور منفری جبکا منفصلہ ہوتا ہے چنانچہ واسطے ظاہر کرنے
اس بات کے دونو قیاس جو اس قیاس مرکب میں ملا کر
ایک کر دئے ہیں جدا جدا کر کے لکھے جاتے ہیں

۱۔ اگر پاک لوگوں کو بہشت میں چاہ کسی بات کی نہیں ہوگی
تو وہ کمال راحت میں ہونگے

لیکن اونکو چاہ نہیں ہوگی
پس پاک لوگ بہشت میں کمال راحت میں ہوں گے
۲۔ اگر پاک لوگوں کی چاہ بہشت میں پوری ہو جائیگی تو وہی
کامل راحت میں ہوں گے

لیکن اونکی چاہ بہشت میں پوری ہو جائیگی
پس پاک لوگ بہشت میں کمال راحت میں ہوں گے
دوسری مثال - تالی کئی ایک اور مقدم ایک

اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہیں کر سکتا ہے
تو وہ حیوان مطلق ہے یا خدا کے برابر ہے

لیکن نہ وہ حیوان مطلق ہے نہ خدا کے برابر ہے
 پس وہ نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے
 اسکے سبب دو قیاس ہو سکتے ہیں مثلاً
 ۱۔ اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہیں کر سکتا ہے
 تو وہ حیوان مطلق ہے
 لیکن وہ حیوان مطلق نہیں ہے
 پس وہ نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے
 ۲۔ اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہیں کر سکتا ہے
 تو وہ خدا کے برابر ہے
 لیکن وہ خدا کے برابر نہیں ہے
 پس انسان نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے
 قیاس مرکب کی دوسری صورت کی مثال جسکے
 کئی مقدم ہوتے ہیں اور ہر مقدم کی تالی جدا ہوتی ہے۔
 اگر آدمی عقلمند ہوتا تو خدا کی نسبت بوقیاس کا جیڑٹ موٹ نہی بانٹتا
 اور اگر نیک ہوتا تو حقیقت میں ایسا نہ کرتا اور اگر خیر خواہ انسان کا

ہوتا تو بولکر بھی ایسا نہ کرتا۔

لیکن وہ یا تو جوٹ موٹ یا حقیقتاً یا بولکر ایسا کرتا ہے
پس وہ یا تو عقل مند نہیں یا نیک نہیں یا انسان کا خیر خواہ نہیں

اس قیاس میں بھی تینوں قیاس جدا جدا ہو سکتے ہیں

اگر یہ آدمی عقل مند ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا
کلمہ جوٹ موٹ بھی زبان پر نہ لاتا

لیکن وہ بے تمیزی کا کلمہ جوٹ موٹ زبان پر لاتا ہے
پس وہ عقل مند نہیں ہے

اگر یہ آدمی نیک ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا
کلمہ حقیقت میں زبان پر نہ لاتا

لیکن وہ بے تمیزی کا کلمہ خدا کی نسبت زبان پر لاتا ہے
پس وہ نیک نہیں ہے

اگر یہ آدمی خیر خواہ انسان کا ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا
کلمہ بولکر زبان پر نہ لاتا

لیکن وہ خدا کی نسبت بے تمیزی کا کلمہ بولکر زبان پر لاتا ہے
پس وہ خیر خواہ انسان کا نہیں ہے

قیاس مرکب استثنائی اور قیاس اتصالی کے
درمیان اتنا فرق ہے کہ قیاس مرکب استثنائی دو تین قیاسوں
اتصالی سے جو اختصار کے ساتھ ہوں ملکر بنتا ہے۔

قیاس مرکب استثنائی بھی قیاس اقترافی کی صورت
میں ہو سکتا ہے اور واسطے دریافت کرنے صحت اس
قیاس کے بھی وہی قواعد جن کا بیان اوپر آچکا استعمال
کئے جاویں اور جیسا کہ قیاس اتصالی کو اقترافی کی طرح پہلے
کیواسے لفظ جس موقع پر اور اس موقع پر وغیرہ عمل پیش کیا
جس موقع پر ا۔ سب ہوتا۔ یا ج۔ و۔ ہوتا ہے اس
موقع پر۔ ر۔ س ہوتا ہے

اس موقع پر ا۔ س ہے یا ج۔ و۔ ہے

پس اس موقع پر۔ ر۔ س ہے

اگر مقامات تسلیم کئے جائیں تو جو نتیجہ اون سے

نکلے گا اس کو ضرور ماننا چاہئے

چٹوین فصل قیاس مخفف

قیاس مخفف اوسکو کہتے ہیں جبکہ ایک قضیہ یعنی کبریٰ یا صغریٰ مکرر ہو پس اوسکو قیاس مخفف سمجھنا چاہئے جیسا کہ اس کتاب میں بیان ہو چکا ہے (صفحہ ۱۲۹) اکثر یوں ہو اکر تا ہے کہ دلیلوں میں مفصل بیان نہیں ہوتا ہی اس لئے کہ اوس دلیل کو ہم ویسا ہی سمجھتے ہیں اگرچہ بعض قضیہ چوڑے جا پڑتے مخفف دلیلین اکثر اسی صورت میں ہو اکر تی ہیں اور یہ اختیار ہے کہ کبریٰ صغریٰ میں سے جو نسا چاہیں مکرر کریں مثلاً ایک دلیل ہے کہ

کُل انسان فانی ہیں

زید انسان ہے

پس زید فانی ہے

اب اگر ہم چاہیں تو کبریٰ کو اس میں یوں ذکر کریں مثلاً

زید انسان ہے

پس زید فانی ہے

دونوں طرح دلیل پوری ہے کیونکہ قضیہ مکررہ ذہنا
سمجھا جاتا ہے گو کہ لفظاً موجود نہ ہو

جانتا چاہئے کہ مخفف قیاس سے پورا قیاس باسانی
بن سکتا ہے کیونکہ تینوں جز قیاس کے یعنی اکبر اور اصغر
اور حد اوسط موجود ہیں قیاس مخفف کے نتیجہ کی دیکھتی ہے
معلوم ہو جاتا ہے کہ اکبر اور اصغر یہ ہیں کیونکہ نتیجہ میں ہمیشہ
یہ جز موجود ہوتے ہیں پس چونکہ موضوع نتیجہ کا اصغر متعلق
اور اس کا محمول اکبر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ قضیہ قیاس
مخفف میں کبریٰ ہے یا صغریٰ مثلاً پہلی مثال مذکورہ بالا
قیاس مخفف میں معلوم ہوتا ہے کہ پہلا قضیہ جو ہے خری
ہی اس سبب سے کہ نتیجہ کا موضوع اور مین پایا جاتا ہے
اور دوسری مثال میں جو قضیہ پایا جاتا ہے ضرور کبریٰ
ہو گا کیونکہ نتیجہ کا محمول اور مین موجود ہے پس جب
معلوم ہو جاتا ہے کہ فلا نامقدمہ اس قیاس میں موجود

منین ہے اوس ہی کو لانے کے پورا قیاس بنالیتے ہیں اور
اوسکی صحت بذریعہ اون قواعد کے جو واسطے پورا کرنے
قیاس کے مقرر ہیں دریافت کر لیتے ہیں

جانتا چاہئے کہ اکثر دلیل میں کبریٰ مکدر ہوا کرتا ہے اس
وجہ سے کہ وہ ایک ایسا مشہور معروف تفسیہ ہے کہ
دل بغیر ذکر کرنے کے بہ آسانی اوسے تسلیم کر لیتا ہے پس
قاعدہ یہ ہے مثلاً اگر کوئی بیان کرے کہ زید فانی ہے تو کبریٰ
یعنی کل انسان فانی ہیں اسکو مکدر کر لگا کیونکہ اونی اور اعلیٰ
اس حقیقت سے واقف ہیں پس یوں کہیگا کہ

زید انسان ہے

پس وہ فانی ہے

بعض موقع پر قیاس تحفہ قیاس کی صورت پر

منین ہوتا ہے جیسا کوئی کہے

زید فانی ہے

کیونکہ وہ انسان ہے

جہاں کہیں کوئی حرف علت کا جیسا چونکہ کیونکہ ایسا ہوتا ہے
 وغیرہ کسی قیاس مخفف کے قضیوں کو باہر دیکر ربط
 دے تو اگر ہم چاہیں اونکا عکس یعنی مقدم کو ماخر
 اور ماخر کو مقدم کرینگے اور حرف علت کو دور کر کے
 آخر کے قضیہ میں لفظ پس بڑا دینگے تو اس حالت میں
 پورا قیاس بننے کے لائق ہوگا پس اوپر کی مثال کو
 اگر اس صورت میں لاوین تو یوں ہوگی

زید انسان ہے

پس زید فانی ہے

قیاس مخفف سے پورا قیاس بنانیکا قاعدہ یہ ہے

اگر کسی مقدمہ میں موضوع نتیجہ کا پایا جاوے تو وہ ضروری

ہے اور اگر محمول پایا جائے تو کبری

قیاس مسلسل

قیاس مسلسل شکل اول کے قیاسوں مختصہ کے

سلسلہ کہ کہتے ہیں یہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بحث مباحثہ

میں ہر دلیل کو بخوبی بصورت قیاس علمہ علمہ کر کے نہیں
 بیان کرتے ہیں بلکہ بعض قضیہ ایسے موقع پر لکھ کر دیتے ہیں
 اگر کئی ایک قیاس سلسلہ وار اس ترتیب سے بیان کئے
 جائیں کہ نتیجہ ہر قیاس کا دوسرے کا مقدمہ واقع ہو تو ایسے
 اختصار کو قیاس مسلسل کہتے ہیں اور یاد رکھنا چاہئے
 کہ قیاس مسلسل میں محمول قضیہ اول کا دوسرے قضیہ کا
 موضوع ہوتا ہے اور نتیجہ کا محمول چوتھے کا موضوع واقع
 ہوتا ہے حتیٰ کہ سب سے اخیر کے قضیہ کا محمول قضیہ اول کے
 موضوع کا محمول پڑتا ہے یہی قاعدہ اکثر دلیل لانے کا
 ہے مثال قیاس مسلسل کی ذیل میں مندرج ہے

۱۔ ب ہے

ب۔ چ ہے

ج۔ د ہے

د۔ ر ہے

ر۔ س ہے

پس ا۔ س ہے

اور اگر ان حروف کے عوض میں قصبے قائم کئے جائیں
تو مثال یوں ہوگی :

ذہن ایک قوت دراکہ ہے

قوت دراکہ روح ہے

روح جسم نہیں ہے

جو چیز جسم نہیں غیر فانی ہے

جو چیز غیر فانی ہے ابد تک سبکی

پس ذہن ابد تک رہے گا

اگر اس دلیل مختصر میں جتنے قیاس داخل ہیں اون سب کو

جدد اجداد کر کے رکھیں تو دلیل یوں ہوگی :

پ ج ہے | ج - د ہے | و - ر ہے | ر - س ہے

ا - ب ہے | ا - ج ہے | ا - و ہے | ا - ر ہے

پس ا - ج ہے | پس ا - و ہے | پس ا - ر ہے | پس ا - س ہے

یہ مثال حروف کی ہوئی قصبیوں کی مثال

یہ ہے :

قوت دراکہ روح ہے

فہن ایکوت دراکہ ہے

پس فہن روح ہے

روح جسم نہیں ہے

فہن روح ہے

پس فہن جسم نہیں ہے

جو چیز جسم نہیں ہو غیر فانی

فہن جسم نہیں ہے

پس فہن غیر فانی ہے

جو چیز فانی ہو اب تک رہیگی

فہن غیر فانی ہے

پس فہن اب تک رہیگا

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ سب قیاس شکل اول کے

ہیں اور قیاس سلسل سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ ب۔ ج۔ د۔ ر۔ جو قیاس میں دودو بار آئے ہیں خدا و سبط

ہیں اور معلوم ہو گا کہ قیاس سلسل میں او تنے حد اوسط
 ہوتے ہیں جتنے اول قضیہ اور نتیجہ کے بیچ میں قضیے ہوتے
 ہیں پس ظاہر ہے کہ جتنے حد اوسط ہیں او تنے ہی قیاسوں
 سے اختصار کر کے قیاس سلسل بنا ہے اور علاوہ اسکے
 ان قیاسوں کے قیاس سلسل سے مقابلہ کرنے سے
 معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں صغریٰ صرف ایک ہوتا ہے
 یعنی ا۔ ب ہے اور باقی سب گہری ہوتے ہیں غرض کہ
 یہ ظاہر ہے کہ قیاس سلسل میں اصغر کو لیکے ایک
 حد اوسط کو دوسرے سے سلسلہ وار ملاتے چلے
 آتے ہیں حتیٰ کہ نتیجہ میں آکر اس ہی اصغر کو سب سے
 آخری قضیہ کے محمول سے نسبت دیتے ہیں اس
 طرح گویا کہ صرف ایک ہی قیاس ہوتا ہے چنانچہ مثال
 مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ اصغر۔ ب۔ اکبر۔ س۔ سے
 بذریعہ حد اوسط ب۔ ج۔ و۔ کے نسبت دیا گیا ہے
 جبکہ یہ بات قرار پائی کہ قیاس سلسل قیاسوں

شکل اول کا اختصار ہے تو معلوم ہوا کہ قیاس سلسل میں
 بجز قضیہ اول کے اور کوئی جزئیہ ہوتا ہی نہیں اس سبب
 سے کہ پہلا قضیہ صغری ہوتا ہے اور شکل اول میں صغری
 ہی جزئیہ آتا ہے نہ کہ کبری (ص ۹۴ ق ۳) اور باقی سب
 کبری ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قیاس
 میں صرف ایک ہی قضیہ سالبہ ہوتا ہے اور وہ آخری
 ہے کیونکہ اگر اور کوئی قضیہ سالبہ ہو تو علامہ قیاس آخری
 کے ایک اور قیاس قیاس سلسل میں ایسا ہوگا
 کہ جس کا نتیجہ سالبہ نکلے گا اور یہ نتیجہ قیاس میں صغری
 واقع ہوگا لیکن شکل اول میں صغری سالبہ نہیں ہوتا ہے
 پس ایک قاعدہ ذیل میں لکھتے ہیں :
 قیاس سلسل میں سوانتیجہ کے صرف پہلا قضیہ جزئیہ
 ہوتا ہے اور صرف آخری یعنی نتیجہ کے اوپر جو ہوتا ہے
 سالبہ ہوتا ہے

جو قیاس سلسل اس قاعدے کے خلاف

ہوگا صحیح نہیں ہوگا جب قیاس مسلسل کے سب قیاس
 الگ الگ کر کے لکھ جائیں تو اون کی صحت اون
 قاعدوں سے دریافت کرنا چاہئے جو اس مقصد کے
 واسطے مقرر ہیں قاعدہ واسطے جدا کرنے قیاس کے یہ ہے
 قیاس مسلسل کے دوسرے قضیے کو پہلا قیاس
 بنانے کی واسطے کبریٰ اور پہلے قضیے کو صغریٰ گردانتہ ہیں
 اور پھر ان دونوں مقدمات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس
 دوسرے قیاس کا صغریٰ کرتے ہیں اور اس ہی قیاس کا
 کبریٰ قیاس مسلسل کے تیسرے قضیے کو قائم کرتے ہیں
 اسی طرح پر کرتے چلے جاتے ہیں جب تک سب حد
 اوسط تمام نہ ہو جائیں

قیاس مسلسل کا عکس بھی ہو سکتا ہے چنانچہ
 مثال ذیل سے ظاہر ہے :

ر-س ہے

و-ر ہے

ج۔ د ہے

ب۔ ج ہے

ا۔ ب ہے

پس ا۔ س ہے

مثال قضیوں کی یہ ہے

جو چیز غیر فانی ہے ابد تک سبکی

جو چیز جسم نہیں غیر فانی ہے

روح جسم نہیں ہے

قوت دراکہ روح ہے

ذہن قوت دراکہ ہے

پس ذہن ابد تک رہے گا

یہاں پروکھنا چاہئے کہ اس صورت میں بھی وہی نتیجہ

نکلا جو پہلی صورت میں نکالا تھا گو کہ قضیئے قیاس کے

سب اوڑھے ہو گئے ہیں

یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اس عکس کی صورت میں

پہلا قضیہ جو لاتے ہیں اوسکے افراد اور قضیوں سے
 زیادہ ہوتے ہیں اور کئی سے جبری کی طرف دلیل لاتے
 ہیں اکثر موقع اگر پڑتا ہے کہ یہ ہیں دلیل لانا اچھا ہوتا ہے
 قیاس سلسل قضیوں متعلقہ سے ہی مرکب ہوتا
 ہے اور تب قیاس سلسل استثنائی کہتے ہیں قیاس
 سلسل استثنائی قضیوں متصلوں کے سلسلہ کو
 مرکب ہوتا ہے اور وہ قضیہ کس طرح پر آتے ہیں
 کہ تالی ہر قضیہ اول کی اپنے مابعد کا مقدم واقع ہوتی ہے
 اور نتیجہ یا تو پہلے مقدم کو آخری تالی کے ساتھ نسبت
 اثبات دینے سے حاصل ہوتا ہے یا آخری تالی کو پہلے
 مقدم کے ساتھ نسبت نفی دینے سے مثلاً

اگر ا- ب ہے تو ج- د ہے اگر ا- ب ہے تو ج- د ہے
 اگر ج- د ہے تو ر- س ہے یا اگر ج- د ہے تو ر- س ہے
 لیکن ا- ب ہے پس ر- س ہے لیکن ر- س نہیں پس ا- ب نہیں
 مثال اول قیاس سلسل استثنائی بالا ایجاب کی

اگر خدا پاک ہے تو بانی گناہ کا نہیں ہے
 اگر وہ بانی گناہ کا نہیں ہے تو قسمت کا مشعل غلط ہے
 لیکن خدا پاک ہے پس قسمت کا مشعل غلط ہے
 مثال دوسری قیاس مسلسل استثنائی بالکسب ہے
 اگر جو اکیلنا اچھی بات ہے تو اوسکا اکیلنا
 درست ہے

اگر اکیلنا درست ہے تو اوسکا انجام بہتر ہوگا
 لیکن اوسکا انجام بہتر نہیں ہوتا پس اوسکا
 اکیلنا درست نہیں ہے

قیاس مسلسل استثنائی کو اوسے قاعدے کی رو سے
 جو شرطیات کو حلیات میں لائے گی واسطے مقرر ہے
 اقترا فی بھی کر سکتے ہیں (ص ۱۱۷) اور پھر صحت اوسکی
 قاعدوں قیاس مسلسل سے معلوم ہو جاتی ہے
 اور یا یہ کہ اوس قیاس مسلسل میں جتنے قیاس
 استثنائی داخل ہیں اون سب کو جدا جدا کر کے پھر

اون کی صحت اوسى قاعدے کی رو سے جو قیاسوں استثنائی
کی صحت معلوم کرنے کے واسطے مقرر ہے دریافت کیا وہی (ص ۱۱۷)
اب ہم کل بیان قیاسوں استثنائی اور مرکب اور
منخف کا بالا جمال لکھتے ہیں

بیان مجمل

قیاس اس طرح پانچ قسم ہے
 { اقترانی } قیاس
 { استثنائی }
 { اتصالی }
 { انفصالی }

{ قیاس مرکب }
 { قیاس منخف }
 { قیاس سلسل }
 اور قسم کا قیاس

قواعد

۱- قیاس اتصالی کے لئے

پہلا - اگر مقدم تسلیم کیا جائے تو تالی بھی تسلیم کرنی پڑے گی
دوسرا - اگر تالی کا انکار کیا جائے تو مقدم کا بھی

انکار کرنا چاہے گا

تیسرا۔ اگر تالی تسلیم کی جاوے یا مقدم کا انکار کیا جاوے
تو کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا

۲۔ قیاس انفصالی کے لئے

اگر ایک چیز کا ذب قرار دیا جاوے تو دوسرا صاوق قرار
دیا جاوے گا

۳۔ قیاس مخففت کے لئے

اگر کسی مقدمہ میں موضوع نتیجے کا پایا جاوے تو وہ مغری
ہے اور اگر محمول پایا جاوے تو کفری ہے

۴۔ قیاس سلسل کے لئے

قیاس سلسل میں سوا نتیجے کے صرف پہلا قضیہ جزئیہ
ہوتا ہے اور صرف آخری قضیہ یعنی نتیجے کے اوپر جو ہوتا
ہے سالیہ ہوتا ہے *

چوتھا حصہ منطق استعمالی

منطق استعمالی سے یہ مراد ہے کہ اس علم کو جہاں کہیں حاجت پڑے عمل میں لانا چنانچہ منطق استعمالی اس علم منطق سے جو صرف ذہن میں ہو صرف اسی بات میں مختلف ہے کسی علم کا جان لینا اور بات ہے اور اس کا مشق اس طرح کہ روزمرہ کام میں آوے اور بات ہے مثلاً یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص جتنے تھیاریں بڑھائی کا کام کرنے کے ہوں سب کا نام بخوبی جانتا ہو اور اس بات سے بھی بخوبی واقف ہو کہ فلاں تھیاریں فلاں نے کام میں آتا ہے اور اس کو اس طرح استعمال میں لانا چاہئے غرض کہ سب باتیں بڑھائی گری کی جانتا ہو مگر با این ہمہ چاہئے کہ کوئی چیز اور تھیاریں سے بڑھائی کی طرح بنائے تو کبھی نہ بنے گی پس مشق یہ کہنا بڑھائی کے کام کا اور بات ہے اور صرف جان لینا

اوسکا اپنے ذہن میں اور بات ہے اسی طرح اگر کوئی
 شخص ایک کتاب کو پڑھ کر پیمائش کے قاعدہ سے
 واقف ہو جائے تو ہو جائے مگر مشق جو ایک چیز ہے
 وہ جب تک کمیتوں کمیتوں ناپتا نہ پہرے اور طرح طرح کی
 باتیں اوسکی نظر سے نہ گذرین کہی نہیں حاصل ہوگا
 بیان قواعد اور قوانین اور اصطلاحات منطق
 سے فراغت پائی اب ارادہ ہے کہ آگے چل کر اس
 کتاب میں مفصل بیان طریقوں استعمالی منطق لکھیں اور
 یہ بتلاوین کہ کس طرح اسکو روزمرہ عمل میں لانا چاہیے
 اول بیان مختلف صورتوں منطقی کا جو اکثر آگے پڑتے
 ہیں لکھیں گے اور پھر طریقہ اون منطقیوں کے رفع کرنے کا
 بذریعہ مثالوں کے بتلاوین گے اور پھر چند طریقے دلیل
 لانے کے سمجھاوین گے

پہلی فصل

بیان مغالطے کا

دلیل اور قیاس کی سب صورتوں کے بیان سے فراغت پائی اب ضرور ہے کہ مغالطہ جو اکثر دلیل لانے میں پڑتا ہے اس کی مختلف قسموں کا بیان بالتشریح لکھیں مغالطہ نادرست دلیل کو کہتے ہیں چنانچہ استعمال علم منطق کا اس بات پر بہت منحصر ہے کہ مغالطے کو بخوبی پکڑ لانا اور معلوم کر لینا اس واسطے بیان مغالطے کا خوب سمجھ لینا نہایت ضرور ہے اس علم کے سیکھنے والوں کو مغالطے کی سب صورتوں سے واقفیت کامل پیدا کرنی چاہئے مغالطے سے واقف ہونا صرف اسی کام میں نہیں آتا ہے کہ اوروں کی غلط دلیل سے محفوظ رہیں بلکہ اپنی غلطیاں جو بروقت دلیل لانے کے ہو جایا کرتی ہیں ان سے محفوظ رہنے کیواسطے بھی کام آتا ہے مغالطہ تین جگہ پڑتا ہے مثلاً جب کوئی لفظ

یا اخیر مشکوک معنوں میں یا دو معنوں میں استعمال کیا جائے یا کوئی قضیہ غلط ہو جائے یا ترتیب قیاس کی نادرست ہو جائے یہ ظاہر ہے کہ سب غلطیاں دو قسم پر ہو سکتی ہیں اول جہاں کہ ترتیب قیاس غلط ہو یعنی وہ نتیجہ مقدمات سے نہیں ہوتا ہے دوم یہ کہ جہاں ترتیب قیاس غلط نہیں ہے یعنی صحیح نتیجہ مقدمات سے حاصل ہوتا ہے لیکن اس قیاس کے کسی جز یا قضیہ میں غلطی واقع ہے پہلی قسم کے منافی کو جبکہ قیاس کی ترتیب میں غلطی واقع ہوتی ہے منافیہ صوری کہتے ہیں اور دوسری قسم کو منافیہ کویشی جبکہ قضیہ کے معنوں میں غلطی واقع ہوتی ہے منافیہ کویشی کہتے ہیں *

قسم اول منافیہ صوری

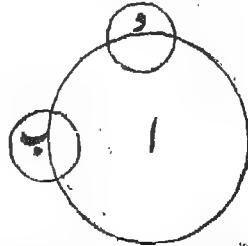
اس قسم میں وہ منافیہ داخل ہیں جو یہ باعث خلاف واقع ہونے قول ارسطاطالیس کے اور قواعد و قیاس کے واقع ہو کر تہمین اور یہ پانچ طرح ہیں *

۱ حد اوسط جزئی
 ۲ کلیت ناجائز اکبر یا صغر کی
 ۳ مقدمات مناسب
 ۴ نتیجہ موجبہ و مقدر مناسب سے یا برعکس اسکے
 ۵ ایک قیاس میں تین جزوں سے زیادہ کا ہونا
 ان سب صورتوں کی غلطی صورت قیاس سے معلوم
 ہو جاتی ہے جبکہ اپنی صورت میں بیان کیا جائے لیکن
 غلطی کے پکڑنے میں مشکلی اکثر اس وقت آکے پڑتی ہے
 جب دلیل مخفی ہو یعنی کوئی قضیہ و بان مکدر ہو یا یہ کہ بہت
 سی لفظوں کی تہ میں ایسی چسپ لکھی ہو کہ یہ آسانی سے معلوم
 ہوتی ہو ایسے وقت میں اگر دلیل کو اپنی پوری صورت
 میں لا دین یا یہ کہ ان بہت سی لفظوں کے جنجال کو
 دور کر کے بہ ترتیب قیاس کو سمجھنا تو اس وقت
 غلطی صاف ظاہر ہو جاوے گی
 غلطیوں کا تھوڑا سا حال قیاس کی صحت دریافت کرنے

کے قاعدے لکھنے میں ہم نے بیان کیا ہے
 اسوجہ سے یہاں کچھ زیادہ بیان کی حاجت نہیں ہے
 صرف مغالطے کی قسموں کا بیان لکھا جاوے گا اور ہر بیان
 کے ساتھ مثالیں ہونگی یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے
 مغالطے میں جو نتیجہ اگرچہ باعتبار اپنے معنی کے صحیح
 ہو لیکن ان مقامات سے وہ نتیجہ نہ نکلتا ہو پس دلیل
 بہ ہر منہج ناقص رہے گی +

۱- حد اوسط جڑی کی
 صورت مغالطے کی یہ ہے

بعض ا- ب ہے	سب ب- ا ہے
بعض ا- د ہے	سب د- ا ہے
پس بعض ب- د ہے	پس سب ب- د ہے



دیکھو اس مثال میں نہ اکبر اور نہ اصغر حد اوسط کے
کل افراد سے مقابلہ کیا گیا ہے یعنی حد اوسط کُلّی نہیں ہے
جزی ہے پس اس سبب سے دلیل غلط ہے اور اسی وجہ
سے نہ نتیجہ جو یہاں پر لکھا ہے اون مقدمات سے نہیں
نکلتا ہے فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ ہندون کا
مذہب حق ہے کیونکہ بعض اچھے آدمی اس پر ایمان لائے
ہیں اور اسکی تعلیم وی ہے یہاں حد اوسط جزئی
ہوگی جیسا کہ قیاس کو پوری صورت میں لکھنے سے
ظاہر ہے مثلاً

حق مذہب کو اچھے آدمی قبول کرتے ہیں اور اسکی
تعلیم دیتے ہیں ؟

ہندون کے مذہب کو اچھے آدمی قبول کرتے ہیں
اور اسکی تعلیم دیتے ہیں

پس ہندون کا مذہب حق ہے

اس مثال میں حد اوسط اچھے آدمی قبول کرتے ہیں

باعث واقع ہونے محمول و موقوفہ کے خبری ہے (۱۹۴۹)

اس سبب سے نتیجہ میں غلطی ہے *

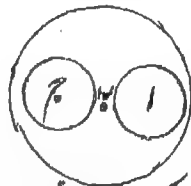
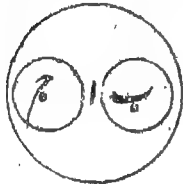
۲ تا جائز کلیت اکبر یا اصغر کی

صورت اس قسم کے مناسط کی یہ ہے

سبب ا-ب ہے سبب ا-ب ہے

کوئی ج-ا نہیں سبب ا-ج ہے

پس کوئی ج-ب نہیں پس سبب ج-ب ہے



فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ ظالما بادشاہ ہوا

نہ تھا کیونکہ وہ ظالم نہ تھا یہ دلیل اگر پوری لکھی جائے

تو یوں ہوگی *

سبب ظالم بادشاہ ہرے بادشاہ ہوتے ہیں

زید ظالم نہ تھا

پس زید ہرے بادشاہ نہ تھا

اس مثال میں اصغر پڑے بادشاہ لکھی ہے نتیجہ سالبہ میں کیونکہ
اوسکا محمول پڑا ہے (۷۵۵ ق) لیکن کبریٰ میں کلی نہیں ہے
کیونکہ قضیہ موجبہ کا محمول پڑا ہے (۷۵۴ ق) پس
کلیت ناجائز اکبر کی ہوئی ؟

دوم مثال - فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے
کہ تعلیم کسی طرح کی کیون نہ ہو عورتوں کو تعلیم دینا برا ہے
کیونکہ فلائی فلائی عورتوں نے تعلیم پائی تھی یہ دلیل
اگر پوری صورت میں لکھی جائے تو کلیت ناجائز اصغر کی
ظاہر ہو جائیگی مثلاً

فلائی عورتیں بری تھیں

اون عورتوں نے علمونکی تعلیم پائی تھی

پس کسی طرح کی تعلیم کیون نہ ہو عورتوں کو

علم کی تعلیم دینا برا ہے

اس مثال میں اصغر عورتوں کو علم کی تعلیم دینا

نتیجہ میں لکھی ہے لیکن اصغر میں کلی نہیں ہے کیونکہ موجبہ

کا محمول پڑا ہے پس دلیل صحیح نہیں ہے

سم۔ مقدمات سالبہ

یہ ایسی غلطی ہے جیسے کوئی کہے۔

کوئی ا۔ ب نہیں ہے

کوئی ج۔ ا نہیں ہے (ب) (ا) (ج)

پس کوئی ج۔ ب نہیں

یہ ظاہر ہے کہ جدا وسط۔ ا۔ واسطہ مقابلہ کرنے کا

ان دونوں جزوں کے درمیان میں نہیں ہے اور اگرچہ

اس صورت میں یہ نتیجہ صحیح ہے مگر ممکن ہے کہ کوئی صورت

ایسی اگر پڑے کہ ب اور ج۔ ا۔ میں نہ داخل ہوں مگر

تاہم پسین علاقہ رکھیں مثلاً

(ب) (ج)
(ا)

پس یہ دلیل غلط ٹھہری

فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ علم اور نیکی

میں کچھ علاقہ نہیں کیونکہ فلاحی قوم تر بیت یافتہ نہ تھی

اور پھر ہر ذات قوم نہ تھی یہ مثال مقدمات سالہون
کسی ہے اس لئے کچھ نتیجہ نکالنا جائز نہیں ہے اگر یہ دلیل بہتر
کامل لکھی جائے تو یوں ہوگی۔

فلانی قوم ہر ذات نہ تھی

وہ قوم تربیت یافتہ نہ تھی

پس غیر تعلیم یافتہ قوم ہر ذات نہیں ہوتی

۴۴۔ نتیجہ موجبہ مقدمات سالہون سے اور عکس

صورت اول۔ اگر کوئی مقدمہ سالہ ہو تو نتیجہ موجبہ نہیں

نکلے گا اور اگر نکلے گا تو گویا ایسا ہوگا کہ دو جز جن میں

سے ایک جز تیسرے جز یعنی حد اوسط سے

نسبت نفی کی رکنا تھا نتیجہ میں آکر باہم دیگر نسبت

اس بات کی رکین گے اور یہ بات قیاس کو قانون

بہی کے خلاف ہے (ص ۲، ق ۲) پس کوئی دلیل

یا قیاس جب کا نتیجہ موجبہ نکلے جس حالت میں کہ اگر

دلیل یا قیاس کے مقدمات میں سے ایک سالہ ہو

ضرور غلط ہوگا +

دوسری صورت — مقدمات موجبوں سے نتیجہ سالبہ
نہیں نکلتا ہے اور اگر نکلے تو گویا ایسا ہوگا کہ دو جز
جو کبریٰ صغریٰ میں تیسرے جز حد اوسط سے نسبت
اثبات کی رکھتے تھے نتیجہ میں آکر ایک دوسرے کے
منافی ہو جائینگے اور یہ بات تیس کے قانون بدیہی کے
خلافت ہے (ص ۲، ق ۱) پس جو کوئی قیاس
ایسا ہو جس کے مقدمات موجبوں سے نتیجہ سالبہ
نکلے غلط ہوگا +

۵۵ ایک قیاس میں تین جزوں سے زیادہ کا ہونا
یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی دلیل بہ ترتیب قیاس صحیح
لکھی جاتی ہے تو ضرور اس میں تین جزوئے تین
پس جس دلیل میں تین جزوئے زیادہ ہوں گے وہ دلیل
ضرور غلط ہوگی —

اس قسم کا منالطہ دو صورتیں آکر پڑتا ہے یا تو یہ

کہ اکبر یا اصغر مشترک المعنی ہوں یا حد اوسط مشترک
ہو ان دونوں صورتوں میں سے جس کی صورت
میں حد اوسط کے ایک ہی معنی کل قیاس میں قائم
نہ رہیں تو بیشک قیاس میں تین جنسوں سے زیادہ
ہو جائیں گے مثال اس قسم کے مناسطے کی جو مغری
میں آکر پڑتا ہے اس طرح ہے :

غلام نے آدمی پر ظلم کیا

اوسکو ناحق قید خانے میں ڈال دیا

پس قید خانہ ظلم کی جگہ ہے

یہاں پر اس سبب سے غلطی واقع ہوئی ہے کہ

ناحق قید خانے میں ڈال دیا گئے اور قید خانے کی ایک

ہی معنی لئے ہیں یعنی اسس دعویٰ کرنے سے کہ جو مغری

کا اصغر ہے وہی نتیجے کا بھی اصغر واقع ہوا ہے لیکن

درحقیقت ایسا نہیں ہے دوسری مثال —

ہندو ایک طرح کا ایمان رکھتے ہیں

ہندو گناہ اکثر کہتے ہیں

پس یعنی گناہگار ہندو ایماندار ہوتے ہیں

یہاں اکبر گیری کا یعنی ایمان رکھتے ہیں اوس اکبر سے

جو نتیجہ میں آیا ہے یعنی ایماندار مختلف ہیں غرض اکبر اور

اصغر کے مقدمات میں اور نتیجہ میں ایک ہی معنی رہیں نہ

اوس قیاس میں تین چیز سے زیادہ ہو جائیگی :

لیکن اکثر اس طرح کا مغالطہ یعنی ایک قیاس میں تین چیز

سے زیادہ کا ہونا اوس صورت میں اگر پڑتا ہے

جبکہ حد اوسط مشترک ہے پس حد اوسط پر خوب

لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ غلطی نہ پڑے بعض لفظ جو حد اوسط

میں واقع ہوتا ہے اوس کے مختلف معنی مقدمات

میں لئے جاتے ہیں یعنی ایک حد اوسط میں کبھی شرکت

معنی کی آ پڑتی ہے مثلاً اگرچہ ایمان اور ایماندار دونوں کا

مصدر ایک ہی ہے لیکن ان کے معنی ہمیشہ ایک ہی

نہیں رہتے ہیں مثلاً

زید ایمان میں پختہ ہے
ایماندار نجات پائینگے

پس زید نجات پائے گا

ممکن ہے کہ زید اپنے مذہب کا پختہ اور خوب
سخت ہو لیکن ایماندار نہ ہو پس یہی وجہ مناسب لگے گی
ایک لفظ کے کئی معنی ہونے کے چند سبب ہیں
اول یہ کہ مشابہت لفظی ہو جیسے لفظ آگ کا کہ واسطے
درخت اور آگ دونوں کے متعلی سے یا لفظ لکھن
کا کہ واسطے اوس چیز کے جو پڑ سے پیدا ہوتی ہو
اور واسطے اوس داغ کے جو لڑکپن میں آدمیوں
کے بدن پر کہیں نہ کہیں ہوتا ہے دوم یہ کہ ہر سبب
مشابہت صورت کے ایک ہی لفظ دو مختلف چیزوں
کے واسطے بولا جائے جیسے لفظ بہا کے کا کہ ہل میں
لگا ہوتا ہے اوس کو بھی کہتے ہیں اور چیرنے
میں جو ہوتا ہے اوسے بھی کہتے ہیں یا لفظ کمان کا کہ

واسطے کمان کے اور گہی کے کہتے ہیں سو ہم یہ کہ یہ سبب
 مشابہت مقصد کے ایک ہی لفظ بولا جائے جب لفظ
 پایا کا کہ واسطے پایہ چوکی اور واسطے پایہ شامیانہ دونو
 کے بولا جاتا ہے دونو پائے ایک ہی مقصد کے
 واسطے ہیں یعنی ایک چوکی تھانے کے واسطے اور
 دوسرا شامیانہ کے تھانے کے واسطے یا مثلاً میٹھی چیز
 اور میٹھی آواز دونو میں یہ مشابہت ہے کہ طبیعت کو
 خوش کرتی ہیں اور چسارم کہیں پر یہ سبب قرابت
 کے ایک نام مختلف چیزوں کے واسطے بولا جاتا ہے
 جیسے لفظ سواری کا کہ واسطے چیز کے جو بیٹھنے کے
 لئے ہوتی ہے اور واسطے اوس فعل کے جو سوار سے
 ہوتا ہے یعنی دونو کیواسطے متعل ہے مثلاً کوئی کہے
 کہ گہی ایک سواری ہے یا یوں کہ فلا نا شخص اچھی سواری
 کہتا ہے علی ہذا القیاس لفظ گہری کا۔ اگر اس بیان
 پر بغور لحاظ رہے تو حد اوسط کی شراکت معنی کا جاننا اور

مظاہر کرنا آجائیگا طریقہ رفع کرنے شرکت معنی اور پھر
 غلطی کا یہ ہے کہ جو لفظ اوسط واقع ہوا اوس کے
 ایک ہی معنی مقرر کئے جائیں اور پھر یہ دیکھا جائے
 کہ آیا ان دونوں مقدموں میں وہی معنی قائم رہتے ہیں یا نہیں
 دو اور صورتیں مناسطے کی ہیں جبکہ بیان بیان پر
 ضرور کرنا چاہئے کیونکہ اوں کے سبب سے حد اوسط
 میں غلطی پڑ جاتی ہے *

اول مغالطہ عارضی

یہ غلطی اوس صورت میں اگر پڑتی ہے جبکہ ایک
 مقدمے میں حد اوسط کے ذاتی معنی لئے جائیں اور
 دوسرے میں عارضی معنی یعنی معنی اتفاقیہ بیان تک
 کہ نتیجے میں اگر دو ایسی باتیں جو ایک دوسرے کے
 متنافی ہوتی ہیں جمع ہو جاتی ہیں ایک سہل سی مثال اس
 قسم کی غلطی کی یہاں پڑوسی جاتی ہے —

بازار سے وہ چیزیں خریدی جاتی ہیں جو ہم کھاتے ہیں
 کچا گوشت ایک چیز ہے جو بازار سے خریداجاتا ہے
 پس کچا گوشت ایک چیز ہے جو ہم کھاتے ہیں
 کبریٰ میں حد اوسط یعنی بازار سے وہ چیزیں خریدی
 جاتی ہیں جو ہے اوسکے ذاتی معنی لئے ہیں اور صغریٰ میں
 اوسکے عارضی معنی پس جب ایک مقدمے میں عام معنی حد اوسط
 کے اور دوسرے میں معنی اتفاقی یعنی خاص معنی لئے تو
 درحقیقت دو حد اوسط ہو گئے جن کے سبب سے
 نتیجے میں مغالطہ پڑتا ہے ایسی غلطی رفع کرنے کے واسطے
 یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ حد اوسط کے ایک ہی معنی دو تو
 مقدموں میں قائم رہیں یعنی اگر کبریٰ میں حد اوسط کے ذاتی
 معنی لئے ہوں تو چاہئے کہ وہی معنی صغریٰ میں قائم رہیں

ووسم المغالطہ التقسیم اور جمع

یہ غلطی اوس صورت میں واقع ہوتی ہے جب ایک

مقدمے میں حد اوسط پر معنی جمع استعمال کیجائے اور
ایک میں بطور تقسیم۔ پس اگر کبریٰ میں معنی جمع استعمال
کیجائے اور صغریٰ میں بطور تقسیم تو اسکو مغالطہ تقسیم
کہتے ہیں اور اگر حد اوسط کبریٰ میں بطور تقسیم استعمال
کیجائے اور صغریٰ میں بمعنی جمع تو اسکو مغالطہ جمع
کہتے ہیں ایک سہل سی مثال یہاں دی جاتی ہے۔

ہندو بت پرست ہیں (بمعنی جمع)

رام چندر ہندو ہے (بمعنی تقسیم)

پس رام چندر بت پرست ہے

یہ مغالطہ تقسیم ہے کیونکہ کبریٰ میں ہندو بمعنی
جمع استعمال کئے گئے ہیں یعنی بہ لحاظ قومیت بت پرست ہیں
مگر صغریٰ میں بطور تقسیم اس وجہ سے یوں نہیں کہہ سکتے
ہیں کہ سب ہندو بت پرست ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ
رام چندر بت پرست نہ ہو۔

دوسری مثال

زید امر بکر مسلمان نہیں

مسلمانوں نے غدر پر کمر باندھی تھی

پس زید امر بکر نے غدر پر کمر باندھی تھی

یہ منالطہ جمع ہے کیونکہ کبریٰ مین حد اوسط مسلمان

بطور تقسیم کے آئی ہے یعنی فرد و فرد کی واسطے

آئی ہے لیکن صغریٰ مین حد اوسط مسلمان یہ معنی

جمع متعل ہے واسطے ایک قوم کے جس نے غدر

مچانے پر کمر باندھی تھی پس جبکہ حد اوسط کبریٰ مین

بطور تقسیم اور صغریٰ مین یہ معنی جمع استعمال کیا جائے

تو وہاں منالطہ جمع پڑ جاتا ہے پس یہ کہنا کہ زید بکر

عمر نے غدر پر کمر باندھی تھی غلط ٹھہرتا ہے شاید

اونہوں نے کچھ بھی نہ کیا ہو

ایک اور سہل سی مثال دونوں قسم کے منالطہ کی یہی

پانچ ایک عدد سے

تین اور دو پانچ ہوتی ہیں

پس تین اور دو ایک عدد سے

یہ مغالطہ تقسیم ہے

تین اور دو دو عدد ہیں

پانچ تین اور دو ہیں

پس پانچ دو عدد ہیں

یہ مغالطہ جمع ہے

اس قسم کا مغالطہ رفع کرنے کے واسطے اس

امر پر لحاظ رکھنا چاہئے کہ اگر حد اوسط بہ معنی جمع متعلیٰ ہو

تو دو تو مقدموں میں بہ معنی جمع رہے اور اگر بطور تقسیم ہو

تو دو تو مقدموں میں بطور تقسیم رہے

بیان مغالطہ معنوی کا

ادھر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ مغالطہ معنوی اس کو کہتے ہیں

جہاں ترتیب قیاس میں غلطی نہ واقع ہو بلکہ اور فیضیوں

کے معنوں میں غلطی ہوئے وہ قیاس نہ ہو اس قسم

کے مغالطوں میں نتیجہ تو مقدمات سے نکلتا ہے اور قیاس

کی صورت میں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی ہے لیکن نتیجے کے معنوں یعنی مادے میں غلطی پڑ جاتی ہے اور غلطی کا وہ بین یا یہ کہ مقدمات غلط ہوں یا بے موقع استعمال کئے گئے ہوں تو پڑتی ہے یا یہ کہ وہ نتیجہ نکالا جا سکے جو غیر مطلوب ہو غرض کہ مغالطہ معنوی کی دو صورتیں ہیں۔

مغالطہ مقدمات میں

مغالطہ نتیجے میں

پہلے بیان اس مغالطے کا جو مقدمات میں پڑتا ہے اسکی کئی صورتیں ہیں یا تو یہ کہ مقدمہ نتیجے پر موقوف ہو یعنی بے موقع آیا اگرچہ وہ سچا ہو یا وہ خود بالکل غلط ہو۔
۱۔ مقدمہ نتیجے پر موقوف ہے

اس قسم کے مغالطے میں یہ بات ہے کہ نتیجہ نکلتا ہے ایسے مقدمات سے جو موقوف ہوں نتیجے کی ثبوت پر یا ایسے مقدمات سے جو معنی میں نتیجے کے موافق ہو پس جب نتیجہ ایسے مقدمات سے نکلائے جاوے تو موقوف

مین یا معنی مین ایکہی مین تو نتیجہ کیا ثابت ہوگا بلکہ چاہئے کہ
 نتیجہ کے ثبوت مین ایسے مقدمات آوین جو اوس سے
 علمہ مین اس قسم کے مغالطے مین یہ بات سہی کہ نتیجہ
 نکلتا ہے ایسے مقدمے سے جو موقوف ہون نتیجہ کے
 ثبوت پر یا ایسے مقدمے سے جو معنی مین نتیجہ کے موقوف
 ہو فرض کرو کہ کوئی شخص اس قضیہ کو کہ خدا ازلی ہے
 اسطر حیر ثابت کرنا چاہئے کہ وہ بغیر ابتدا اور انتہا کے ہے
 تو ثبوت نتیجہ کا اور نتیجہ جو نکلا ہے دونوںی الواقعی ایکہی
 ہو جاوے گئے یہ دلیل اگر بصورت قیاس لکھی جائے تو
 یوں ہوگی۔

جو ذات کہ بے ابتدا اور بے انتہا ہے ازلی ہے
 خدا بے ابتدا اور بے انتہا ہے
 پس خدا ازلی ہے

اس مثال مین مقدمات بلاشبہ صحیح مین لیکن
 قیاس نا درست ہے کسواسطے کہ مقدمات نتیجہ کے

معنوں میں ہیں اور یہ بات چچا ہے ایک اور مثال اس
 قسم کی غلطی کی دیجاتی ہے فرض کرو کوئی شخص
 دلیل لاوے کہ فلانا مذہب برحق ہے کیونکہ اس
 مذہب کی کتابیں خدا کی طرف سے آئی ہیں اس مثال
 میں محض مذہب کے ثبوت میں جو قضیہ آیا ہے اس
 کے معنی حقیقت میں یہ ہیں کہ مذہب برحق ہے کیونکہ اگر
 مذہبی کتابیں خدا کی طرف سے ہیں تو یہ بات بھی نکلتی
 ہے کہ مذہب برحق ہے لیکن اس صورت میں دعویٰ
 اور دلیل دونو ایک ہی ہیں حالانکہ یہ چاہئے تھا کہ دعویٰ
 ثابت ہوتا دو ایسے مقدمات سے جن میں نہ تو کوئی
 نتیجہ پر موقوف ہو اور نہ کوئی معنوں میں متحد ہو اگر
 اس بات پر بخوبی لحاظ رہے کہ آیا یہ مقدمات نتیجے
 پر موقوف ہیں یا نتیجے کے معنوں میں نہیں تو اس قسم
 کی غلطی ظاہر ہو جائیگی ۛ

۲ دو تسلسل اس منظر کو کہتے ہیں جہاں

مقدمات بجا استعمال کئے جائیں یعنی نتیجے پر موقوف ہوں
 مگر منطوقہ مذکورہ بالا سے اس میں اتنا فرق ہے کہ اگر
 مقدمات اور نتیجے یہ کچھ ضرور نہیں کہ معنی میں موافق
 ہوں جیسا کہ اوپر والے منطوقہ میں تھا غرض کہ دو تسلسل
 اس وقت ہوتا ہے جبکہ مقدمہ اور نتیجہ باہم دیگر ثابت
 کیا جائے یعنی اس طرح پر کہ نتیجہ کے ثبوت کی واسطے
 مقدمہ لایا جائے اور اگر مقدمہ کا ثبوت طلب کیا جائے
 تو نتیجہ لایا جائے جیسا ا۔ صحیح ہے کیونکہ ب صحیح ہے
 اور ب۔ صحیح ہے کیونکہ ا۔ صحیح ہے یا مثلاً کوئی کہے
 کہ عورتوں کو تعلیم دینا نہ چاہئے کیونکہ نادارست ہے
 اور پھر دلیل لائے کہ وہ نادارست ہے کیونکہ وہ عورتوں کی
 تعلیم ہے تو یہ دو تسلسل ہو گا یہ کہنا ایسا ہے جیسے
 کوئی کہے کہ ا۔ صحیح ہے کیونکہ ب صحیح نہیں ہے اور
 ب صحیح نہیں ہے کیونکہ ا۔ صحیح نہیں ہے اس طرح کی غلطی
 میں مقدمات اور نتیجہ دونوں کی واسطے الگ الگ ثبوت

طلب کرنا چاہئے۔

جتنا بڑا دور ہو گا یعنی پہلے قضیہ سے پہلو تک
جو اول پر موقوف ہے جتنے بہت سے قضیہ ہوں گے
اوس قدر غلطی پکڑنے میں وقت زیادہ ہوگی کیونکہ طول طویل
دلیل میں ممکن ہے کہ غلطی خیال سے اوتر جاوے مثلاً ۱۔
صحیح ہے کیونکہ ب صحیح ہے ب صحیح ہے کیونکہ ج صحیح ہے
ج صحیح ہے کیونکہ د صحیح ہے اور د صحیح ہے کیونکہ ا۔
صحیح ہے یہ بہت بڑا دور ہے اور شاید اس بات کا
خیال نہ رہے کہ آخری قضیہ قضیہ اول پر موقوف ہے
بطریق ناجائز پس اس غلطی میں قضیہ آخری کے
واسطے کوئی ایسا ثبوت طلب کرنا چاہئے جو دور کے
قضیوں سے بالکل جدا ہو۔

۴ وجہ غیر موجبہ کسی بات یا نتیجہ کی غلط وجہ لانے
کو کہتے ہیں اس حال میں وہ وجہ یا تو غلط ہوگی یا مسلم
نہ ہوگی یہ مینا لطف اکثر واقع ہوا کرتا ہے بعض معاملہ ایسا

واقع ہوتا ہے یا کوئی حقیقت ایسی بیان کیجاتی ہے
 جسکے واسطے ایک ایسا سبب مقرر کیا جاتا ہے
 کہ کچھ اوس سے علاقہ نہیں رکھتا ہے جاہل آدمی
 ہمیشہ جوئے سبب قحط کے اور طرح طرح کی آفتوں
 کے بتلاتے ہیں مثلاً گن کو باعث بتلاتے ہیں طرح طرح کی
 تاثیروں کا جبکہ علاقہ گن سے مطلقاً نہیں ہے کوئی آدمی
 بیمار ہو جائے یا مر جائے تو کہتے ہیں فلانا دیوتا یا بہوت
 اوس سے ناخوش تھا اس سبب سے مر گیا ایک
 بادشاہ کا سر کٹ گیا اور اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا ایک مرتبہ
 ایسا اتفاق ہوا کہ اس بیٹے نے اوس شخص کو صحنی اوسکے
 باپ کا مقابلہ کیا تھا دیکھا کہ اندھا ہو گیا ہے تو کہنے لگا
 کہ وہ اب تم نہیں جانتے کہ تم نے کیسی بڑی خطا میرے
 باپ کے ساتھ کی تھی جسکے سبب سے خدا نے تمکو
 ایسی سزا دی کہ تمہاری آنکھیں جاتی رہیں اوس اندھی
 نے جواب دیا کہ نہیں خداوند نعمت جہاں پناہ اگر اس خطا

سے میری آنکھیں جاتی رہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے
 باپ نے کوئی اس سے بھی بہاری خطا کی ہوگی جو
 خدا نے ایسی سزا دی کہ اسکا سرکٹ گیا میری
 توصیف آنکھیں ہی گئیں بادشاہ اپنی وجہ غیر موجد کے
 جواب باصواب کو شکریہ بہت قایل ہوا اور دیکھا
 کہ جو اعتراض میں اسپر کرتا ہوں وہ خود میرے اوپر پائے
 ہوتا ہے اس طرح ایک مثال وجہ غیر موجد کی یہ ہے
 کہ اکثر لوگ سرکار انگریز پر اہتمام رکھتے ہیں کہ باعث
 بغاوت کا ہندوستان میں انگریزوں کا ظلم تھا اگر یہ حقیقت
 سبب اسکا کچھ اور ہی تھا یعنی حرارت دینی اور ہوس
 ملک گیری کی بعض موقع پر وجہ غیر موجد کا جب بصورت
 سوال آکر پڑتا ہے تو غلطی چپ بسی جاتی ہے
 ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا کہ پانی بہرے
 نہ تن میں مچھلی ڈالو تو وہ برتن بہ نسبت قبل کے
 کیوں نہیں بہاری ہوتا ہے دوسرا شخص اسکا سبب دیتا

کرنے لگا مگر یہ نہ سوچا کہ یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ پھملی
 ڈالنے سے وہ برتن ہماری ہو جائیگا اس غلطی کے
 پکڑنے کا یہ قاعدہ ہے کہ معلوم کرنا کہ آیا یہ سبب و سبب
 ہے یا نہیں اور جب تک دلیل کافی اس بات کی
 نہ دی جاوے کہ یہی حقیقی سبب ہے اس معاملہ یا تاثر
 کا اس وقت تک اسے تسلیم کرنا نہ چاہئے کسی سوال
 کو رد و عموماً تسلیم نہ کرنا چاہئے جب تک ثابت نہ ہو
 منطالعہ معنوی جو مقدمات میں پڑ جایا کرتے ہیں اکثر
 یہ تین ہیں مقدمہ نتیجہ پر موقوف و تسلسل وجہ غیر موہم
 بیان اون منطالوں کا جو نتیجہ میں پہنچتے ہیں
 اس قسم کی غلطی کو اکثر منطالعہ نتیجہ غیر مطلوبہ کا کہتے
 ہیں جو نتیجہ چاہئے وہ نہیں نکالا جاتا ہے بلکہ کوئی اور
 ایسا ہوتا ہے جو نتیجہ مطلوبہ کی طرف سے وہاں کو
 ہٹا لیتا ہے غرض کہ منطالعہ نتیجہ غیر مطلوبہ کا اسکو کہتے
 ہیں کہ وہ نتیجہ مقرر کیا جائے اس دلیل میں

جو مطلوب نہو خواہ وہ نتیجہ نامسمی سے نکل آے
یا جان بوجہ کر نکالا جائے مثلاً فرض کرو کوئی شخص
سوال کرے کہ اس آدمی نے فلاں چوری کی اور
دوسرا شخص جواب دینے والا دیکھے کہ چوری ثابت
نہیں ہوتی تو اوہ ہر اوہر کی باتیں لاکر ثابت کرے کہ
اگر چور نہیں ہے تو بہر حال بد معاش تو ہے تو یہ
مغالطہ نتیجہ غیر مطلوب کا ہوگا کیونکہ اسکی بد معاشی
پر بحث نہ تھی بلکہ بحث اسکی چوری پر تھی اس مغالطہ
کی بہت صورتیں ہیں جنکا ذکر آگے چل کے لکھا
جائیگا بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دعوے کو چالاکی
سے بدل کر کچھ کا کچھ کر دیتے ہیں اور کبھی جواب
دینے والا بحث کرنے والے کے دل میں ایسی باتیں
ڈال دیتا ہے کہ غلط نتیجے کو وہ شخص قبول کر لے
پس اس قسم کے مغالطوں سے محفوظ رہو کیونکہ
چاہیے کہ جس بات پر بحث ہو اسی پر قائم رہے

اور اگر کوئی بات بحث سے جدا یا نتیجہ غیر مطلوب
پاوے اُسکو بلاتا مل رو کرے اس منالطہ کی چند
صورتیں جو اکثر آکے پڑتی ہیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں

۱۔ منالطہ تعلق آمیز وہ ہے جس میں جواب
دینے والا بد معاملی سے بحث کر نیوالے کے دل کو
یا جس کی کو قایل کرنا منظور ہو ایسی ترغیب دے کہ
اوسکے دل میں جوش یا تعصب پیدا ہو جائے یا اوسکی
دل کی سی کہنے لگے یا اوسکو بڑا دے کہ آپ اسی
ہیں اور ویسے ہیں یا جیادلا دے وغیرہ اکثر حقیقت
کی بات پر غصہ دلاتے ہیں یا ^{ٹھٹھ}مین اور ^{ٹھٹھ}اتے ہیں
^{ٹھٹھ}سے بھی حقیقت کی بات چپ جاتی ہے یا اوس
سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے چند مثالیں صحیح سی
اس غلطی کی یہاں لکھی جاتی ہیں جن سے اوسکا حال
بخوبی کئے گا۔

اگر کوئی نالایق فقیر تمہارے دروازے پر آوے

اور تم اس سے کہو کہ تو اس لایق نہیں ہے کہ تجکو
 خیرات دی جائے تو وہ فقیر اسکے جواب میں یہ کہے
 کہ بابا غریب پروری اور رحم کرنا غریبوں پر فرض ہے خیرات
 دینا سب پر فرض ہے یہ مثال مغالطہ تعلق آمیز کی ہے
 فقیر کی دلیل کا نتیجہ غیر مطلوب ہے کیونکہ غریب پروری اور رحم
 کرنا اور خیرات دینا عموماً فرض ہے اس میں کلام نہ تھا
 بلکہ اس میں تھا کہ آیا یہ فقیر خیرات دینے کے لائق ہے یا نہیں
 وہ فقیر سوال کا جواب نہیں دیتا بلکہ تعلق آمیز دلیلوں سے
 تمہارے دلوں کو کہتا ہے تاکہ تم رحم کما کر اسکو خیرات دیدو
 دوسری مثال بہت لوگ ہندوستان کو جو عورتوں
 کی تعلیم میں مزاحمت کرتے ہیں ثبوت کامل اس امر کا
 نہیں دیتے کہ تعلیم سے عورتوں کو یا ملک کو کیا نقصان
 ہوتا ہے بلکہ لوگوں کو تعلیم کی طرف سے پھرتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ یہ دستور نہیں ہے اپنی اسکیونکو اسکی
 میں بھیجنے سے ہمارے خاندان کی بدنامی ہوگی غمناک سبب

باتین کو بحث میں اصل مطلوب کو چھوڑ دینا اور جوش
و تعصب پیدا کرنا اور شیخی و لانا مغالطہ طلق امیر میں
داخل ہیں اس مغالطہ سے محفوظ رہنے کیواسطے
یہ چاہئے کہ اصل مطلوب کو بروقت مباحثے کے ہاتھ
سے نہ دے بلکہ اسی پر وہ بیان رکھے

یہ جاننا چاہئے کہ بروقت مباحثے کے ایسا جوش
و ترغیب دلا تا کہ بحث کو بخوالا راستی پر آوے اور
صحیح نتیجہ نکالے کچھ غلطی نہیں ہے

۲ مغالطہ تغیر مضمون اس بات کو یاد رکھنا چاہئے
کہ یہ بحث نتیجہ غیر مطلوب کی ہے یعنی نتیجہ مطلوب نہ
نکالا جائے بلکہ کوئی اور ایسی بات غیر مطلوب کہ اگر
تامم کی جائے تو بظاہر معلوم ہو کہ یہ وہی ہے غرض یہ
غریب یعنی تغیر مضمون جواب دینے والا اکثر اس مقصد
کیواسطے کرتا ہے کہ مباحثے میں جب وہ دیکھتا ہے
کہ میں اپنی بحث پر قائم نہیں رہ سکتا ہوں تو اس بحث

کو چھوڑ کر اور بات پر جو بالکل مختلف ہو یا بالکل منسوب بلکہ کچھ
 ہو بحث کرنے لگتا ہے مثلاً فرض کرو کوئی شخص ثابت
 کرنا چاہے کہ تیز نشے کا ایک قطرہ بھی پینا گناہ ہے مگر
 ثابت نہ کر سکے تو چالاکی سے بحث کو بدل کر کہنے
 لگے کہ تیز نشے کا بہت سا پینا گناہ ہے تو یہ بحث اول
 سے بالکل مختلف ہوگی یہ مغالطہ کئی طرح آکر پڑتا ہے
 مثلاً بعض جگہ لفظ مشترک یا عام نام استعمال کیا جاتا ہے
 اور جب ایک معنی قائم نہیں رہ سکتے تو مقابل والا
 دوسرے تیسرے معنی استعمال کرنے لگتا ہے
 مثلاً کوئی ثابت کرنا چاہے کہ فلاں نے لوگ خدا پر
 اس طرح ایمان لائے ہیں کہ اسکو بخوبی جانتے
 ہیں اور اُسکے احکام کو مانتے ہیں لیکن اسکو ثابت
 نہ کر سکے تو کہنے لگے کہ خدا کے وجود پر ایمان
 نہ کہتے ہیں تو یہ بحث بالکل جدیدی ہو جائیگی بعض جگہ الیسا
 ہوتا ہے کہ قضیہ جز یہ ثابت کیا جاتا ہے جب کہ

گمبہ ثابت کرنا چاہئے مثلاً بعض لوگ جب یہ نہیں
 ثابت کر سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب اچھا نہیں
 ہے تو اس بحث کو چھوڑ کر کہتے لگتے ہیں کہ بعض شخص
 اس مذہب کے اچھے نہیں ہیں پس وہ یہ نتیجہ
 نہیں ہے جو نکالنا چاہئے تھا اور اگر یہ ثابت ہی
 ہو جائے کہ بعض شخص اس مذہب کے اچھے
 نہیں ہیں تو کیا اصل دعویٰ سے یہ بات بالکل الگ ہے
 بعض دفعہ مقابلہ والا ہر وقت مباحثہ کے ایک
 مقدمہ کو چھوڑ کر دوسرے پر ہی باری باری سے
 بحث کرنے لگتا ہے جب ایک مقدمہ پر اعتراض نہیں
 ہو سکتا ہے تو دوسرے پر اعتراض کرنے لگتا ہے
 اور جب دوسرے پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے
 تو پہلے پر آجاتا ہے غرض کہ کسی بحث کو پورا نہیں
 کرتا ہے اگر بحث کرنے والا کم عقل ہو تو اسکو
 اس سے بڑھ کر اور کوئی مغالطہ نہیں پڑتا ہے کہ ایک

قضیہ کو چوڑ کر دوسرے پر چلا جاتا ہے ہمیشہ اوہر
 آدہر گھومتا پھرتا ہے کسی بحث پر سنجیدگی قائم نہیں
 رہتا ہے مذہبی مباحثوں میں سمجھنے اکثر دیکھا ہے کہ
 مقابلہ والا ایک مسئلہ پر اعتراض کرتا ہے اور پھر
 اوپر پڑے شور و غل کے ساتھ ذرا اٹھ کر تانسین کہہ پڑا
 جواب پاوے یا آپ رو کرے یا اقبال اپنے
 قایل ہونے کا کرے پس ایسے مغالطے سے محفوظ
 رہنے کیو اسطے یہ خوب طریقہ ہے کہ اگر کوئی لفظ اشتراک
 ہو یا عام ہو تو اول اس کے معنی مقرر کئے جائیں اور
 اولی ہی اول خوب بتا دیا جائے کہ اسی بحث سے
 اور پھر اگر مقابلہ والا ایک مقدمے یا قضیے کو چوڑ
 کر دوسرے مقدمے یا قضیے پر باری باری سے
 جانے لگے تو اسے مطلع کرتا رہے کہ جب تک
 ایک بات پر بحث پوری نہ ہو جائے دوسرے کو نہ پکارا
 ہم مغالطہ اعتراضوں کا مغالطہ اعتراضات کا

اوسکو کہتے ہیں جبکہ اعتراض کسی قضیے پر یا جو کوئی
 بات جیسے بحث ہو رہی ہو و اورو ہووے اور بہ سبب
 و اورو ہونے اعتراض کے اوس بات کو غلط قرار
 دیا جائے ؟

مغالطہ اعتراضوں کا بھی نتیجہ غیر مطلوب کی قسم سے
 ہے کیونکہ صرف اس قدر نتیجہ نکالنا کہ فلا نے قضیہ پر اعتراض
 ہو سکتے ہیں نتیجہ مطلوب نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا
 چاہئے کہ فلا نے قضیہ اعتراض زیادہ یا اوسکی
 اثبات صحت کی دلیلین زیادہ ہیں یعنی یہی بات
 ثابت کرنا چاہئے کہ آیا اعتراض دلیلوں سے
 زیادہ ہیں یا نہیں بہت باتیں ایسی ہیں جنکے
 ثبوت میں اس قدر دلیلین ہیں کہ کوئی اُنکے قبول
 کرنے میں کسی طرح کا تاامل نہیں کر سکتا ہے مگر
 با اینہم اون کے اوپر کچھ اعتراض ہو سکتے ہیں اگر کوئی
 مقابلہ والا اون باتوں پر بڑے شور و غل کے ساتھ اعتراض اٹھا کر

ظاہر کرے کہ ان باتوں کو روکنا چاہئے پس ہی
 معالطہ اعتراضوں کا ہوا مثلث مثلاً کوئی دوا ہو جس سے
 بیسیوں مریضوں کو فائدہ ہوا ہو مگر ایک آدمی دفعہ
 کسی کو نہ ہوا ہو تو یہ کہنہ کہ یہ دوا ناقص ہے
 غلط ہوگا یا مثلاً بیل کے ثبوت میں بہتیری پکی دلیلین
 ہیں کہ یہ کتاب خدا کی ہے اور سالہا سال سے تابہ
 آج تک بحسنہ بغیر تحریف چلی آتی ہے مگر تاہم چونکہ
 بعض جاہلہ وقت آسکے پڑتی ہے اور بظاہر چند
 اعتراض ہو سکتے ہیں اس سبب سے بعض آدمی کہنے
 لگتے ہیں کہ اس کو روکنا چاہئے یہ معالطہ اعتراضوں کا ہوا
 یہاں پر یہ سوال چاہئے کہ بیل کے الہامی ہونے
 اور بغیر تحریف رہنے کی زیادہ دلیلین ہیں یا نہیں
 اگر زیادہ ہیں تو تسلیم کرنا چاہئے ایک اور مثال غلط
 اعتراض کی یہ ہے کہ بعض آدمی امورات سلطنت
 میں رفاہ خلائق کی واسطے کسی طرح کا تغیر عمل میں آوے

تو اعتراض کر سکتے ہیں اگرچہ اس تغیر میں اس ملک کی بہت بہتری ہوتا ہے۔ بسبب دو ایک اعتراض کے بعض لوگ روک کرنے لگتے ہیں

جس میں اسے یہ کہ مغالطہ اعتراض کا واقع ہو تو اس کے جواب میں یہ قاعدہ برتنا چاہئے کہ جتنی دہلیلیں ثبوتِ صحت میں ہیں اس سے زیادہ اعتراض جب تک نہ ہوں اس وقت تک اس سے روکنا نہ چاہو اور کیا ہی شور و غل کیوں نہ مچے اس قاعدہ کو ہاتھ سے نہ دے ؟

۴ مغالطہ ثبوتِ جزئی کا یہ مغالطہ مغالطہ اعتراض کے برعکس ہے مغالطہ اعتراض میں جزئی پر اعتراض کر کے کلی کو روکتے ہیں اور اس میں جزئی کو ثابت کر کے دعویٰ کرتے کہ کلی ثابت ہے مثلاً فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ آیا فلانی کتاب اچھی ہے یا نہیں اور اس کے جواب میں کہا جائے

کہ چند بیانات اس کتاب میں اسچے ہیں اس سبب
 سے وہ کتاب اچھی ہے تو یہ مغالطہ ثبوت جزئی کا ہوگا
 کیونکہ جزئی کے حال سے کلی کی طرف دلیل پکڑنا ہے
 سوال اس بات میں تھا کہ وہ کتاب سب
 طرح سے اچھی ہے یا نہیں پس یہاں پر نتیجہ جزئی
 نکالنا جس صورت میں کھلی جا رہے غیر مطلوب ہے
 دوسری مثال فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ
 فلانی سرکار اچھی ہے یا نہیں تو اس کے جواب میں
 صرف دو تین باتیں اس عملداری کی اچھی ثابت کرنا
 کافی نہ ہوگا بلکہ کل باتوں پر غور کر کے نتیجہ نکالنا چاہئے
 اور اگر کل باتیں اچھی ثابت نہوں بلکہ جزوی باتیں تو
 نتیجہ یہاں پر غیر مطلوب ہوگا کیونکہ بحث ہماری کل پر
 تھی نہ جز پر غرض کہ مغالطہ ثبوت جزئی سے
 محفوظ رہنے کے واسطے کلی پر دلیل طلب کرنا
 چاہئے اور اس امر سے آگاہ کر دینا چاہئے

کہ اگر کل سوال کا جواب نہ ملے گا تو دلیل پوری نہ ہوگی
 اور واضح ہو کہ ہر بحث میں اس بات کا لحاظ رکھنا
 چاہئے کہ جتنی بات ہو اتنا ہی دعویٰ کرنا چاہئے
 نہ یہ کہ زیادہ کیونکہ اگر زیادہ دعویٰ کیا جائے تو کل بات
 نہ ہو سکے گی اور دلیل میں اعتراض منطاطہ جزئی کا
 پیدا ہوگا نتیجہ غیر مطلوب اکثر انہیں چار قسموں
 کے منطاطوں میں یعنی تملّی امیر اور منطاطہ تغیر مضمون
 اور منطاطہ اعتراض اور منطاطہ ثبوت جسری میں
 آکر چڑتا ہے ۴

اب یہاں پر چند قاعدہ عام واسطے دریافت
 کرنے صحت و لیاؤن کے لکھیں گے اور پہر بیان
 منطاطوں کا بالا جمال لکھ کر تمام کریں گے ۵

اول دلیل کو بصورت قیاس کرنا چاہئے
 اور دلیل خواہ ذبائی ہو یا تحریری اور تحریری خواہ
 کل کتاب میں یا باب میں یا فصل میں ہو بصورت

قیاس اس طرح لانا چاہئے یعنی دیکھو کہ آخری بحث
کیا ہے کیونکہ اکثر وہی نتیجہ ہوگا اور پھر یہ دریافت کر
کہ کس بنا پر وہ آخری بحث قائم ہے یعنی کن دلیلوں
سے وہ نتیجہ نکلا ہے اور وہ بنا یعنی دلیلیں مقدمات
ہونگے پس اس طرح قیاس بن جائیگا اور جب قیاس
بن جائے تو اس کی صحت اُن قاعدوں سے جو اسطرح
دریافت کرنے صحت قیاسوں کی مقررین دریافت کرنا چاہئے
اول یہ دیکھو کہ وہ قیاس اقترانی یا استثنائی ہے
اگر استثنائی ہے تو اوہ نہیں قاعدوں سے جو اسطرح
استثنائی کے مقررین صحت اس کی معلوم کرو

دوم اگر قیاس اقترانی ہو تو یہ دیکھو کہ اس میں کتنی چیزیں
سوم اگر صرف تین چیزیں ہوں تو یہ دیکھو کہ حد اوسط کئی
ہے یا نہیں اور یہ معنی مفرد استعمال کی گئی ہے یا نہیں۔
چہارم یہ دیکھو کہ دو نو مقدمات سا لیے ہیں یا
موجب اور اگر سا لیے ہیں تو معنایاً لفظاً اور اگر ایک

مقدمہ سالبہ ہو تو دیکھو کہ نتیجہ بھی سالبہ ہے یا نہیں
اگر دو مقدمات موجب ہوں تو یہ دیکھو کہ نتیجہ بھی موجب
ہے یا نہیں :

پہلے یہ معلوم کرو کہ جو جز نتیجہ میں کلی ہیں مقدمات میں
بھی کلی ہیں یا نہیں

مثلاً اگر قیاس بصورت شکل اول ہو تو یہ دریافت
کرو کہ موجب قول ارسطاطالیس کے ہے یا نہیں۔

پس اگر وہ قیاس ان سب تصویفوں سے خالی ہو تو
اوسکی صورت میں غلطی نہ تو یہ دریافت کرو کہ مقدمات
صحیح ہیں اور نتیجہ وہی ہے جو مطلوب تھا اور دریافت
اسطرح پر کرو کہ ہر ایک مقدمہ کو جدا جدا کر کے۔

پہلے یہ دیکھو کہ یہ مقدمہ بدیہی ہے یا نہیں۔
دوسرے۔ اگر بدیہی نہ ہو بلکہ محتاج ثبوت کا
ہو تو یہ دیکھو کہ وہ بنا یعنی دلیل جبر وہ قایم ہے
صحیح ہے یا نہیں :

تیسرے یہ دیکھو کہ مقدمات و حقیقت وہی ہیں جو نتیجہ
ہے یا نتیجہ پر موقوف ہیں

اگر مقدمات صحیح اور اعتراض سے خالی ہوں تو نتیجہ
کی طرف متوجہ ہو

پہلے یہ دیکھو کہ نتیجہ مطلوبہ ہے یعنی وہی ہے جو
اس دلیل میں چاہئے تھا

دوسرے یہ کہ نتیجہ وہی ہے جو بحث کر نیوالے
نے ثابت کرنا چاہا تھا یا بحث بدل گئی ہے

تیسرے یہ دیکھو کہ ثابت کرنا چاہئے تھا اوٹنا ہو
یا جذبہ اوسکا *

پس ان سب باتوں مذکورہ بالا پر لحاظ رکھنے
سے اگر کسی طرح کی غلطی دلیل میں ہو بخوبی معلوم ہو جائیگی
مناسطے کی ہر صورت پر جو ذیل کے بیان مجمل میں
لکھی ہے تا وقتیکہ اوسکی کیفیت بخوبی معلوم نہ ہو جا
اور ہر صورت کی مثال اپنی طرف سے نہ ہنسا سکی خوب

و بیان دینا اور غور کرنا چاہیے +
مغالطوں کا مجمل بیان

- ۱۔ مغالطہ صوری
- ۱۔ حد اوسط خبری
 - ۲۔ کلیت ناجائز
 - ۳۔ مقدمات سلسلہ
 - ۴۔ نتیجہ موجبہ مقدمات
 - ۵۔ سالیبوس یا پیکس اسکے
 - ۶۔ ایک قیاسین تین
 - ۷۔ خبر وفسی زیادہ کا ہونا
- ۸۔ اکثر اضعیف یا حد اوسط مشترکہ
- ۹۔ مغالطہ عارضی
- ۱۰۔ مغالطہ تقسیم و جمع

- ۲۔ مغالطہ معنوی
- ۱۔ اول مغالطہ مقدماتین
- ۱۔ مقدمہ نتیجہ پر موقوف
 - ۲۔ دور تسلسل
 - ۳۔ وجہ غیر موجبہ
- ۴۔ دوم مغالطہ نتیجہ میں یعنی
- نتیجہ غیر مطلوب
- ۵۔ مغالطہ تعلق آمیز
- ۶۔ مغالطہ تغیر معنوی
- ۷۔ مغالطہ اعتدال و توازن
- ۸۔ مغالطہ ثبوت خبری

دوسری فصل

بیان چند طریقوں استعمال منطق کا

منطق کے استعمال کیواسے چند طریقے ہیں جنکے جہذا
جدا نام مقرر ہیں اب ہمارا ارادہ ہے کہ اُن طریقوں کو
لکھیں اور اُنکے استعمال کا طور بتلا دیں یہ معلوم ہوگا
کہ عقل اگرچہ حقیقتاً ہمیشہ ایک ہی طور پر دوڑتی ہے
مگر ہم بھی بروقت مباحثہ کے جبکہ کسی بات کی حقیقت
ور یافت کیجائے یا کوئی غلطی رفع کیجائے تو دلیل لانے
کے طریقے ہیں کچھ نہ کچھ تغیر ہو جاتا ہے :

بیان استقرا کا

۱۔ استقرا اوسکو کہتے ہیں کہ چیزیت سے کلیت
معلوم کرنا یعنی چند باتوں سے اوس قسم کی کل باتوں
کے لئے کوئی قاعدہ عام نکالنا جب چند دفعہ ہم نے
دیکھا کہ جب ایک امر ہوتا ہے اوسکے ساتھ فلاں بات

ہوتی ہے پس اس سے ہم نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ اگر
 قسم کی جتنی باتیں ہیں سب ہمیشہ اسی طرح پر ہوتی ہیں
 ایک عام قاعدہ اور سب باتوں کے واسطے لکھ لیا ہے
 مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ سیسالاہ چاندی وغیرہ جب خوب
 گرم کئے جائیں تو گہل جائیں گے پس قاعدہ عام لکھا
 کہ وہ باتیں گہل جاتی ہیں دوسری مثال ہم دیکھا کہ گامی
 بہینس بکریان اور سینگ والے جانور جگالی کرتے ہیں
 پس قاعدہ نکلا کہ سینگ والے جانور جگالی کرتے ہیں
 تیسری مثال سیکڑوں مرتبہ آزمانے سے معلوم ہوا
 کہ خالص پانی جب اوسکے عناصر کیمیائی ترکیب سے جدا
 جدا کئے جائیں تو دو گاسین ہو جاتی ہیں اس حساب سے آٹھ
 حصہ آکسیجن اور ایک حصہ ہائیڈروجن پس نتیجہ نکلا کہ
 جتنا خالص پانی ہے دو عنصر سے یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن
 سے اس طرح پر کہ آٹھ حصہ آکسیجن اور ایک حصہ
 ہائیڈروجن مرکب ہے *

۲۔ اب جاننا چاہیے کہ بنیاداً استقراری اس یقین پر ہے کہ قدرتی قانون ایک ہی رہتے ہیں بدلے نہیں اور یہ یقین بھی شاید استقرا سے حاصل ہوا کیونکہ لڑکپن سے ہم دیکھتے ہیں کہ آفتاب برابر طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے اور رات اور دن بے دریغ ہوتے رہتے ہیں ایک ہی ترتیب پر ایک موسم آتا ہے جھون میں کلا ہوتا ہے اور درخت بڑھتے ہیں اور پھلتے پھوٹتے ہیں ایک ہی ترتیب پر پس دیکھتے دیکھتے ہمارے دل پر یہ یقین جم گیا ہے کہ قوانین قدرتی بدلے نہیں ایک ہی رہتے ہیں جب کئی ایک مرتبہ ہم دیکھتے ہیں کہ فلاحی واقعہ کے ساتھ فلاحی بات ہوتی ہے تو نتیجہ نکالتے ہیں کہ چونکہ قدرت کے قانون ہمیشہ ایک ہی رہتے ہیں اس سبب سے فلاحی واقعہ کے ساتھ فلاحی بات ہمیشہ ہوتی رہے گی *

۳۔ جتنی مرتبہ اور جب قدرتی امور کے ساتھ کوئی بات

دیکھی جاسے اوسیتقدراوسیکا استقرار کامل ہوگا یہ نہیں
 ہے کہ ایک بات کو ایک امر کے ساتھ دو ایک مرتبہ
 ہوتے ہوئے دیکھ کر ایک عام قاعدہ نکالنا کہ جب
 فلانا امر ہوگا تو اوسکے ساتھ فلانی بات ضرور ہوگی
 یہ غلطی اکثر واقع ہوتی ہے کیونکہ اکثر بار بار دیکھنے
 میں آتا ہے کہ جب کوئی بات کسی امر کے ساتھ دو ایک
 مرتبہ ہوتی ہو تو لوگ کہنے لگتے ہیں کہ اوس بات
 اور اوس امر میں علاقہ ضرور ہے مثلاً ہندو لوگ اکثر
 کہتے ہیں کہ گن پڑتے وقت لڑکے کا پید اہونا منجوس
 ہوتا ہے کیونکہ بعض مرتبہ آزمادیکھا ہے کہ جب ایسے
 وقت میں لڑکا پید اہوتا ہے منجوس ہوتا ہے اگرچہ اس
 بات کی کچھ اصلیت نہیں کیونکہ ہزاروں مرتبہ لڑکے کا پید اہونا
 ایسے وقت میں مسعود ہے اگر عمر بہرین دو تین مرتبہ
 کسی شخص کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ سفر کرتے وقت
 کوئی جانور اوسکے سامنے سے راستہ کاٹ کر نکل گیا

اور اس سفر میں کچھ خلل پڑ گیا تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا
چاہئے کہ مسافر تین جانور کا راستہ کاٹ کر نکل جانا شگون
بد ہے بلکہ برخلاف اسکے استقرار کامل سے حکم
بات ثابت ہو جائیگی کہ جانور کے نکلنے سے کچھ نہیں
ہوتا کیونکہ سیکڑوں مرتبہ جانور راستہ کاٹ کر
نکل گئے اور سفر بخیریت تمام ہوا *

جس قدر باتیں ہماری نظر سے گزرنی لگی اسی
قدر استقرار کا بڑھتا جاے گا *

استقرار کامل کہ جس میں کچھ بھی کسی طرح کا
شبہ ممکن نہ ہو جب ہو گا کہ ایک قسم کی کل
باتیں ہماری نظر سے گزر جائیں لیکن یہ امر
اکثر غیر ممکن ہے اور حقیقت میں کچھ ضرور
بھی نہیں ہے جب کہ طبیعت کے چند
نہی مرتبہ دیکھنے سے قرار واقعی اطمینان
ہو کہ ہاں یہ عام قاعدہ نکلتا ہے مثلاً

یہ خاصہ ورنہ نہیں ہے کہ تمام دنیا کے
 پانی کو جب اگر کے دیکھیں تاکہ یقین ہو جائے
 کہ پانی دو گاسون یعنی دو ہو اور ان سے مرکب
 ہے کیونکہ چند مرتبہ آزمانے سے دل کو
 قدر واقعی اطمینان اس امر کا ہو گیا
 ہے کہ پانی دو گاسون سے مرکب ہے غرض
 استقرار کامل جب ہو گا کہ ایک بات اتنی مرتبہ
 آزمائی جائے کہ دل کو یقین کامل ہو جائے
 اور جو نتیجہ نکالا جائے جائز ہو یقین جو
 استقرار سے حاصل ہوتا ہے یکسان
 نہیں ہے یعنی دلیل استقرار کی جب قدر
 کامل ہوگی اسی قدر یقین کامل ہوگا
 اگر کسی امر کو صرف چند ہی مرتبہ آزما کر
 دیکھا تو اس کے یقین میں شاید کسی قدر
 شک ہو گا اور جس بات کو بار بار آزما کر دیکھا

اوستکائین خوب پختہ ہوگا۔

۴۔ قریب تمام علموں کے استقرا سے حاصل ہونے
ہیں بار بار دہکتے دیکھتے اور آزمائے آزمائے عام قاعدہ
نکلے ہیں اور ان قواعدوں کے جمع کرنے سے علم بن گئے
ہیں علم ہیئت علم ترکیب زمین علم کیمیا علم طب وغیرہ
اسی طرح نکلے ہیں سیکڑوں برس کی آزمائش اور تحقیقات
سے بعض علم اس کاملیت تک پہنچے ہیں استقرا سے
اور بھی ان علموں کو پختگی ہو جائے گی کیونکہ تحقیقات
جدیدہ ہوتی جاتی ہے اور فی باتیں نکلتی جاتی ہیں۔

۵۔ دلیل استقرا کی سی طرح کیوں نہ ہو بصورت قیاس
ہو سکتی ہے اکثر تو دلیل استقرا بصورت قیاس
منحرف ہوتی ہے جسکا کبریٰ مقدر ہوتا ہے جب ایک
قسم کی چند چیزوں کے ایک سی حالت بار بار ہمارے
فطر سے گذرتی ہیں تو ہم نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ جو حال ان
چند چیزوں پر صادق آتا ہے وہی اوس قسم کی کل

چیزوں پر صادق آگیا یہی استقرار ہوا۔ اگر تہہ رتبہ قیاس لکھا جائے تو یوں لگے گا

۱۔ جو ہے ج۔ و۔ ر۔ پر صادق آتا ہے

ب جو ہے ج۔ و۔ ر۔ کی قسم میں ہے

اس سبب سے ا۔ ب۔ پر صادق آتا ہے

مثال اسکی یہ ہے —

جو بات کہ گامی بھیڑ بکری ہرن وغیرہ پر صادق آتی

ہے غالباً سب سینک دار جانوروں پر صادق آئے گی

جنگلی کرنا گامی بھیڑ بکری ہرن وغیرہ پر صادق آتا ہے

پس جنگلی کرنا غالباً سب سینک دار جانوروں

پر صادق آتا ہے —

استقرا میں اول صرف یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ظانی

عام بات ایک قسم کی چند چیزوں میں پائی جاتی ہے

اور پھر یہ نتیجہ لکھتے ہیں کہ اس قسم کی کل چیزوں میں

یہ بات پائی جاتی ہے اور یہی مثال دیکھنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ ایسی دلیلوں سے استقرا میں کبریٰ مقدر

ہوتا ہے اور وہ گہری بقدر کوئی ایسا قضیہ ہوتا ہے
جیسا کہ جو بات فلانی قسم کی چند چیزوں پر صادق آتی ہے
وہی اوس قسم کی کل پر صادق آئیگی

دلیلون استقرا کو بھی جدا جدا کر کے بصورت قیاس
رکھ سکتے ہیں مثلاً سیسہ پگھل جاتا ہے پس بعض دہات
پگھل جاتی ہے چاندی پگھل جاتی ہے پس بعض دہات
پگھل جاتی ہے پس ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ گہری سیسہ
دہات ہے چاندی دہات ہے مقدر ہے اگر یہ استقرا
بصورت قیاس لکھا جائے تو یوں ہوگا۔

سیسہ دہات ہے	} استقرا اول بصورت قیاس
سیسہ پگھل جاتا ہے	
پس بعض دہات پگھل جاتی ہے	
چاندی دہات ہے	} استقرا دوم بصورت قیاس
چاندی پگھل جاتی ہے	
پس بعض دہات پگھل جاتی ہے	

ان سب قیاسوں استقرائی کو بلا کر ایک کر دیتے
ہیں اور پھر عام قاعدہ اور نفسہ نکلتا ہے مثلاً
سیسہ چاندی سونا لوہا وغیرہ دہات ہیں
یہ دہاتین پگھل جاتی ہیں

پس دہاتین پگھل جاتی ہیں

بیان استخراج کا

استخراج ٹھیک ٹھیک استقرا کے برعکس ہے
استقرا میں جزیت سے کلیت ثبوت کی جاتی ہے اور استخراج
میں کلیت سے جزیت ثابت کی جاتی ہے استقرا سے ہمو
یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ فلانی چیزین زہر دار ہیں پس
اس عام قاعدے سے جو ہمو معلوم ہوا ہے یہ نتیجہ نکالتے
ہیں کہ اگرچہ ان زہر دار چیزوں میں سے کوئی بھی کسی شخص
نے کھالی ہے تو اس پر زہر نے اثر کیا ہوگا اسی کو استخراج
کہتے ہیں اسی طرح اگر کوئی نیا جانور سینگ وار کہیں
ملے تو ہم نتیجہ نکال لیں گے کہ یہ جگالی کرنے والا ہے

کیونکہ یہ عام قاعدہ دلیل استقرا سے معلوم ہو چکا ہے
 کہ سببگ دار جانور جگالی کرتے ہیں غرض استخراج
 کلیت سے جزیت پر دلیل لانے کو کہتے ہیں اور استقرا
 جزیت سے کلیت پر دلیل لانے کو کہتے ہیں

بیان تمثیل کا

تمثیل میں استقرا اور استخراج کچھ کچھ دونوں پاسے
 جاتے ہیں استقرا میں جزیت سے کلیت پر دلیل لاتے
 ہیں تمثیل میں ایک جز سے دوسری جز پر یعنی ایک
 چیز سے دوسری چیز پر حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً کوئی
 نتیجہ نکالے کہ فلا نے باغی کا انجام بُرا ہو گا کیونکہ نانارا
 باغی کا انجام بُرا ہوا شاید یہاں پر استقرا اور استخراج دونوں
 پاسے جاتے ہیں کیونکہ تمثیل نانارا وہ ہے استقرا کے
 طور پر یہی بات نکلتی ہے کہ کل باغیوں کا انجام بُرا ہوتا
 ہے پس چونکہ یہ آدمی باغی ہے اس سبب سے
 اس عام قاعدے سے استخراج کے طور پر یہ بات نکلتی ہے

کہ اسکا بھی انجام بُرا ہوگا لیکن رسول نے جو گنہگار تھے
 کی ہلاکت کا (۲ پطرس ۲-۴-۹) اور قبل طوفان نوح
 جو لوگ دنیا میں آباد تھے انکا اور سدوم و غمورا
 کے لوگوں کا حوالہ دیا ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ شریر
 بذاتِ سرِ پائین گے وہ دلیلِ تمثیل ہے یہ طریقہ
 دلیل لانے کا بہت صاف اور صحیح ہے کچھ حاجت اور
 مثال لانے کی یہاں پر نہیں ہے

بیانِ قرینہ کا

۱۔ عام مجاورے کے مطابق قرینہ کے معنی مشابہت
 کے ہیں اور مشابہت کئی طرح پر ہے یا صورتی یا معنوی
 یا نسبت کی مثال اول قرینہ صورتی جیسے زمین اور چاند
 دونوں کا گول ہونا اور دونوں کا اپنے اپنے محوروں پر گھومنا
 مثال دوم قرینہ معنوی کہ جیسے بازو و مچھلی کا اور پرند کا
 کہ دونوں واسطے ایک ہی مطلب کے ہیں یعنی واسطو
 اور نے اور دوڑنے کے مثال تیسری قرینہ نسبت

جیسے ملک کا صدر مقام دلا السلطنت ہے اسی طرح جسم
کا صدر مقام دل ہے دیکھو یہاں پر جو نسبت ملک کو اپنی
دار السلطنت سے ہے وہی جسم کو اپنے دل سے ہے
پس یہ مثال مشابہت نسبت کی ہوئی :

قرینہ کی رو سے دلیل لانے میں اس طرح نتیجہ
نکالتے ہیں کہ جب ایک چیز دوسری چیز سے چند باتوں
میں مشابہت رکھتی ہے تو اور باتوں میں بھی مشابہ
ہوگی اور بیشک جس قدر مشابہت ہوگی اوس قدر دلیل
پختہ ہوگی ایک دلیل قرینہ کی مندرجہ مثال ذیل ہے
مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں سیاروں
عطار و مشتری زحل وغیرہ سے بہت باتوں میں مشابہت
رکھتی ہے سب زمین کی مثل ذی جرم معلوم ہوتے ہیں
سب آفتاب کے آس پاس گردش کرتے ہیں اور اس
سے روشنی حاصل کرتے ہیں جیسے زمین کا حال ہے اور جو
ہماری زمین کے اپنے محور پر گھومنے سے دن اور رات

ہوتے رہتے ہیں اسی طرح دن میں بھی دن اور رات ہو
 رہتے ہیں پس جب ہم نے دیکھا کہ یہ سیارے بہت باتوں
 میں ہماری زمین سے مشابہت رکھتے ہیں تو قرینہ سے ہم
 نتیجہ نکالتے ہیں کہ جیسے زمین آباد ہے ویسے وہ بھی آباد ہیں
 ۲۔ دلیل قرینہ و دلیل استقرا اور تمثیل دونوں سے مشابہت
 رکھتی ہے مگر استقرا سے مختلف اس بات میں ہے کہ استقرا
 میں جزئیات سے کلیت پر دلیل لائی جاتی ہے لیکن قرینہ
 میں ایک بات سے دوسری بات ثابت کی جاتی ہے۔
 استقرا میں کئی چیزوں کو ایک دوسرے کے مشابہ دیکھکر
 نتیجہ نکالا جاتا ہے اور اس میں ایک چیز کو دوسری چیز سے
 چند باتوں میں مشابہت دیکھ کر قرینہ سے نکال لیا جاتا
 ہے کہ اور باتوں میں بھی مشابہ ہونگے قرینہ تمثیل سے
 اس بات میں مختلف ہے کہ تمثیل میں ایک چیز کو دوسری
 چیز سے مشابہ دیکھ کر ہم دلیل لاتے ہیں لیکن قرینہ میں
 چیز کو دوسری چیز سے کچھ باتوں میں مشابہ دیکھ کر قرینہ سے

معلوم کر لیتے ہیں کہ باقی اور باتوں میں بھی مشابہت کتنی
 ہیں اس قسم کی دلیل کی ایک اور مثال یہ ہے
 اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ پیل میں ایسے مثلاً
 ہیں جو سمجھ میں نہیں آتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم یہ بتا
 کہیں کہ خلقت اور الہام دو تو اس لئے لانا تھا خدا کے
 کام ہیں تو اس بات میں خلقت اور الہام دو تو ایک
 ہوئے اب چونکہ خلقت میں بہتری باتیں ایسی ہیں کہ
 سمجھ میں نہیں آتی ہیں اسی سبب سے غالب ہے
 کہ الہام میں بھی بہتری باتیں ایسی ہوں جو سمجھ میں آئیں
 اور جیسے زمانہ بزمانہ غور کرنے سے بہید خلقت کے
 گہلتے جاتے ہیں اسی طرح الہام کا حال ہوا و حقیقت ہو
 ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ بزمانہ غور کر نیسے وہ باتیں کلام الہی
 کی جو بظاہر مشکل معلوم ہوتی تھیں روشن ہو جاتی ہیں
 ۳- دلیل قرینہ بھی بصورت قیاس ہو سکتی ہے
 جیسا کہ اور سبب دلیلوں کا حال ہے مثلاً فرض کرو کسی ایسی جانور

کی کمانگر جیسو سمجھنے کہی نہ کیا ہو کہین پر بلے اور ہم دین
کہ اوس کمانگر کے تیز دانت ہیں اور تیز پنج تو قمری سے
در یافت کر لین گے کہ یہ جانور شکاری تھا اگر یہ دلیل قریب
بصورت قیاس لکھی جائے تو یوں ہوگی۔

جن جانوروں کے تیز دانت اور تیز پنج ہوتے ہیں
وے شکاری ہوتے ہیں

اس جانور کے تیز دانت اور تیز پنج ہیں
پس یہ جانور شکاری ہے

اسی طرح ایک مثال بیل کی جوابی اوپر ہو چکی ہے
بصورت قیاس ہو سکتی ہے

خلقت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس
لا انتہا خالق کے کام میں بعض باتیں ایسی ہوں جو انسان کی
سمجھ میں نہیں آتی ہوں

الہام اوس لا انتہا خالق کا کام ہے

پس الہام میں بعض باتیں ایسی ہوں جو انسان

کی سمجھ میں نہ آتی ہوں +

دلیل قرینہ بڑی ہوشیاری سے لانا چاہئے کیونکہ
 بغیر دیکھی بات میں اکثر گنجائش اعتراض کی ہوتی ہے
 اور بہتری چیزیں ایسی ہیں جو بعض باتوں میں باہر گیر
 مشابہت رکھتی ہیں مگر کل باتوں میں نہیں مثلاً اگرچہ زمین
 سیاروں و طار و مشتری زحل وغیرہ سے بہت باتوں
 میں مشابہت رکھتی ہے تاہم یہ یقین کامل ہم یہ نتیجہ
 نہیں نکال سکتے ہیں کہ وہ زمین کی مثل آباد ہیں
 کیونکہ شاید حالت گرمی و سردی اور پانی اور جو جو
 چیزیں زندگی کے لئے چاہئے زمین کے مثل اون سیاروں
 میں نہ ہوں تو وہاں پرورش جان کی غیر ممکن ہے

بعض یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ حیوانات اور نباتات کے
 درمیان میں بڑھنے اور گھٹنے اور مرنے میں مشابہت
 ہے حیوانات مع انسان اور نباتات دونوں ایک ٹھیک
 ایک ہی طور پر نیست ہو جاتے ہیں لیکن یہ نتیجہ

نکالنا غیر جائز ہے کیونکہ حیوانات ذی حس و حرکت جسم
ہیں اور اس بات میں حیوانات نباتات سے مشابہت
نہیں رکھتے ہیں ہر ایک وجود میں بڑا فراق ہے ذرا
سی مشابہت دیکھ کر نتیجہ نکالنا کہ وہ مرتے بھی
اسی طرح ہونگے کسی طرح جائز نہیں ہے
پس بڑی ہوشیاری سے قرنیہ کا استعمال کرنا چاہیے
دلیل قرنیہ اور ویلنوں کے استحکام کے واسطے لائق
ہیں ایسا کم ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود دلیل ہو

علت سے معلول ثابت کرنا اور معلول سے علت
ثابت کرنا ادنیٰ سے اعلیٰ کو ثابت کرنا یہ تینوں دلیل کی ہوتی
ہیں ان صورتوں کا اور ان کے استعمال کرنے
کے طریقے کا بیان ہم بیان پر لکھتے ہیں۔

۱۔ علت سے معلول ثابت کرنا اوسکو کہتے ہیں کہ سبب
معلومہ سے مسبب دریافت کئے جائیں اور قواعد یا قوانین
مقررہ سے نتائج نکالے جائیں غرض کہ وجود علت

سے وجود معلول کا نتیجہ نکالنے کو علت سے معلول ثابت
 کرنا کہتے ہیں مثلاً جس وقت آفتاب طلوع ہو گا ہم جانتے
 ہیں کہ دن ضرور ہو گا کیونکہ آفتاب چشمہ روشنی کا ہے
 طلوع ہونا آفتاب کا علت ہے جس سے وجود معلول لگتی
 دن کا ہونا ثابت ہوتا ہے یا اگر چاند آفتاب اور زمین کے
 درمیان آجائے تو ضرور گمن پڑے گا پس دیکھئے
 یہاں پر حایل ہونا چاند کا علت ہے جس سے وجود
 معلول کا یعنی گمن کا پڑنا ہوتا ہے یا اگر ہم سنیں کہ کسی
 شخص کو باولے کتے نے کاٹ کھا یا ہے تو ہم
 جان لیں گے کہ وہ شخص کتے کی بیماری سے مر گیا ہو
 اسی طرح جب ہم نے جانا کہ خدا رحیم اور کریم قدوس
 و حاکم حقیقی ہے تو ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسان
 پر رحمت کی نظر رکھتا ہے اور بانی گناہ کا نہیں ہے
 علم ریاضی میں اس قسم کی دلیل کی بہت مثالیں
 پائی جاتی ہیں کیونکہ علم ریاضی میں چند قواعد مقررہ

یا اصول موضوع سے نتایج ثابت کئے جاتے ہیں یا یہ
ثابت کیا جاتا ہے کہ فلمان دعوی غلط ہے مثلاً
ایک قاعدہ یہ ہے کہ خطوط متوازی یہ کہی نہیں ملتے
ہیں پر جہاں کہیں کسی دعویٰ میں ایسا سبب آکر
پڑے تو ہم ثابت کرینگے کہ یہ خطوط کہی نہ ملین گے کیونکہ
متوازی یہ ہیں یا یہ ثابت کرینگے کہ یہ خطوط مل جائیں گے
کیونکہ متوازی یہ نہیں غرض اسی طرح پر بہت اور
نتایج ثابت کر لیتے ہیں اور سب معلوم سے اسی
طریق پر بحث کیجاتی ہے۔

۲ معلول سے علت ثابت کرنا یہ ٹھیک اول کے
برعکس ہے اس میں معلول سے علت ثابت
کیجاتی ہے مثلاً جب چاند گھن پڑتا ہے تو چاند کا عکس
زمین پر گول پڑتا ہے پس اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ زمین گول ہے عکس گول پڑا معلول ہے جس سے
علت یعنی زمین کا گول ہونا معلوم ہوتا ہے اس

قسم کی دلیل کی بہتری مثالین اوس موقع پر آتی
ہیں جہاں کہ وجود معلول سے وجود علت کا ثابت کرنا
چاہتے ہیں خون کے مقدمے میں اکثر اس امر کی تحقیقات
کہ کس چیز سے قتل ہوا اور کس کس طرح پر ہوا اسی طریق
پر کرنے سے قائل معلوم ہو جاتا ہے

اسی دلیل کی رو سے ہم اپنا وجود اور خلقت کا
وجود اور طرح طرح کی حکمتیں وغیرہ دیکھ کر خدا کا وجود
اور اوسکی ذات و صفات ثابت کرتے ہیں اسی طرح
ہم دیکھتے ہیں کہ پیل کی تعلیم نہایت عمدہ ہے اور وہ وہ
باتیں پائی جاتی ہیں کہ انسان کی طاقت و لیاقت سے
باہر ہیں پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیل الہامی کتاب
ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کتاب کی تعلیم بڑی ہو اور
اوسکی نسبت کوئی دعویٰ کرے کہ یہ کتاب آسمانی ہے
تو ہمیں ثابت ہو جائیگا کہ یہ صرف آدمی کی بنائی ہے +
اس قسم کی دلیل کو بڑی ہوشیاری اور خبرداری

سے استعمال کرنا چاہئے جب تک علت اور معلول کے
 درمیان کوئی علاقہ قرار واقعی نہ پایا جائے اور سوقت
 تک کچھ نتیجہ لکھا نہیں چاہئے ورنہ صورت مغالطہ
 وجہ غیر موجبہ کی پیدا ہو جاگی جو جو باتیں مغالطہ وجہ غیر موجبہ
 محفوظ رہنے کی واسطے اوپر بیان ہو چکی ہیں اون کا
 لحاظ یہاں پر بھی رکھنا چاہئے :

۳۔ ادنیٰ سے اعلیٰ کو ثابت کرنا اس دلیل میں
 کسی امر یا دعویٰ مسلمہ سے اوسی قسم کے کسی اور امر
 یا دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں اور جو امر یا دعویٰ کو ثابت
 کیا جاتا ہے اس کو تسلیم کرنے کی واسطے اس سے بھی بڑے
 ثبوت ہوتے ہیں جتنا کہ اس امر یا دعویٰ مسلمہ کے ثبوت
 کے لئے ہوتے ہیں یہ دلیل اس صورت کی ہوتی ہے

۱۔ برابر ہے ب۔ کے

ج۔ ۱۔ سے بڑا ہے

پس ج۔ ب سے بڑا ہے

مسیح اپنے شاگردوں اور لوگوں کے ساتھ بارہا اس
 قسم کی دلیل لایا مثلاً (دیکھو متی ۶-۲۸-۳۰) اور پوشاک
 کی کیون فکر کرتے ہو جنگلی سوسن کو دیکھو کیسے بڑھتے
 ہیں وئے نہ محنت کرتے نہ کاٹتے ہیں پرین تھیں کتیا
 ہوں کہ سلیمان بھی اپنی ساری شان و شوکت میں اونہیں
 سے ایک کی مانند پہنے نہ تھا پس جب خدا میدان
 کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جاتی ہوں
 پہناتا ہے تو کیا تمکو اسے سست اعتقاد و زیادہ نہ پہنایا
 اگر یہ دلیل بصورت قیاس قائم کیا جائے تو یوں ہوگی
 جنگلی سوسن اور گھاس کو پوشاک دی
 تم اونسے بہت بڑے ہو
 پس تمکو بہت زیادہ پوشاک خدا بخشے گا
 دوسری مثال (متی ۱۲-۱۰-۱۲) اور دیکھو وہاں
 ایک شخص تھا جسکا ہاتھ سوکہ گیا تھا تب اونہوں نے
 اس ارادہ سے کہ اوس پر نالش کریں اوس سے پوچھا کہ کیا

سبب کے دن چنگا کر ناروا ہے او سنے اونہین کہا کہ
 مین سے ایسا کون ہے کہ جسکے پاس ایک بیٹر ہو اگر وہ
 سبب کے دن گرے ہے مین گرے وہ او سے پکڑ کو نہ لگا
 پس آدمی بیٹر سے کتنا بہتر ہے اسلئے سبب کے دن
 نیکی کرنا روا ہے ۴

غرض اسی قسم کی دلیل کو ادنیٰ سے اعلیٰ کو ثابت
 کرنا کہتے ہیں جس میں قضیہ مسلمہ ایسا صاف نہیں ہوتا جیسا
 کہ او سے قضیہ کی جو مسلمہ سے ثابت ہوتا ہے تسلیم کرنے
 کی دلیلین سنجہ ہوتی ہیں ۴

بیان مجمل

دلیل کئی طرح پر ہے

۱۔ استغراقی
 ۲۔ استثنائی
 ۳۔ تفسیری
 ۴۔ قرینہ

۵۔ علت سے معلول ثابت کرنا

۶۔ معلول سے علت ثابت کرنا

۷۔ ادنیٰ سے اعلیٰ کو ثابت کرنا

خاتمہ

منطق کے بیان سے فراغت پائی اب صرف اتنا اور
 رہا ہے کہ ایک آدھ بات خاتمہ کے طور پر لکھیں مگر حال
 منطق کا جس قدر کہ سکھلایا جاتا ہے اس کتاب میں موجود
 ہے اگر کوئی شخص ازراہ دہو کا وہی اپنا علم جتانے
 کو کسی طالب علم سے یہ دعویٰ کرے کہ اس کتاب میں
 کل حال علم منطق کا نہیں لکھا ہے منطق بہت بڑا علم ہے
 اس در اسی کتاب میں نہیں سما سکتا ہے تو اس بات
 پر ہرگز یقین نہ لانا چاہئے *

مطالب اور معنی صحیح منطق کے جیسا کہ متقدمین اور
 متاخرین سکھلاتے چلے آئے ہیں اس کتاب میں
 موجود ہیں جو کچھ حال علم منطق کا اور کتب ابون کے پرفہ
 سے آتا ہے وہ سب اس کتاب سے حاصل ہے
 جو کچھ کتاب میں علم منطق کی اس ملک میں مروج ہیں ان کا
 پڑھنا اس غرض سے چاہئے کہ مختلف طرز بیان اور اصطلاحات

وغیرہ سے کہ ہر کتاب کی مختلف ہونے میں واقف ہو جا
اور استعمال میں لائے *

مگر کوئی طالب علم یہ نہ سمجھے کہ ایک آدھ کتاب یا
بہت سی کتابیں علم منطق کی اگرچہ وہ کامل ہی کیون نہوں
پڑھ لینے سے منطقی ہو جائیگا اگر کوئی اس کتاب کو پڑھ
اوسکے اصطلاحات اور قواعد اور الفاظ بزرگان یاد کرکے
اوسکو تہ کر رکھے اور اوسکو استعمال میں نہ لائے تو منطقی
نہ ہو جائیگا کیونکہ کاربکثرت ہے ہر علم و ہر مین ملکہ چاہئے
کارگیر دن کو دیکھو کہ اول ہتھیاروں کے نام اور اونکے
استعمال کرنے کے طریقوں سے واقف ہو کر بعد
روز قرہ اون ہتھیاروں کو کام میں لائے ہیں تو کمین ایک
مدت میں جاسکے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی طرح پیمائش
کو دیکھو کہ بعد جاننے قواعد پیمائش کے ایک مدت تک
اوسکی مشق کرتا ہے تو پیمائش میں پختہ ہو جاتا ہے
علی نہ القیاس ہر شخص کو قبل اس سے کہ وہ اپنے کو

منطقی کلام دے اس علم کے استعمال سے واقف ہونا ضرور ہے
 اصول اور اصطلاحات اور قواعد اس علم کے اول
 خوب سمجھنا چاہئے اور پھر روزمرہ محبت کے ساتھ بحث
 کرنے کے لئے ملکہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے
 ہمیشہ اپنی اور اوروں کی غلطی پکڑنے کی اور مغالطوں کے
 جاننے کی کوشش کرتا رہے جو دلیل کہ پیش آئے
 خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری خوب غور کے ساتھ دیکھنے
 کی عادت ڈالنی چاہئے ہر دلیل کی صورت اور سختی اور
 خامی پر ہمیشہ نظر رہے جہاں کہیں کوئی پختہ اور قوی دلیل
 دیکھتے ہیں آئے اوسکو اپنے واسطے ایک نمونہ سمجھنا
 چاہئے جو شخص ان سب باتوں پر لحاظ رکھے وہ منطقی
 ہو جائیگا پس غرض یہ ہے جو شخص ایسا کرے اوسکا
 ذہن بڑھ جائیگا مثلاً اوسکے خیالات میں خوب صفائی
 اور روشنی آجائیگی اگر ذہن میں صفائی اور روشنی نہ ہو
 تو اندیشہ ہے کہ وہ شخص آپ دھوکا کھائے

اور اورون کو دھوکے میں ڈالے جو شخص علم منطبق میر
ملکہ کامل حاصل کر لے اوسکا سوچ بہت درست ہو جائیگا
ہر بات کی رگ و پے کو خوب صفائی کے ساتھ سمجھ
لے گا اور بیان کر دے گا تو اسی ذہنی مین ایسی سیانی
آجائیگی کہ فوراً کسی طرح کا مغالطہ ہو دریافت کر لے گا
اور تہلادے گا :

دوسرے ان سب باتوں مذکورہ بالا پر لحاظ رکھنے
سے ذہن میں بڑی قوت آجاتی ہے جو آدمی خوب تربیت
پافتہ نہواو سکا ذہن کمزور ہوگا اور اس لایق نہ ہوگا
کہ کسی حقیقت کو دریافت کر سکے اور اگر کوئی حقیقت پافتہ
ہو بھی گئی تو اوسپر قائم رہنا مشکل پڑتا ہے منطق کے
پڑنے سے طبیعت انسان کی زور پر آجاتی ہے اور
اس لایق ہو جاتا ہے کہ مشکل سے مشکل بات ہو
اوسکو حل کر لے :

تیسرے ان سب باتوں مذکورہ بالا پر لحاظ رکھنے

سے ذہن آراستہ و پیراستہ ہو جاتا ہے خدا کی بنائی ہوئی
 جن جن چیزوں سے ہم واقف ہیں اون میں سب سے عمدہ
 چیز ہم دیکھتے ہیں کہ ذہن ہے لیکن اس سے بڑھ کر
 افسوس و حقارت کی بات کیا ہے کہ ذہن کسی کا جہت
 سے بہرا ہو اور خطا و غلطی کی راہوں میں بہک رہا ہو اور اس
 سے بڑھ کر اور کیا خوبصورتی ہے کہ ذہن کیسکا تیز و درست ہو
 اور نور و صداقت اور حقیقت سے معمور ہو۔ ان سب باتوں
 مذکورہ بالا کے حاصل کرنے کی واسطے جو جو وسائل قومی
 ہیں انہیں سے ایک علم منطبق ہے :

تمام شد

امتحان کے لئے چند سوالات

مقدمہ

منطق کسکو کہتے ہیں

منطق کو علم کب کہنا چاہئے اور فن کب

کیا عقل فقط ایک ہی طور سے نتیجہ صحیح نکال سکتی ہے

علم منطق کے سیکھنے سے عقل میں کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے

علم منطق کے حق میں بعض آدمی کیا سمجھتے ہیں

علم منطق ابتدا میں کن لوگوں میں تھا

اول یہ علم کس قوم میں ایجاد ہوا

یہ علم سلسلہ وار اس زمانہ تک کس طرح پہونچا

اس علم کے مشہور مصنفوں کا نام اور ان کا زمانہ بیان کرو

فی الحال اہل اسلام میں یہ علم کس صورت پر پایا جاتا ہے

پہلا حصہ

علم منطق ذہن سے کونسی صورت میں علاقہ رکھتا ہے

ذہن کیا شے ہے

حواس خمسہ کا نام کو

محسوس کسکو کہتے ہیں معقول کسکو کہتے ہیں

علم منطق ذہن کی کونسی تین باتوں سے متعلق ہے

تصور کسکو کہتے ہیں

تصدیق کسکو کہتے ہیں تصدیق کو قضیہ کس حالت میں کہتے ہیں

دلیل اور برہان کسکو کہتے ہیں

غور اور مقابلہ کرنا اور قوت تفریقہ اور قوت جنبی کونسی

ذہنی قوتوں کو کہتے ہیں

قوت ناطقہ کا کچھ بیان کرو

لفظ کی تعریف کرو

پہلی فصل

تصور کی تعریف اور اسکی قسمیں بیان کرو

دوسری فصل

تصور اور اسم میں کیا فرق ہے

اسم مفرد اور مرکب اور جزئی اور کلی کس کو کہتے ہیں
لفظ کو نسبی حالت میں تمام اور ناقص کہا جاتا ہے
اسم بالنسبت اور بالنسبت کس حالت میں کہا جاتا ہے
اسم مشترک اور غیر مشترک اور مترادف کی تعریف بیان کرو
اسم ثنائی و تضادہ میں کیا فرق ہے

تیسری فصل

جنس اور نوع کی تعریف بیان کرو
اقسام جنس بیان کرو اور ان کی مثال دو
تقسیم اجناس اور ان کی کس بات پر منحصر ہے
فصل کس کو کہتے ہیں
عرف کس کو کہتے ہیں

اور ان کی مثالوں کے بناو

چوتھی فصل

میراث کس کو کہتے ہیں

میراث کی ترکیب میں ان کو کون چیزیں داخل ہیں

مترن کے طور پر ہو سکتا ہے

قواعد مترن بیان کرو

دوسرا حصہ

پہلی فصل

قضیہ کسکو کہتے ہیں مع مثال کی بیان کرو

موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ کسکو کہتے ہیں

قضیوں کی قسمیں بیان کرو

مادہ کسکو کہتے ہیں

مادہ میں کے صورتیں ہیں

مادہ نسبت کے قواعد بیان کرو

دوسری فصل

علم منطق میں لفظ کام کسکو کہتے ہیں

موضوع کی کلیت اور جزیت کس بات پر موقوف ہے

اور محمول

کوئی سے چار قواعد کام کیوں سطر ہیں

تیسری فصل

عکس کسکو کہتے ہیں
 معکوس اور غیر معکوس کسکو کہتے ہیں
 عکس کو نسی صورت میں بھیج ہوگا
 عکس کے قسم ہیں اور ان کے نام مع مثال کے بیان کرو
 عکس کرنیکا قاعدہ کیا ہے

چوتھی فصل

نقیض کسکو کہتے ہیں
 نقیض کے طرح ہوتا ہے مع مثال بیان کرو
 نقیض کے قواعد بیان کرو

تیسرا حصہ

پہلی فصل

دلیل اور حجت کی تعریف بیان کرو
 دلیل میں کونسے دو جز اعلیٰ ہیں ہر ایک کا نام مع تعریف اور مثال بیان کرو
 قیاس کسکو کہتے ہیں ؟

نتیجہ کسکو کہتے ہیں

قیاس کے جزو ن کا بیان کرو

اکبر اور اصغر اور حد اوسط کسکو کہتے ہیں

قول اوسطا لیس کسکو کہتے ہیں

قیاس کے قانون بدیہی بیان کرو

سات قاعدے جو واسطے چاہئے قیاس کو ہیں بیان کرو

دوسری فصل

شکل کسکو کہتے ہیں

چاروں شکلوں کا بیان کرو

چاروں شکلوں کے قاعدے بتلاؤ

ہر ایک شکل کے استعمال کی صورت بیان کرو

تیسری فصل

ضرب کسکو کہتے ہیں

ہر شکل میں کتنی صحیح ضربیں ہیں

ضرب کا ملہ کسکو کہتے ہیں

غلط کسکو کہتے ہیں

چوتھی فصل

قیاس استثنائی کسکو کہتے ہیں

اوسکو اتصالی کب کہتے ہیں اور انفصالی کب

مقدم اور تاالی کسکو کہتے ہیں

قیاس اتصالی کے تین قاعدے بتلاؤ

قیاس اتصالی کو مثبتہ کب کہتے ہیں اور منفیہ کب

قیاس اتصالی کو اقترانی کی طرف کیسے پہنچتے ہیں

قیاس انفصالی کا کیا قاعدہ ہے

پانچویں فصل

قیاس مرکب استثنائی کسکو کہتے ہیں

اس قیاس کی کے صورتیں ہیں

اس قیاس کی صحت دریافت کر نیکی واسطے کون قاعدہ ہے

چھٹی فصل

قیاس مخفف کسکو کہتے ہیں

اس قیاس سے پورا قیاس کیونکر بن سکتا ہے
 اس کا قاعدہ بیان کرو
 قیاس سلسل کسکو کہتے ہیں
 قیاس سلسل میں دلیل کی کیا صورت ہے
 قیاس سلسل میں چانچنے کے لئے کیا قاعدہ ہے
 قیاس سلسل کو پورے قیاسوں میں لائیکے لئے کیا قاعدہ ہے
 قیاس سلسل کا عکس بیان کرو
 قیاس سلسل استثنائی کسکو کہتے ہیں
 قیاس سلسل استثنائی اقترا فی کیونکر بناتے ہیں
 چوتھا حصہ
 منطق استعمالی سے کیا مراد ہے
 اس بات کی مثال دو
 پہلی فصل
 علم منطق میں مباحثہ کسکو کہتے ہیں
 مغالطوں کی تقسیم کرو

ان مغالطوں کا مع مثال بیان کرو اپنی حد اوسط خبری۔ کلیت ناجائز
 اکبر یا اصغر کی۔ مقدمات سبب۔ نتیجہ موجبہ مقدمے سالی
 سے یا برعکس سکے۔ ایک قیاس میں تین جزو فی زیادہ کا ہونا
 حد اوسط مشترک کسکو کہتے ہیں
 الفاظ مشترک کیونکر ہو جاتے ہیں
 حد اوسط مشترک کے لئے کیا قاعدہ ہے
 مغالطہ عارضی کسکو کہتے ہیں اسکی مثال دو
 مغالطہ تقسیم اور جمع کا مع مثال بیان کرو
 مغالطہ معنوی کسکو کہتے ہیں
 اسکی تقسیم کیسی ہے

ان مغالطوں کا مع مثال بیان کرو یعنی مقدمے نتیجے پر موقوف۔
 دو تسلسل۔ وجہ غیر موجبہ۔ مغالطہ تعلق آمیزہ۔ مغالطہ
 تغیر مضمون۔ مغالطہ اعتراضوں کا۔ مغالطہ ثبوت جزوی کا
 ان مغالطوں کے ظاہر کر نیکیے لئے کون کون قاعدے ہیں ہر ایک
 کا بیان کرو

اُن قواعد عام کا جو واسطے دریافت کرنے صحت و دلیلوں کے
میں بیان کرو

دوسری فصل

استقرار کسکو کہتے ہیں

وہ کس یقین پر موقوف ہے

استقرار کس حالت میں کامل ہے

کوئی علم استقرار سے حاصل ہونے میں

استخراج کسکو کہتے ہیں اور وہ استقرار کے کس بات میں خلاف ہے

دلیل میں تمثیل کیسے لائے ہیں

منطق میں قرینہ کسکو کہتے ہیں

قرینہ کے طور پر ہوتا ہے

قرینہ سے دلیل لانا کس بات میں استخراج اور تمثیل کے خلاف ہے

اس بات کی مثال دو کہ قرینے کی دلیل قیاس کی صورت میں آجائے

قرینے کی دلیل میں کیسی خبر داری چاہئے

علت سے معلول ثابت کرنا کسکو کہتے ہیں

اسکی مثال دو

مسئول سے علت ثابت کرنا کسکو کہتے ہیں

اسکی مثال دو

آدنی سے اعلیٰ کو ثابت کرنا کسکو کہتے ہیں

علم منطق میں پختگی حاصل کرنے کے لئے کونسا طریقہ چاہئے

علم منطق سے ذہن کو کونسے فوائد حاصل ہوتے ہیں

تاریخ طبع کتاب تصنیف ناشی شکر و مالِ حجت

چپی طبع میں برسن کے یہ کتاب

گویا دوا ہو گیا باب منطق

روئی بہجت سے تم اب امی حجت

کمدو - مرغوب کتاب منطق

۱۲۰۴

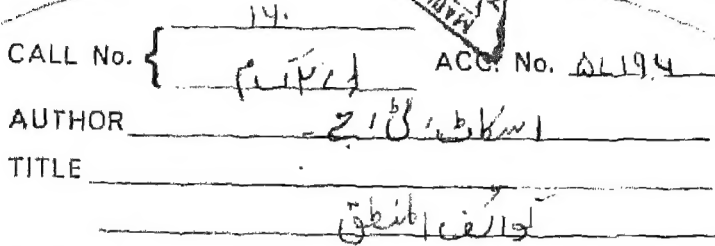
غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۸	مخاطب	مخاطب کو
۷	۷	صحبت کر کے	صحبت اور کہا
۱۸	۱۵	لفظ یا فقرہ کو	لفظ رکب یا فقرہ کو
۲۳	۵	بالنسبت	بالنسبت
۲۸	۵	مشارکت	مشاركات
۳۵	۱۱	دو دو ہوں	دو ہوں
۳۷	۱	ناواقفیت	ناموافقیت
۳۸	۱۲	لفظین	لفظاً
۴۵	۵	بیان کام	بیان کم
۴۷	۱	کام	کم
۴۷	۳	کوئی شخص بھی	اس قفسید کو جو کلید میں مشکل آلف کو
۴۷	۶	کوئی شخص بھی	ب اور ب کو الف سمجھا دیا ہے اور اس کے قفسید خبر میں لفظ بعض رکھا ہے۔
۶۲	۳	بحث کی حجت	بحث حجت کی

صوفی	سعر	غناط	صیغہ
۶۴	۲	معدل	مشال
۶۵	۵	مختصی طالب علم	مختصی طالب علم
۶۹	۱۱	جماعت خد	جمیعت خدائی
۷۰	۱۵	"	"
۸۰	۲	"	"
۹۴	۱۲	ایجاب ملب	ایجاب سب
۹۵	۱۳	(صفحہ ۱۱ تا ۱۴)	(صفحہ ۱۲ تا ۱۴)
۹۶	۶	(ص ۱۰، ق ۲)	(ص ۱۰، ق ۲)
۱۰۰	۱۵	(ص ۱۰، ق ۵)	(ص ۱۰، ق ۵)
۱۰۱	۱۱	(ص ۱۰، ق ۲)	(ص ۱۰، ق ۲)
۱۰۸	۷	موجہ کلید	موجہ کلید
"	۸	سالیہ کلید	سالیہ کلید
۱۱۰	۹	(ص ۸، ق ۱)	(ص ۸، ق ۱)
"	"	(ص ۸، ق ۲)	(ص ۸، ق ۲)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱	(ص ۸۱ ق ۷)	(ص ۸۴ ق ۷)
۱۱۲	۲	فردت بیانہ	فردت بیانہ
۱۲۰	۸		سب سے پہلے کہ جس ایک فقرہ اس طرح اس میں رہ گیا ہے
۱۳۱	۲	مکدر	مقدر
۱۳۲	۵	(ص ۷۰ ق ۵)	(ص ۷۱ ق ۵)
۱۳۳	۲	مکدرہ	مقدرہ
۱۳۴	۱	یاخیر	یاخیر
۱۵۴	۱۳	اس بات	اثبات
۱۵۵	۲	مختلف ہیں	مختلف ہر
۱۶۱	۱۰	داسطہ چیر کے	داسطہ اور اس خبر کے
۱۶۳	۳	جو لفظ اوسط	جو لفظ حد اوسط
۱۶۵	۳	ام	عمر
۱۶۷	۱۵	نکالی	نکلی

صفحہ	سفر	غلط	صحیح
۱۴۸	۸	فی الواقعی	فی الواقع
۱۵۰	۱۳	آئینہ ہے	آئینہ نہیں ہے
۱۶۹	۱	بلکہ چھو	بلکہ کچھ اور چھو
۱۸۲	۸	فقیہہ اعراض	فقیہہ اعراض
۱۹۴	۱۳	سعودی	سعودی
۲۰۵	۱	اسی طرح نہیں	اسی طرح ادا نہیں

[illegible]

LIBRARY
MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Rs. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.

